دے اجازت جو تو

از قلم فروا خالد

برقی قمقموں سے سجے خوبصورت لان میں اِس وقت رونق اور ہلچل عروج پر تھی. کچھ دیر پہلے ہی بارات پہنچی تھی. اور تھوڑی دیر میں نکاح کی رسم کی جانی تھی.

وہاں موجود تقریباً تمام لوگوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے. مگر اُن سب میں ایک لڑکی ایسی بھی تھی. جو شدید قسم کی اکتاہٹ اور بوریت کا شکار الگ تھلگ سی بیٹھی ہوئی تھی. اُس کے خوبصورت چہرے سے اُس کی جھنجھلاہٹ کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا تھا.

" مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا. ضرورت ہی کیا تھی. بھابھی کی بات مان کر یہاں آجانے کی. جہاں میں کسی کو جانتی تک نہیں ہوں. اُوپر سے یہاں کی عورتیں بھی اتنی عجیب ہیں گھور ایسے رہی ہیں جیسے آج سے پہلے لڑکی کبھی نہ دیکھی ہو. "

حُرمت جو ویسے ہی اچھی خاصی اُکتائی ہوئی تھی. وہاں موجود اقصیٰ کی کچھ رشتہ دار خواتین کی مسلسل گھورتی نگاہوں نے اُسے اچھا خاصا تپا ڈالا تھا. مگر وہ اپنی نیچر کے برعکس صرف اقصیٰ کا خیال کرتے لحاظ کیے خاموشی سے بیٹھی رہی تھی.

حُرمت ایک بہت ہی ملنسار سی نرم دل لڑکی تھی. مگر غصے کی انتہا کی تیز تھی. اپنے مزاج کے خلاف کم ہی کوئی بات برداشت کرتی تھی.

شاید اِس کی وجہ کچھ محرومیاں تھیں. جو بہت کوشش کے باوجود اُس کے بھائی بلال قریشی اور بھابھی اقصٰی پوری نہیں کر پائے تھے.

بلال قریشی حُرمت سے پورے دس سال بڑے تھے. حُرمت بہت چھوٹی سی تھی جب اُس کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوگئی تھی. تب سے بلال نے ہی اُسے بالکل اپنے بچوں کی طرح پال پوس کر بڑا کیا تھا. اُن کی جان بستی تھی اپنی اکلوتی بہن میں. حُرمت بھی بلال سے بہت زیادہ اٹیچ اور اُس کے معاملے میں کافی پوزیسیو بھی تھی. اکثر تو بلال کی اقصٰی پر زیادہ توجہ دیکھ وہ چڑ بھی جاتی تھی. اُسے اپنے ہوتے اپنے بھائی کی توجہ صرف خود پر چاہیئے ہوتی تھی. جس بات پر اقصٰی بھی اب خار کھانے لگی تھی.

اقصٰی کو اپنی معصوم اور بے پناہ حُسن کی مالک اپنی نند پیاری تو تھی. مگر کئی بار حُرمت کی اُلٹی سیدھی حرکتوں سے عاجز آ کر وہ اُس سے بدگمان بھی ہو جایا کرتی تھی. مگر پھر بھی اقصٰی کی سلجھی طبیعت کی وجہ سے اُن دونوں کے درمیان روایتی نند بھاوج والے جھگڑے نہیں تھے.

" حُرمت کتنی بار پیغام بھجوا چکی ہوں تمہیں. وہاں کیوں نہیں آ رہی. یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو."

اقصٰی جو کئی بار اُسے اپنے پاس آنے کا بلاوا بھیج چکی تھی. حُرمت کی ہٹ دھرمی پر آخر کار اُسے خود ہی اُٹھ کر آنا پڑا تھا.

" بھابھی میں یہاں بیٹھوں یا آپ کے ساتھ ہونا تو میں نے بور ہی ہے. اِس لیے میں نے آفاق کو کال کی ہے وہ مجھے لینے آ رہا ہے. گھر چھوڑ دے گا مجھے."

حُرمت لاپرواہی سے کہتی اقصیٰ کو اچھا خاصہ تپا گئی تھی.

" تم اتنی رات کو آفاق کے ساتھ اکیلی گھر جاؤ گی؟ ہرگز نہیں. ویسے بھی کچھ دیر ہے. رخصتی ہوتے ہی ہم بھی واپس گھر چلے جائیں گے. عاصم کو بولا ہے میں نے وہ ہمیں ڈراپ کر دے گا."

اقصیٰ نے فوراً نفی میں سر ہلاتے حُرمت کو سختی سے منع کیا تھا.

" بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ. آفاق کوئی غیر تو نہیں ہے. اور کونسا آج پہلی بار میں اُس کے ساتھ جاؤں گی. پہلے بھی تو کئی بار جا چکی ہوں. "

حُرمت کو اقصیٰ کی بات بہت بُری لگی تھی. اِس لیے وہ بنا کسی قسم کا لحاظ کیے تیز لہجے میں بولی.

آفاق نا صرف اُس کی پھوپھو کا بیٹا تھا. بلکہ اُس کا فیانسی بھی تھا. کچھ عرصے تک اُن کی شادی بھی متوقع تھی.

" غیر نہیں ہے تو محرم بھی نہیں ہے. رات کے اِس پہر کسی نا محرم کے ساتھ تنہا جانا چاہے وہ کتنا ہی بھروسے لائق کیوں نا ہو غلط ہی ہے. آج کل کے حالات پتا تو ہیں تمہیں. میں کسی صورت اجازت نہیں دوں گی تمہیں اُس کے ساتھ جانے کی. فوراً منع کرو اُسے. "

اقصٰی نے حُرمت سے بھی زیادہ تیز لہجے میں بات کرتے اُسے سختی سے ٹوک دیا تھا.

بلال قریشی آفس کے کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے. ہمیشہ اُن کے بغیر اُن کی لاڈلی اور تھوڑی سی بگڑی بہن کو سنبھالنا اقصٰی کے لیے جان کا عذاب بن جاتا تھا.

اُن کی چچازاد کزن کی شادی تھی. وہ حُرمت کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر آنا نہیں چاہتی تھیں. اور اُسے ساتھ لانا بھی اُن کے لیے کسی امتحان سے کم ثابت نہیں ہو رہا تھا.

" اونہہ یہ اور اِن کی عجیب و غریب باتیں. "

حُرمت کو بہت غصہ آیا تھا. مگر نا چاہتے ہوئے بھی اُس نے آفاق کو منع کر دیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" تم پھر مجھے اُسی ڈاکٹر کے پاس لے کر جا رہے ہو. جو مجھے پاگل سمجھتا ہے. "

یزدان نے روڈ پر نظریں گاڑھے سرد اور سپاٹ لہجے میں اپنے ساتھ بیٹھے صدام کی جانب دیکھا تھا.

اُس کے انداز اور لہجے پر ڈرائیونگ کرتا صدام بھی ایک پل کے لیے ٹھٹھک گیا تھا.

اکثراوقات یزدان کی باتوں اور انداز سے اُسے ایک پل کے لیے نہیں لگتا تھا کہ یہ شخص اپنا ذہنی توازن واقعی میں ہی کھو چکا ہے.

کبھی کبھی وہ بالکل نارمل لوگوں کی طرح باتیں کرنے لگتا تھا.

" نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہے. کسی شخص کی جرائت نہیں ہے کہ وہ میرے دوست کو پاگل کہے. گدی سے زبان کھینچ لوں گا. اگر کسی نے ایسی کوئی گستاخی کی تو. "

خود کو کافی حد تک نارمل کرنے کی کوشش کرتے صدام نے جواب دیا تھا. مگر اُس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی یزدان نے عجیب انداز میں قہقہ لگاتے صدام کا ابھی تھوڑی دیر پہلے والا وہم دور کر دیا تھا.

" ہاہاہاہاہا بے وقوف پاگل انسان کو پاگل نہیں تو اور کیا کہا جاتا ہے. ہاہاہاہاہا بے وقوف...... "

یزدان کے انداز پر صدام نے کرب سے آنکھیں موندتے اپنا رُخ اُس کی جانب سے پھیر لیا تھا.

اپنی سب سے عزیز از جان ہستی کو اِس حال میں دیکھنا اُس کے لیے زندگی کا سب سے اذیت ناک لمحہ تھا.

آج سے چار سال پہلے ایک بہت ہی خطرناک ایکسیڈنٹ میں یزدان نے نا صرف اپنے قریبی رشتے بلکہ شدید صدمے اور دماغ پر لگنے والی گہری چوٹ کی وجہ سے اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھا تھا.

تب سے اُس کی یہی حالت تھی. کبھی وہ بالکل نارمل بی ہیو کرنے لگ جاتا اور کبھی وہ چار سال کا بچہ بن جاتا. اور اکثر تو وہ غصے اور جنونیت کی انتہا کو پہنچتے ایسے وحشیوں کی طرح بی ہیو کرتا کہ اُسے قابو کرنا مشکل ہو جاتا.

صدام یزدان کا بیسٹ فرینڈ ہونے کے ساتھ ساتھ اُس کا ماموں زاد بھی تھا. اِس حادثے کے بعد سے وہ کسی سائے کی طرح یزدان کے ساتھ رہتا تھا. یزدان کے علاج کے لیے اُس نے کوئی ڈاکٹر نہیں چھوڑا تھا. مگر چار سال سے وہ اِس معاملے میں ناکام ہی رہا تھا.

یزدان اپنے والدین کی طرف سے پہلے ہی بے شمار وراثت کا مالک تھا. لیکن خود بھی ایک محنتی انسان ہونے کی وجہ سے پڑھائی ختم کرنے کے بعد بہت ہی کم عرصے میں اپنی محنت اور لگن کی وجہ سے وہ بڑے پیمانے پر اپنا بزنس اسٹیبلش کر چکا تھا. اور شاید اُس کی یہی دولت وجائیداد اور بے پناہ کامیابیاں اُس کی بربادی کی وجہ بن گئی تھیں.

اُس حادثے کے بعد سے یزدان کے ساتھ ساتھ اُس کا بزنس بھی صدام ہی سنبھالنے لگا تھا.

صدام نے صحیح معنوں میں ایک سچے اور ایماندار دوست کا فرض نبھا رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یزدان یہ کیا کیا ہے تم نے. "

صدام یزدان کی جانب دیکھتا بے چارگی اور بے بسی سے بولا.

پچھلی بار کی طرح اِس بار بھی یزدان ڈاکٹر کے سوالوں جو کے ہمیشہ اُسے اُلٹے سیدھے ہی لگے تھے کہ جواب میں اُس کو بُری طرح پیٹ چکا تھا.

یہ پہلا ڈاکٹر نہیں تھا. اِس سے پہلے بھی بہت سارے ڈاکٹرز کی یزدان کے جنونی غصے اور ذہنی توازن بگڑنے پر اُس کے کسرتی بازوں سے درگت بن چکی تھی. یہی وجہ تھی کہ اُس کا علاج ہمیشہ

آدھے مراحل میں رہ جاتا تھا۔ صدام یزدان کا عام پاگلوں کی طرح اُنہیں باندھ کر اور مختلف انجکشنز سے ٹارچر کرنے جیسا علاج کسی صورت نہیں چاہتا تھا۔

مگر اکثر یزدان کی یہ حرکتیں اُسے نالاں کر دیتی تھیں۔

یزدان کو شروع سے باڈی بنانے کا بہت شوق تھا۔ اب بھی کبھی کبھار جب وہ نارمل ہوتا تو اپنے گھر میں ہی بنے جم خانے میں جا کر وہ اپنی زندگی کا سب سے پسندیدہ کام ضرور سر انجام دیتا تھا۔ لیکن وہاں پر بھی اکثر اوقات دماغی توازن بگڑنے پر جم کا جو حال اُن سب کو دیکھنے کو ملتا تھا۔ وہ کسی کباڑ خانے سے کم نہیں ہوتا تھا۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ یزدان کو زیادہ سے زیادہ خوش رکھا جائے۔ یہی اُس کی دماغی حالت کے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔ مگر صدام بہت کوششوں کے باوجود ایسا کرنے میں ناکام تھا۔ کیونکہ

یزدان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ جیسے اب دنیا میں اُس کے لئے ایسی کوئی وجہ یا ہستی ہی نہیں بچی جس کی وجہ سے وہ خوش رہے اور واپس زندگی کی جانب لوٹ سکے.

" یزدان تم یہاں بیٹھو میں بس پانچ منٹ میں آیا. "

صدام کو اُس ڈاکٹر کی ٹینشن ہو رہی تھی. جسے اُس کا عزیز دوست کچھ ہی لمحوں میں بستر پر پہنچا آیا تھا. وہ ایک بار اُس سے معذرت کرنے اور یزدان کا پھیلایا رائتہ سمیٹنے اُسے گاڑی میں بیٹھا کر ساتھ آئے ملازم کو اُس کا دھیان رکھنے کی ہدایت کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا.

ڈاکٹر کو بُری طرح پیٹنے کے باوجود یزدان کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا. اُس کا ابھی اور بھی بہت کچھ تہس نہس کرنے کا ارادہ تھا. جب اچانک کانوں میں پڑنے والی کسی نسوانی ہنسی کی کھلکھلاہٹوں پر اُس کا چہرا خود بخود ہی آواز کی سمت مڑ گیا تھا.

جہاں تھوڑے سے فاصلے پر ہی ایک بلو کپڑوں میں ملبوس گرے آنکھوں والی لڑکی اپنے سامنے کیچڑ میں گری لڑکی کو دیکھ کر ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی.

نہ جانے کس کشش کے تحت یزدان کے قدم خود بخود ہی اُس لڑکی کی جانب بڑھے تھے. اُس کی گرے آنکھیں اُس دنیا جہاں سے بیگانہ و بے پرواہ پاگل شخص کو جیسے اپنی الوہی کشش کے حصار میں جکڑ گئی تھی.

" سر کیا ہوا. آپ کہاں جا رہے ہیں. "

اُسے گاڑی سے نکلتا دیکھ سعود (ملازم) جلدی سے اُس کے قریب آیا تھا.

جسے یزدان آنکھوں میں ناگواری لیے ایک ہی جھٹکے میں اپنے آگے سے ہٹاتا اُس لڑکی کے قریب کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا تھا.

جیسے جیسے اُس لڑکی کی کھلکھلاہٹوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ویسے ہی یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلتی جا رہی تھی۔

صدام اگر یہ مسکراہٹ دیکھ لیتا تو خوشی سے پاگل ہو اُٹھتا جسے دیکھنے کے لیے وہ چار سال سے نجانے کیا کیا جتن کر چکا تھا۔

کیونکہ پچھلے چار سالوں میں شاید آج پہلی دفعہ ہی کب سے کھوئی مسکراہٹ نے یزدان کے سختی سے پیوست انابی لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

مگر شاید اِس مسکراہٹ کا دورانیہ بہت کم تھا۔ یزدان کی مسکراہٹ اُس وقت سمٹی جب کیچڑ میں گری لڑکی نے اپنے سامنے کھڑی ہنستی مذاق اُڑاتی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کیچڑ میں گراتے اُس کی کھلکھلاہٹوں پر بند باندھا تھا۔

اپنی پسندیدہ لڑکی کو یوں کیچڑ میں گرتے دیکھ یزدان کی مُٹھیاں ایک بار پھر غصے سے بھینچ گئی تھیں. وہ غصے سے پاگل ہوتا اُس دوسری لڑکی سے اِس بات کا بدلہ لینے آگے بڑھا تھا.

" یزدان کیا ہوا کہاں جا رہے ہو. "

اِس سے پہلے کہ یزدان پھر کوئی حرکت کرتا. سعود کی اطلاع پر صدام بھاگتا یزدان تک پہنچا تھا.

یزدان کے چہرے پر وہی چٹانوں جیسی سختی اور غصہ دیکھ صدام نے سعود کو گھورا. جو ابھی اُسے یزدان کے بارے میں کچھ اور ہی بتا کر اچھا خاصہ خوش گمان کر چکا تھا.

" چھوڑو مجھے.... وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے... میں چھوڑوں گا نہیں اُسے... "

یزدان صدام کو پیچھے دھکیلتا واپس پیچھے کی جانب مڑا تھا. مگر اب وہ دونوں لڑکیاں وہاں موجود نہیں تھیں. یزدان نے مزید اشتعال میں آتے ارد گرد نظریں دوڑائیں مگر وہ دونوں اُسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھیں.

صدام کافی دیر کی کوششوں کے بعد بہت مشکلوں سے اُسے گاڑی میں بیٹھانے میں کامیاب ہوا تھا.

" فون پر کیا بول رہے تھے تم یزدان مسکرا رہا ہے. جبکہ اُس کی حالت تو مزید خراب ہو چکی ہے. لگتا ہے تم اپنی ڈیوٹی کرنے کے بجائے کھڑے کھڑے سو گئے تھے. "

صدام اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولتے سعود پر طنز کرنا نہیں بھولا تھا.

" سر میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ یزدان سر واقعی مسکرائے تھے۔ ایسا بی ہیو کرتے میں نے اُنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اور یہ سب اُس لڑکی کی وجہ سے ہوا۔ جو کچھ دیر پہلے یہاں کھڑی تھی۔ "

سعود نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی تھی۔ جبکہ اُس کی بات پر گاڑی میں بیٹھتا صدام خوشگوار حیرت کے زیرِ اثر یقین و بے یقینی کی کیفیت میں اُسے دیکھے گیا تھا۔

اگر یہ سب سچ تھا تو صدام کے لیے اِس سے بڑی خوشی کی بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ کہ اِس دنیا میں ابھی بھی کوئی ایسی ہستی ایسی وجہ موجود تھی۔ جو اُس کے دوست کو واپس زندگی کی جانب موڑ سکتی تھی۔

سعود سے بعد میں تفصیل سے بات کرنے کا ارادہ کرتے صدام یزدان کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا. کچھ دیر پہلے کی نااُمیدی اور مایوسی اب اُس کے دماغ سے ہٹ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا ہوا حُرمت اتنی خاموش کیوں بیٹھی ہو. "

وہ سب کینٹین میں بیٹھی اپنی ہی خوش گپیوں میں مصروف تھیں. جب منیبہ کی نظر خلاف معمول کچھ گم صم سی بیٹھی حُرمت پر پڑی تھی.

" مجھے بھلا کیا ہونا. میرا پاس اتنا فضول دماغ نہیں کہ تم لوگوں کی طرح ہر وقت فضول کی ہانکتی رہوں. "

حُرمت جو آج کل ویسے ہی چڑ چڑی سی ہوئی پڑی تھی. اُن سب کے ایک دم متوجہ ہونے پر چڑ کر بولی.

" وہی تو کہہ رہی ہوں کچھ تو ہوا ہے. جو تم فضول کی ہانکنے میں ہمارا ساتھ نہیں دے رہی. کوئی پرابلم ہے تو شیئر کرو نا. کیا آفاق کی طرف سے کوئی مسئلہ ہے."

منیبہ حُرمت کے بہت کلوز تھی. اُس کی رگ رگ سے واقف تھی. اِس لیے اُس کے بنا کہے ہی بہت کچھ سمجھ جاتی تھی.

" ہمم کچھ ایسا ہی ہے. "

حُرمت کے اثبات میں سر ہلانے پر باقی سب بھی سنجیدگی سے اُس کی جانب متوجہ ہوئی تھیں.

" کیا مطلب ہوا کیا ہے. "

کشمالہ کو بھی حُرمت کا سنجیدہ انداز فکر میں مبتلا کر گیا تھا. وہ سب جانتی تھیں کہ آفاق اور حُرمت ایک دوسرے کو بہت لائق کرتے ہیں. جس کو دیکھتے ہوئے ہی بلال نے اُن کا رشتہ طے کیا تھا.

" میں خود بھی نہیں جانتی اصل معاملہ کیا ہے. بھابھی سے بھی پوچھا وہ بھی کچھ نہیں بتا رہیں. مگر مجھے لگ رہا ہے کہ بھائی اور پھوپھو کے درمیان کوئی پرابلم چل رہی ہے. آفاق بھی کچھ دنوں سے ٹھیک سے بات نہیں کر رہا. پتہ نہیں اصل معاملہ کیا ہے. کوئی بتانے کو تیار ہی نہیں ہے.

"

حُرمت بڑوں کے درمیان کچھ دنوں سے پکنے والی کھچڑی سے اچھی خاصی اُکتائی ہوئی تھی.

" اوہ ہو. اِس سب پر اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے. کوئی ہونگے اُن کے اپنے معاملات. جب تم جانتی ہو تمہارے بھائی اور پھوپھو تم سے بہت پیار کرتے ہیں. کسی بھی وجہ سے تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دیں گے. "

منیبہ حُرمت کا ہاتھ تھامتی تسلی دیتے بولی.

" ہاں بالکل ٹھیک کہا منیبہ نے. اور پلیز حُرمت اپنے خوبصورت سے چہرے سے یہ سوگواریت دور کرو. اِس طرح منہ لٹکائے بالکل مس فضیلہ کی جڑوا بہن لگتی ہو. "

صفہ حُرمت کو چھیڑتی اپنی یونی کی سب سے کھڑوس اور غصیلی ٹیچر سے ملاتے اُسے چھیڑتے ہوئے بولی.

جبکہ مس فضیلہ کا انگارے چبھاتا روپ یاد کرتے حُرمت نے جھر جھری سی لیتے صفہ کو گھورا.

جبکہ باقی سب حُرمت کے چہرے کے مزید بگڑے زاویے دیکھ اپنی ہنسی نہیں روک پائی تھیں.

حُرمت خود غصے کی بہت تیز تھی. مگر اپنے سامنے کسی اور کا غصہ کرنا اُسے سخت ناگوار گزرتا تھا.

یہی وجہ تھی کہ مس فضیلہ سے اُس کی بالکل بھی نہیں بنتی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بھابھی پلیز آپ ہی بتادیں مجھے. آخر کیا پرابلم چل رہا ہے. بھائی اور پھوپھو کے درمیان.

آفاق بھی کچھ ڈسٹرب سا ہے. ٹھیک سے بات نہیں کر رہا مجھ سے. "

حُرمت کچن میں کام کرتی اقصیٰ کے پاس آتی لجاجت سے بولی. وہ جانتی تھی بلال بھائی تو اُسے کچھ بتانے والے تھے نہیں. اگر کسی سے کچھ پتا لگ سکتا تھا تو وہ اقصیٰ ہی تھی.

حُرمت کے فکر مند انداز پر اقصیٰ ایک نظر اُس پر ڈال کر واپس اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی.

" تو مطلب آپ بھی مجھے کچھ نہیں بتائیں گی. "

حُرمت کو اپنا اِس طرح اگنور کیا جانا بہت بُرا لگا تھا. اُن کو ویسے ہی خاموش کھڑا دیکھ وہ وہاں سے واپس پلٹی تھی.

" پھوپھو تمہاری اور آفاق کی شادی جلد از جلد کرنا چاہتی ہیں. لیکن بلال ابھی اِس حق میں نہیں ہیں. وہ چاہتے ہیں پہلے تمہاری پڑھائی مکمل ہو جائے. اُس کے بعد وہ اِس بارے میں سوچیں گے. "

اقصیٰ جانتی تھیں حُرمت بات کا پتا لگائے بغیر سکون سے نہیں بیٹھے گی. اور بلال بالکل بھی نہیں چاہتے تھے کہ حُرمت کو اصل بات پتا چلے اور وہ ہرٹ ہو. اِس لیے اقصیٰ نے بلال کے کہے کے مطابق جھوٹ بول کر حُرمت کا مطمئن کرنا چاہا تھا.

" کیا واقعی یہی بات ہے. "

حُرمت نے جانچتی نظروں سے رخ موڑے کھڑی بھابھی کو دیکھا تھا.

" تمہیں اب اگر میری باتوں پر بھی یقین نہیں رہا تو اپنے بھائی سے اِس بات کی تصدیق کر سکتی ہو. "

حُرمت کے مشکوک انداز سے پوچھنے پر اب کی بار اقصیٰ نے حُرمت کو ناراضگی سے جواب دیا تھا.

" اوہ ہو آپ تو ناراض ہی ہو گئی ہیں. ایسی کوئی بات نہیں. مجھے لگا اتنے دنوں سے بھائی اور پھوپھو کے درمیان جو کھچڑی پک رہی ہے. شاید کوئی سیریس معاملہ ہے. مگر شکر ہے ایسا کچھ نہیں ہے. "

حُرمت اقصیٰ کے برابر آتی مسکرائی تھی.

وہ ایک دم ریلکیس ہو چکی تھی. اور اپنی بے وقوفی پر خود کو ہی کوس رہی تھی. کہ اتنے دنوں سے ایسے ہی بلاوجہ پریشان ہو رہی تھی. اگر پہلے ہی بھابھی سے پوچھ لیتی تو کیا تھا.

اقصیٰ نے غور سے حُرمت کے خوشی سے جگمگاتے روشن حسین چہرے کی جانب دیکھا تھا.

" کیا بہت محبت کرتی ہو آفاق سے. "

اقصیٰ کے اچانک غیر متوقع سوال پر حُرمت نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" نہیں اِسے میں محبت بالکل نہیں کہہ سکتی. محبت تو بہت مضبوط اور طاقتور رشتے کا نام ہے.

جسے کرنا اور نبھانا میرے بس کی بات تو بالکل بھی نہیں ہے. مگر آفاق مجھے بہت اچھا لگتا ہے.

ہماری درمیان انڈرسٹینڈنگ بہت اچھی ہے. مجھے لگتا ہے آفاق سے اچھا کوئی اور لائف پارٹنر

مجھے نہیں مل سکتا. جو میرے مزاج کو اچھے سے سمجھتا ہے. اور ہاں آفاق کا کہنا ہے کہ وہ مجھ سے

بہت محبت کرتا ہے. تو اِس سب کے علاوہ مجھے اور چاہئے ہی کیا. "

حُرمت مسکراتے ہوئے اقصیٰ کو اُس کی بات کا تفصیلی جواب دے گئی تھی.

" اِس کے علاوہ بھی ایک چیز چاہتی تھی تم اپنے لائف پارٹنر میں. شاید بھول رہی ہو تم."

اقصیٰ جو ہمیشہ حُرمت کو آفاق کے حوالے سے اچھی باتوں کی نصیحت کرتی آئی تھی. اِس وقت

اُسے حُرمت کے منہ سے آفاق کی تعریف بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی.

" میں سمجھی نہیں آپ کس چیز کے بارے میں بات کر رہی ہیں. "

اقصیٰ کی بات پر حُرمت نے نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" تم یہ بھی تو چاہتی تھی کہ تمہارے لائف پارٹنر کے پاس بہت زیادہ دولت ہونی چاہیئے. تا کہ وہ تمہاری ہر خواہش پوری کر سکے. جبکہ آفاق کے پاس تو ایک پرائیویٹ جاب ہی ہے. "

اقصیٰ نے بہت پہلے کہی حُرمت کی بات اُسے یاد دلائی تھی.

" ہاہاہاہا تو ایسا کون سی لڑکی نہیں چاہتی. ہر لڑکی کے دل میں اپنے آئیڈیل لائف پارٹنر کے لیے یہ خواہش تو ہوتی ہی ہے. کہ وہ بہت امیر ہونا چاہیئے. اور باقی عام لڑکیوں کی طرح کہیں نہ کہیں میں بھی یہی چاہتی ہوں. مگر اُس سے پہلے میں یہ چاہتی ہوں. کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہو.

اور مجھے لگتا ہے کہ آفاق سے زیادہ شاید کوئی مجھ سے محبت نہیں کر سکتا. تو محبت کرنے والے لائف پارٹنر کے آگے میں دولت مند لائف پارٹنر رد کر سکتی ہوں. "

حُرمت کے لہجے میں آفاق کے حوالے سے ایک مان تھا. جسے محسوس کرتے اقصیٰ نے افسردہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" میری جان آج کل کے اِس نفسا نفسی کے دور میں محبت جیسا جذبہ بہت پیچھے رہ گیا ہے. مگر میری یہی دعا ہے. میرا رب تمہاری ساری خواہشات پوری کرے. اور میری اِس نکچری مگر محبت کرنے والی پیاری سی نند کو کوئی بے پناہ محبت کرنے والا لائف پارٹنر ملے. جو اُس کی بہت قدر کرے. "

اقصیٰ کا لہجہ حُرمت کے لیے محبت اور فکرمندی سے بھرپور تھا.

" آمین. ویسے ملے کا کیا مطلب ہے بھابھی مل تو چکا ہے مجھے. اور اُسے آپکی نند کی قدر بھی بہت ہے. "

حُرمت اپنی ہی دھن میں اقصیٰ کی باتوں پر غور کیے بغیر مسکراتے ہوئے بولی. اور اقصیٰ کے گال پر پیار کرتی فصیح کے بلانے پر باہر کی جانب بڑھ گئی تھی.

اقصیٰ خاموش نظروں سے اُسے جاتا دیکھتے اِس پیاری سی لڑکی کے اچھے نصیب کی دعا کر گئی تھی. جس میں اُس کے شوہر کے ساتھ ساتھ اب اُس کی بھی جان بستی تھی.

حُرمت سے چاہے کتنے ہی اختلاف سہی مگر اقصیٰ نے اُسے بالکل سگی بہنوں سے بڑھ کر پیار دیا تھا. وہ اُسے کبھی بھی دکھی نہیں دیکھ سکتی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام عجلت میں یزدان کے روم میں داخل ہو رہا تھا. جب اندر سے نکلتی فاریہ کو دیکھ اپنے قدم وہیں روکتے وہ اپنے چہرے پر اُمڈ آنے والے ناگواری کے تاثرات چھپا نہیں پایا تھا.

" ہائے صدام کیسے ہو. "

فاریہ مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بے تکلفی سے بولی تھی.

" تم یہاں کیا کر رہی ہو. "

بنا اُس کی بات کا جواب دیئے صدام ناگواری سے بولا.

" کیا مطلب اِس بات کا. میر یزدان رحمانی پر سب سے زیادہ حق میرا ہی تو ہے. میں یہاں نہیں آؤں گی تو اور کون آئے گا. "

فاریہ ایک نظر آدھ کھلے دروازے سے اندر موجود یزدان پر ڈالتی جتاتے لہجے میں بولی.

جبکہ اُس کے الفاظ صدام کو مزید آگ لگا گئے تھے.

" حق..... یہ لفظ بولتے تمہیں زرا شرم نہیں آتی. تم جیسی ڈھیٹ اور بے حس لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی. "

صدام یزدان کے خیال سے ہلکی آواز میں غرایا تھا.

" اپنے شوہر کے پاس اُس کا حال پوچھنے آنے میں کیسی شرم.... اِس میں غلط کیا ہے. جو تم مجھ پر یوں الزام لگا رہے ہو. "

صدام کی بات کا مفہوم سمجھنے کے باوجود وہ کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتی اُسے مزید تپا گئی تھی.

" بہت سارے معاملات کی طرح اِس معاملے میں بھی میرا دوست بہت بدنصیب نکلا. اُسے غلط فہمی تھی کہ تم محبت کرتی ہو اُس سے. اِس لیے تم سے نکاح کیا اُس نے. تمہارے بُرے وقت میں مدد کی تمہاری. اور تم... تم نے کیا کیا اُس کا بُرا وقت آتے ہی..... کیسے اپنے رنگ بدل لیے. دن رات دونوں ہاتھوں سے اُس کی حلال کی کمائی لوٹنے کے علاوہ تم کر ہی کیا رہی ہو."

صدام کا دل چاہ رہا تھا. سامنے کھڑی ہنستی مسکراتی لڑکی کو اپنے دوست کی زندگی سے غائب کر دے.

جواُس کی منکوحہ ہونے کا فائدہ اٹھاتی. پچھلے چار سال سے اُس کی دولت کو خود پر اور اپنے عیاش دوستوں پر پانی کی طرح بہا رہی تھی.

ایک بار بھی اُس نے آکر یزدان کا حال نہیں پوچھا تھا. کبھی کبھار آتی بھی تو صرف اُس وقت جب اُسے پیسوں کی ضرورت ہوتی.

صدام, یزدان اور فاریہ کالج لائف سے بہت اچھے دوست تھے. فاریہ یزدان کی پرسنیلٹی اور بے پناہ دولت سے بہت زیادہ متاثر تھی. اور وہ کسی صورت یزدان جیسے پرفیکٹ انسان کو اپنے ہاتھ سے نکلنے نہیں دینا چاہتی تھی.

اِس لیے آہستہ آہستہ وہ یزدان کے قریب ہوتی گئی۔اور اکثر اوقات اُس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار بھی کرنے لگی۔ یزدان کے ساتھ ساتھ صدام بھی یہی سمجھا کہ شاید واقعی فاریہ اُس سے بہت محبت کرنے لگی ہے۔

فاریہ کا خاندان یزدان کے فیملی فرینڈز میں شمار ہوتا تھا۔ اور کافی لمبے عرصے سے دوست ہونے کے ناطے اُن دونوں کے درمیان انڈرسٹینڈنگ بھی بہت اچھی تھی۔ یہ سب دیکھتے اور گھر والوں کے اسرار پر جو کہ صدام کے تھرو سب کچھ جان چکے تھے۔ یزدان بھی فاریہ سے رشتہ جوڑنے پر رضامند ہو گیا۔

یزدان شروع سے ہی کافی پریکٹیکل انسان تھا۔ اُس کے مطابق جو شخص ایک بار بھی پیار محبت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ یہ روگ پالنے کے علاوہ زندگی میں اور کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔ اور وہ تو ایسا ہر گز

نہیں چاہتا تھا. اِسی لیے ایسے کسی بھی جھنجھٹ میں پڑنے سے پہلے گھر والوں کے فیصلے پر رضامندی دیتے اُس نے فاریہ سے نکاح کرلیا تھا. اور رخصتی دو مہینوں بعد کی رکھی تھی.

مگر رخصتی ہونے سے پہلے ہی یزدان کی زندگی میں پیش آنے والے اُس بھیانک حادثے نے اُس کی پوری زندگی بدل کر رکھ دی تھی.

اور ساتھ ہی یزدان پر بے پناہ محبت لوٹانے والی فاریہ کو بھی بدل دیا تھا. جسے دیکھ صدام کا محبت نامی لفظ سے ہی اعتبار اُٹھ گیا تھا. کیونکہ وہ فاریہ کی جھوٹی دکھاوے ذدہ محبت کا خود چشمدید گواہ تھا. لیکن یزدان کا ذہنی توازن کھوتے ہی فاریہ کا جو رُوپ صدام کے سامنے آیا تھا وہ اُسے اِس جذبے سے ہی بدظن کر گیا تھا.

فاریہ طلاق لینا چاہتی تھی. لیکن جیسے ہی اُسے پتا چلا کہ ڈاکٹرز یزدان کے جلد ٹھیک ہو جانے کے حوالے سے پُرامید ہیں تو اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا.

آج کل اُس کی دوستی اپنی خالہ زاد فہیم سے تھی. جو کہ کافی امیر تھا. مگر اُس کی حیثیت یزدان کے مقابلے میں بہت کم تھی. اِسی لیے فاریہ یزدان جیسی کیشیر مشین کو چھوڑنے پر کسی صورت تیار نہیں تھی.

یزدان کی منکوحہ ہونے کے ناطے صدام سے بھی زیادہ اُس کے پیسوں پر فاریہ کا حق تھا. اِسی پوائنٹ پر آکر صدام بے بس ہو جاتا تھا. وہ خاموشی سے اپنے دوست کی حلال کی کمائی یوں ضائع ہوتے دیکھ رہا تھا. مگر کر کچھ بھی نہیں سکتا تھا.

" رنگ کہاں بدلے ہیں میں نے. ابھی بھی منکوحہ ہوں اُس کی. اُس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہی ہوں. چھوڑا تو نہیں ہے نا میں نے اُسے. "

فاریہ اپنے شولڈر کٹ بال ایک ادا سے جھٹکتے بولی.

جبکہ اُس کی آواز پر اپنی سوچوں سے باہر آتے صدام نے نخوت سے اُسے گھورا تھا.

" میں بھی اِسی انتظار میں ہوں. کہ کب یزدان ٹھیک ہو. اور پہلی فرصت میں ہی میں تمہیں اُس کی زندگی سے باہر پھینکواں."

صدام ہی جانتا تھا کہ وہ کیسے اِس لڑکی کے سامنے ضبط کر کے کھڑا ہے.

" شاید تم بھول رہے ہو میرے دوست. یزدان سنتا سب کی ہے. پر کرتا صرف اپنے من کی ہے. تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے کہنے پر وہ مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں. چاہے تم اُس کے کتنے

بھی قریب کیوں نہ ہو۔ وہ تمہاری بات پر کبھی یقین نہیں کرے گا۔ جب تک خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے۔ میں خود چاہتی ہوں۔ وہ جلد ٹھیک ہو جائے۔ اصل مزہ تو تب آئے گا۔ "

فاریہ صدام کے غصے کو مزید ہوا دیتی۔ اُسے چیلنج کرتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

" دھوکے باز لڑکی اب بھی اِسی اُمید پر بیٹھی ہے کہ یزدان اِسے اپنائے گا۔ اب مزید میں تم جیسے لوگوں کا سایہ بھی یزدان پر نہیں پڑنے دو گا۔ جو اُس کو اِس حالت میں پہنچانے کے ذمہ دار ہیں۔

"

صدام خود سے ہی بڑبڑاتا یزدان کے پاس جانے کے بجائے واپس پلٹ گیا تھا۔ اُسے سعود سے اُس دن کے متعلق بات کرنی تھی۔ جو پچھلے دو دنوں سے مسلسل میٹنگ میں مصروف ہونے ہی وجہ سے وہ کر نہیں پایا تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" سر میں نے اُس لڑکی کا چہرہ تو دیکھا ہے. مگر یہ نہیں پتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے. "

سعود کی پوری بات سن کر جہاں صدام بہت خوش ہوا تھا. وہی اُسے یہ بات بھی پریشان کر گئی تھی کہ وہ اُس لڑکی کو ڈھونڈے گا کہاں. جس کا کچھ دیر ہی یزدان کے سامنے رہنا اُسے اتنی خوشی دے گیا تھا.

" اوکے تو پھر آج سے تمہاری ڈیوٹی ڈرائیونگ کرنا نہیں ہے بلکہ تم اب روز صبح سے لے کر شام تک اُس ہاسپٹل کے باہر بیٹھو گے. کیا پتا پھر وہ اُس ہاسپٹل آجائے. "

صدام کی بات پر سعود نے ہونکوں کی طرح اُس کی شکل دیکھی تھی. اُسے اب تھوڑا اشک ہونے لگا تھا. کہ اُس کے ایک صاحب کے ساتھ ساتھ یہ دوسرا صاحب بھی پاگل ہو چکا ہے.

" پر سر میں وہاں کب تک بیٹھوں گا. "

سعود نے آخر کار ہمت جمع کرتے سوال پوچھ ہی لیا تھا.

" ایک دو ہفتے. میں اپنے طریقے سے بھی کچھ پتا لگوانے کی کوشش کرتا ہوں. آخر وہ لڑکی تھی کون. "

صدام کے لیے جہاں یہ بات خوشی کا باعث تھی. وہیں وہ کافی حیران بھی تھا کہ آخر ایسی کونسی لڑکی ہے جو اُس کے دوست کے لیے اِس قدر اہم ہے. کیونکہ وہ تو یزدان کی زندگی کے ہر پہلو سے واقف تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" پھوپھو آرام سے کریں نا درد ہو رہا ہے. "

پریشے اپنے بالوں پر ہاتھ رکھتی زرا سا چہرہ موڑ کر بے چاری سی شکل بنا کر حُرمت کو دیکھتے ہوئے بولی.

" تم سر ایک جگہ پر رکھو. جب اِدھر اُدھر گھماؤ گی تو درد تو ہو گا نا. "

حُرمت نے اُسے ہولے سے ڈپٹتے اُس کا سر ایک بار پھر سیدھا کیا تھا.

بلال اور اقصیٰ کے دو بچے تھے. بارہ سال کی پریشے اور گیارہ سال کا فصیح. حُرمت کی دیکھا دیکھی پریشے نے بھی اپنے بال لمبے ہی رکھوائے ہوئے تھے. اور روز وہ حُرمت سے اُسے اپنی طرح کے بنائے ڈفرنٹ ہیئر سٹائل بنانے کی ضد کرتی تھی. مگر ٹک کر بیٹھنا تو اُسے آتا ہی نہیں تھا.

آج بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا.

حُرمت پچھلے ایک گھنٹے سے اُس کا ہیئر سٹائل بنانے میں ہلکان ہو رہی تھی. اور وہ تھی کہ اُسے آرام ہی نہیں آ رہا تھا.

" میری توبہ جو آئندہ تمہارے بالوں کو ہاتھ بھی لگایا تو. پاگل کر کے رکھ دیا تم نے مجھے. "

حُرمت اُس کی پونی باندھتی تنگ آتے ہوئے بولی.

" پیاری پھوپھو یہی بات آپ پچھلے ایک مہینے سے بول رہی ہیں. "

پریشے نے ہنستے اُس کا مذاق اُڑایا تھا. جس کے جواب میں حُرمت سے ملنے والی گھوری پر وہ فوراً سیدھی ہوئی تھی.

" اچھا چھوڑیں موڈ ٹھیک کریں. آپ کو پتا ہے صبا خالہ کی شادی کی مووی میں آپ کتنی پیاری لگ رہی تھیں. سب نے آپ کی بہت تعریف کی ہے. آپ کو دیکھانے کے لیے ہی میں اُن سے مووی ساتھ لے کر آئی ہوں. آپ بیٹھیں میں ابھی لے کر آتی ہوں. "

پریشے تھی تو چھوٹی مگر اُس کی باتیں چھوٹوں والی بالکل بھی نہیں ہوتی تھیں. وہ ایک طرح سے حُرمت کی بیسٹ فرینڈ تھی. حُرمت اپنی ہر بات ہر پرابلم اُس سے شیئر کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرتی تھی.

اور کبھی کبھار تو پریشے اُسے بہت مفید مشوروں سے بھی نواز دیتی تھی.

" اوکے دادی ماں لے آؤ. اگر میں نے نہ دیکھی تو تم نے کونسا مجھے چھوڑنا ہے. "

حُرمت اُس کو ایکسائیٹڈ ہوتا دیکھ مسکراتے ہوئے بولی. جس پر پریشے بھاگ کر اندر سے سی ڈی اُٹھالائی تھی.

" یہ کیا ہے. یہ تم شادی کی مووی کی جگہ لگتا ہے بھائی کی آفس کی کوئی سی ڈی اُٹھالائی تھی. جلدی سے واپس رکھ آؤ ایسے نہ ہو خراب ہو جائے. "

حُرمت سامنے چلتی ڈیڈیو کو دیکھتے ہوئے بولی. جس میں بہت ساری بلڈنگز کی کنسٹرکشنز دیکھائی جارہی تھیں.

" اوہ نو... پھوپھو آج پاپا کے ہاتھوں میری پٹائی کنفرم ہے.. "

پریشے سر پر ہاتھ مارتی صوفے پر ایک جانب ٹک گئی تھی.

" کیا مطلب پھر کوئی گڑ بڑ تو نہیں کر دی تم نے. "

پریشے کی اُڑتی رنگت دیکھ حُرمت کو لگا تھا کہ شاید پھر وہ کوئی بڑا کارنامہ سر انجام دے چکی ہے.

" وہ کل رات کو پاپا کے ٹیبل سے یہ سی ڈی اُٹھا کر میں نے شادی والی رکھ دی. دونوں سیم سیم تھیں. مجھے کنفیوژن ہو گئی اور لگتا ہے پاپا وہ سی ڈی اپنے ساتھ لے گئے ہیں. کیونکہ وہاں ٹیبل پر اور کوئی سی ڈی موجود نہیں ہے. "

بات کرنے کے دوران پریشے کا رنگ بالکل اُڑ چکا تھا.

" اوہ نوا گر بھائی نے بھی غلط فہمی میں ہی وہ سب کے سامنے چلا دی تو. کتنی انسلٹ ہو گی اُن کی. "

حُرمت پریشے کو گھورتی بلال کا نمبر ملانے لگی تھی.

" بھائی کال ریسیو ہی نہیں کر رہے اب کیا ہو گا. "

حُرمت بار بار کال ملاتی پریشے کو گھورتے ہوئے بولی. جس کا رنگ بالکل فق ہو چکا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" مے آئی کم اِن سر. "

ہلکے سے ناک کرتے باس کی اجازت ملتے ہی بلال اندر داخل ہوا تھا.

" آئے بلال صاحب کہاں تک پہنچی آپ کی پریزینٹیشن. "

صدام بلال کو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولا.

" جی سر سارا کام کمپلیٹ ہو چکا ہے. میں آپ کو یہی دیکھانے آیا تھا. "

بلال فائلز اور باقی ساری چیزیں صدام کے سامنے ٹیبل پر رکھتا مؤدب لہجے میں بولا.

" ہمم ویری گڈ. آپ کی یہی بات بہت پسند ہے مجھے بلال صاحب. وقت سے پہلے آپ کا کام

ریڈی رہتا ہے."

صدام کے ستائشی انداز پر بلال ہولے سے مسکرا دیا تھا. بلال کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا.

کہ وہ پریزینٹیشن کی جگہ اپنے باس کو کیا تھما چکا ہے.

" اور ہاں بلال صاحب سیکرٹری کے لیے کل انٹرویوز لینے تھے نا آپ نے اُن کا کیا بنا."

اچانک یاد آنے پر صدام نے واپس جاتے بلال کو آواز لگائی تھی.

" جی سر وہ کل ہی احمد صاحب کی سر براہی میں پینل نے کچھ انٹرویوز کر کے سیکرٹری اپائنٹ کر لی ہے. اگر آپ ابھی ملنے چاہتے ہیں اپنی سیکرٹری سے تو میں بھیج دیتا ہوں. "

بلال نے تفصیل سے جواب دیتے آخر میں سوالیہ انداز میں صدام کی جانب دیکھا تھا.

" جی بھیج دیں. "

صدام نے موبائل پر آتی کال کو دیکھتے بلال کو جواب دیا تھا. جس پر بلال اُسے موبائل پر مصروف ہوتا دیکھ اثبات میں سر ہلاتا باہر نکل گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام کال پر مصروف تھا۔ جب دروازہ ناک ہونے اور اُس کی اجازت پر کچھ سیکنڈ بعد اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ حیرت میں مبتلا ہوتا فون پر بات کرنا ہی بھول چکا تھا۔

وہ تو اپنی سیکرٹری کے طور پر آفس میں کام کرتی باقی لڑکیوں کی طرح ہی کوئی ماڈرن لڑکی ہی تصور کر رہا تھا۔ مگر اُس کی نظروں کے سامنے تو اِس کے بالکل برعکس منظر تھا۔

سیاہ کپڑوں اور سیاہ ہی بڑی سی شال میں خود کو لپیٹے صدام کو وہ کوئی ڈری سہمی سی مڈل کلاس لڑکی لگی تھی۔ جس نے اپنے وجود کے ساتھ ساتھ اپنے چہرے کو بھی شال سے ڈھانپ رکھا تھا۔

صرف اُس کے نرم دودھیا ہاتھ اور سیاہ کاجل سے لبریز آنکھیں ہی شال سے باہر جھانک رہی تھیں۔

سامنے کھڑی اپنی نیو سیکرٹری کو دیکھ اُسے اپنے سٹاف پر بے انتہا غصہ آیا تھا. ایسی لڑکی بھلا کہاں اِس آفس میں سروائیو کر سکتی تھی. اور وہ بھی صدام کی سیکرٹری کے طور پر. جو کہ اُس لڑکی کو دیکھ کر صدام کو بالکل ناممکن لگ رہا تھا.

صدام نے بنا اُس لڑکی کو مخاطب کیے ریسیو اُٹھا کر احمد کو بلانا چاہا تھا.

" گڈ ایوننگ سر. "

سامنے کھڑی لڑکی کی پر اعتماد آواز اور لہجے پر نمبر ڈائل کرتا صدام کا ہاتھ وہی ساکت ہوا تھا.

شاید اُس لڑکی کو بھی صدام کی کیفیت کا اندازہ ہو چکا تھا. اِسی لیے اُس نے بولنا مناسب سمجھا تھا.

صدام کی نظریں اب ٹیبل کے قریب آتی اپنی سیکرٹری پر ہی ٹکی ہوئی تھیں.

" گڈ ایوننگ. واٹس یور نیم. "

صدام نے ریسیور واپس پٹختے پوری طرح سے اُس لڑکی کی جانب متوجہ ہوتے اُسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا.

" نورِ اَمل. "

وہ پورے کانفیڈنس سے صدام کے سامنے بیٹھتی اپنی سیاہ آنکھیں اُس کی آنکھوں میں گاڑھتی جیسے خود سے ہی ایک بار پھر اپنے پختہ ارادوں کو پورا کرنے کا عزم کرتے اپنے نام پر زور دیتے بولی.

اُس کے انداز پر صدام ایک پل کے لیے ٹھٹھکا تھا. اُسے یہ لڑکی کوئی عام لڑکی بالکل بھی نہیں لگی تھی.

نقاب سے جھانکتی اُس کی آنکھوں کا تاثر کچھ عجیب سا تھا.

" مس امل کیا آپ جانتی ہیں. ایک سیکرٹری کی کیا کیا ڈیوٹیز ہوتی ہیں. "

صدام چیئر کی بیک سے ٹیک لگاتا بغور اُس کے حلیے کی جانب دیکھتے ہوئے بولا.

وہ دل ہی دل میں اِس لڑکی کو فارغ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا. کیونکہ اُس کی سیکرٹری کو صرف آفس میں کام نہیں کرنا تھا. بلکہ اُس کے ساتھ آفس سے باہر جا کر بھی میٹنگز اور آفیشل پارٹیز اٹینڈ کرنی تھی. جو اِس لڑکی کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ یہ کسی صورت نہیں کر پائے گی.

" یس سر میں اپنی تمام ڈیوٹیز سے واقف ہوں. اِس سے پہلے بھی میں ایک آفس میں سیکرٹری کی جاب کر چکی ہوں. "

امل کا لہجہ بہت ہی پختہ اور اعتماد سے بھرپور تھا. اُس کے انداز میں کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ نہیں تھی.

وہ سامنے بیٹھے شخص کے ارادے کہیں نہ کہیں سمجھ چکی تھی.

" پچھلی جاب چھوڑنے کی وجہ. "

صدام کو جسے اِس لڑکی کو فارغ کرنے کا ایک ریزن مل گیا تھا.

صدام کی جانچتی نگاہیں امل مُٹھیاں بھینچے بہت مشکل سے ضبط کیے ہوئے تھی.

" کیونکہ سر آپ کی طرح باقی بھی بہت سے مرد یہی سمجھتے ہیں. کہ آپ لوگوں کے ساتھ کام کرنے کے لیے. ایک نام نہاد ماڈرن مغربی لباس پہننے والی لڑکی ہی مناسب ہو سکتی ہے. اور یہی وجہ ہے کہ مجھ جیسی بہت سی لڑکیاں جو خود کو ڈھانپ کر رکھنا چاہتی ہیں. پردے میں رہنا چاہتی

ہیں۔ اپنی معاشی مجبوریوں سے گھبرا کر جب جاب کرنے نکلتی ہیں۔ تو آپ جیسے لوگوں کے معیار پر پورا اترنے کے لیے۔ اُنہیں نا چاہتے ہوئے بھی اپنا طرزِ لباس تک بدلنا پڑتا ہے۔ جن کو بعد میں آپ جیسے لوگ ہی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

آئم سوری شاید میں کچھ زیادہ بول گئی۔ مگر آپ نے ریزن پوچھا تھا۔ تو میری پچھلی جاب چھوڑنے کا ریزن یہی تھا۔ میرے نیو باس کو میرا حلیہ پسند نہیں تھا۔ بالکل اُسی طرح جیسے ابھی آپ کو پسند نہیں آرہا۔ "

امل کے جہاں الفاظ بہت سخت تھے۔ وہیں لہجہ بے حد نرم تھا۔ وہ ایسے ہی بات کرتی تھی۔ جس سے مقابل کے دل و دماغ پر کاری ضرب بھی لگا دیتی تھی۔ اور اُسے آگے سے ہاتھ پیر مارنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتی تھی۔

امل اپنی بات ختم کرتی صدام کے کچھ بولنے سے پہلے ہی خاموشی سے چیئر سے اُٹھ گئی تھی. وہ

جانتی تھی جتنا کچھ وہ بول چکی ہے یہ شخص اُسے کسی صورت اب جاب پر نہیں رکھنے والا.

" ہم جیسے مرد عورتوں کی عزت کرنا بھی بہت اچھے سے جانتے ہیں. آپ نے شاید ابھی آفس

کے سٹاف میں موجود اُن فیملیز کو نہیں دیکھا جو فل عبایا میں موجود ہیں.

عورت ہو یا مرد ہمارے معاشرے میں عزت صرف اسی شخص کی کی جاتی ہے. جو خود اپنی

عزت کروانا جانتا ہو. مس امل آپ کی سوچ مردوں کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی نیگیٹو ہے.

اینی ویز آپ اپنی جاب کانٹیو کر سکتی ہیں. مجھے آپ کے حلیے سے نہیں. اپنے کام سے غرض ہے

وہ بالکل ٹھیک ہونا چاہئے. "

صدام بھی اتنی آسانی سے کسی کی باتیں سننے والا بالکل نہیں تھا. اُس نے بھی امل کو اُسی کے انداز میں جواب دیتے ایک طرح سے اُس کی بولتی بند کر دی تھی.

جبکہ امل جو یہی سمجھی تھی یہ جاب اُس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے. صدام کی بات پر وہ حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکی تھی. اُسے یقین نہیں آ رہا تھا. کہ ایک تو اُسے اُس کے حلیے کے باوجود جاب مل چکی تھی. اور دوسرا اُس کی تلخ باتوں کے باوجود اِس شخص نے اُسے جاب سے نکالا نہیں تھا.

بظاہر اُس نے خود کو بہت نارمل رکھا ہوا تھا. مگر اندر ہی اندر وہ بہت خوش تھی. پہلی ہی منزل اُس کے لیے اتنی آسان ہو گی اُس نے بالکل بھی نہیں سوچا تھا.

امل بنا مزید کچھ بولے فائل اُٹھا کر خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھی.

" سٹرینج. "

صدام اِس لڑکی کی کہی باتیں سوچ کر سر جھٹک گیا تھا. اُسے امل کی باتیں بالکل بھی اچھی نہیں لگی تھیں. جس نے بنا اُس کے بارے میں کوئی انفو لیے اُسے نجانے کن مردوں کی کیٹیگری میں شامل کر دیا تھا.

مگر صرف اتنی سی بات پر جاب سے نکال کر وہ اُس کی سوچ سچ ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا. وہ سوچ چکا تھا. اِس دقیانوسی سوچ کی مالک لڑکی کو نکالے گا بھی سہی تو صرف کام کی بنیاد پر. جو اُسے پورا یقین تھا کہ یہ لڑکی ایک ہفتے سے زیادہ اُس کے ساتھ ٹکنے والی بالکل بھی نہیں تھی.

صدام چاہنے کے باوجود اپنا دھیان سامنے رکھی فائل پر نہیں لا پارہا تھا. اُس کا دماغ بھٹک بھٹک کرامل کی باتوں کی جانب جارہا تھا. آخر تنگ آکر اُس نے فائل بند کرتے گلاس وال سے پرے دیکھا تھا. جس کے پار اُس کی سیکرٹری کا چھوٹا سا آفس اُس کی نظروں کے بالکل سامنے تھا.

وہ لڑکی ہنوز اُسی طرح چہرہ نقاب سے ڈھکے سامنے رکھی فائلز پر جھکی کام میں مصروف ہو چکی تھی. اُس کے دودھیا ہاتھ تیزی سے فائل پر چل رہے تھے.

صدام کچھ دیر خاموش نظروں سے یہ سب دیکھنے کے بعد ڈرائیور کو کال کرکے گاڑی نکالنے کا کہتا اپنا بریف کیس لیتا آفس سے اُٹھ گیا تھا.

وہ سمجھ چکا تھا کہ ایک دفعہ اگر اُس کے دماغ کی رو کام سے بھٹک چکی ہے تو اب اُس سے ویسے کنسنٹریٹ نہیں ہو پانا تھا.

صدام سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اِس لڑکی کو جاب دے کر وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر بیٹھا ہے. جس کا بھگتان شاید اُسے پوری زندگی بھگتنا تھا.

" فرسٹ مشن سکسیس فل. "

امل گلاس وال سے صدام کو باہر نکلتا دیکھ نقاب اُتار کر ریلکیس ہو کر چیئر پر بیٹھتی موبائل پر میسج ٹائپ کر کے سینڈ کا بٹن پریس کر گئی تھی.

صدام سے ملنے کے بعد اُس کی آنکھوں میں موجود انتقام کی آگ مزید بڑھ چکی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیسا ہے میرا دوست۔ "

صدام نے یزدان کے روم میں داخل ہوتے مصافحہ کے لیے اُس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

جس کے جواب میں یزدان نے ایک نظر اُسے سختی سے گھورنے کے ساتھ اُس کے بڑھے ہاتھ کو بھی صاف اگنور کردیا تھا۔

" ہمم لگتا ہے آج مزاج کافی گرم ہیں۔ "

صدام بریف کیس ٹیبل پر رکھتا یزدان کے برابر صوفے پر آبیٹھا تھا۔

" وہ لڑکی میرے کمرے میں کیوں آتی ہے۔ میں نے کہا تھا نا تمہیں وہ مجھے بالکل بھی نہیں پسند۔ اُس نے اپنے گندے گندے ہاتھوں سے میرے شیرو کو چھوا ہے۔ آج تو صرف اُس گندی لڑکی کا سر پھوڑا ہے۔ اگلی بار اُس نے ایسا کیا تو میں گلا دبادوں گا اُس کا۔ "

یزدان ہاتھ میں پکڑے ٹیڈی بیئر کو سینے سے لگاتے نروٹھے لہجے میں بولا.

جبکہ فاریہ کا دوبارہ یہاں آنے کا سن کر صدام کا دماغ غصے سے گھوم گیا تھا.

" اوکے اوکے آئندہ وہ نہیں آئے گی. مگر اِس بار کے لیے میں سوری کرتا ہوں شیرو سے. "

صدام نے کانوں کو ہاتھ لگاتے یزدان اور اُس کے شیرو سے معافی مانگی تھی.

" ڈونٹ ٹچ ہِم. "

صدام نے جیسے ہی شیرو کو چھونا چاہا تھا. یزدان کی ہلکی سی دھاڑ پر اُس نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا تھا.

یزدان صدام کی حرکت پر اُس سے بھی خفا ہوتا وہاں سے اُٹھتا بیڈ پر جا بیٹھا تھا.

جبکہ صدام اُس کے اِس حال میں بھی اپنی چیزوں کو لے کر ویسی ہی پوزیسیونیس دیکھ مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا.

یزدان کو پہلے سے کافی ریلکیس ہو کر خود میں ہی مگن ہوتا دیکھ صدام بھی جلدی سے اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ کل ایک بہت اہم میٹنگ تھی جس کی اُسے ابھی بہت تیاری کرنی تھی۔ جو آفس میں نیو سیکرٹری کے چکر میں وہ کر نہیں پایا تھا۔

بلال کی دی گئی فائلز کھولتے اُس نے سی ڈی پلیئر میں ڈالتے جیسے ہی پلے کی۔ سامنے چلتی شادی کی ویڈیو دیکھ اُس کا دماغ بھگ سے اُڑا تھا۔

" واٹ دا ہیل۔ بلال صاحب اتنی غیر ذمہ دار حرکت کیسے کر سکتے ہیں۔ پریزینٹیشن کی جگہ مجھے شادی کی ویڈیو تھما دی۔ "

صدام نے ڈیڈیو کو آگے پیچھے کر کے دیکھ لیا تھا۔ مگر وہاں پریزنٹیشن کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

صدام ویڈیو وہیں سٹاپ کرتا لیپ ٹاپ صوفے پر پٹختا بلال کو فون ملاتا وہاں سے اُٹھا تھا۔

اپنی سیکرٹری کی وجہ سے پہلے ہی اُس کا موڈ سخت آف تھا. اُوپر سے بلال کی اِس حرکت نے اُس کا دماغ مزید گھما دیا تھا.

صدام جو فون کان سے لگائے اِدھر سے اُدھر چکر لگاتا بلال کے کال پک کرنے کا انتظار کر رہا تھا.

یزدان پر پڑنے والی غیر ارادی نظر پر وہ اپنی جگہ ساکت ہوا تھا.

یزدان ہونٹوں پر اپنی مخصوص دلکش مسکراہٹ سجائے جسے دیکھنے کے لیے صدام ترس گیا تھا لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا.

صدام نجانے کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا. دوسری جانب سے بلال کال پک کر چکا تھا. مگر صدام اُسے کوئی بھی جواب دیئے بغیر فون بند کرتا یزدان کی جانب بڑھا تھا.

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر لیپ ٹاپ پر ایسا ہے کیا جو یزدان کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بنی

ہے.

ویڈیو صدام کی سٹاپ کی گئی جگہ پر ہی رکی ہوئی تھی. جہاں پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کی

تصویر آئی ہوئی تھی.

یزدان کی دلچسپی کو دیکھتے صدام نے ہولے سے ہاتھ بڑھاتے ویڈیو پلے کر دی تھی. اُس لڑکی کو

باتیں کرتا اور مسکراتا دیکھ یزدان کی مسکراہٹ میں بھی اضافہ ہوا تھا. مگر جیسے ہی ویڈیو اُس پر

سے ہٹی یزدان کا چہرہ پہلے کی طرح سپاٹ اور سرد ہوا تھا.

یزدان سرد تاثرات کے ساتھ لیپ ٹاپ سائیڈ پر پھینکتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا.

لیکن اتنی سی دیر میں بھی صدام کا دماغ تیزی سے کام کر چکا تھا. اُس نے فوراً لیپ ٹاپ سے تصویر بنا کر سعود کو سینڈ کی تھی. وہ ایک بار تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ کیا یہ وہی ہاسپٹل والی لڑکی ہے.

اگلے چند سیکنڈز میں ہی سعود کا مثبت جواب ملتے ہی صدام خوشی سے جھوم اُٹھا تھا.

اُسے وہ لڑکی مل چکی تھی. جویزدان کی صحت یابی کے لیے کافی مفید ثابت ہو سکتی تھی.

" ابھی ایک تصویر بھیج رہا ہوں میں تمہیں. دو گھنٹے ہیں تمہارے پاس. جلدی سے پتا لگا کر دو کون ہے یہ لڑکی اور بلال قریشی کا کیا تعلق ہے اِس سے. "

صدام فون پر اپنے آدمی کو ہدایت دیتا بہت ایکسائیٹڈ تھا. اُس نے فیصلہ کر لیا تھا. جو لڑکی اُس کے دوست کے لیے خوشی کا باعث اُس کے لیے اتنی اہمیت رکھتی تھی. وہ کسی بھی قیمت پر اُسے یزدان کی زندگی میں داخل کر کے ہی رہے گا.

صدام نے مسکراتی نظروں سے یزدان کی جانب دیکھا تھا. جو پہلے سے ہی خاموش نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا. صدام کے دیکھنے پر اُس نے فوراً چہرا پھیر لیا تھا.

صدام کو اِس وقت وہ بالکل ٹھیک لگا تھا. بالکل ایک نارمل انسان کی طرح. مگر اب صدام نے اُس کی طبیعت کے اُتار چڑھاؤ پر حیران ہونا چھوڑ دیا تھا.

صدام اب بہت زیادہ پر اُمید ہو چکا تھا. وہ جانتا تھا اب وہ دن دور نہیں جب یزدان پہلے کی طرح بالکل ٹھیک مکمل صحت یاب ہو کر اُس کے سامنے کھڑا ہو گا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" شکر ہے آج تمہارا سوجا ہوا منہ کچھ ٹھیک تو ہوا. تم جانتے ہو میں کتنی بور ہو جاتی ہوں. جب تم اپنی مصروفیت کی وجہ سے مجھ سے بات نہیں کرتے."

حُرمت کافی کا سپ لیتے آفاق کے کچھ دنوں سے بگڑے مزاج پر چوٹ کرتے ہوئے بولی.

" تم بوریت کی جگہ اُداس لفظ بھی استعمال کر سکتی تھی."

آفاق کو اُس کی بات بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی. اِس لیے اُس نے حُرمت کو گھوری سے نوازتے جواب دیا تھا.

" ہاہاہاہا نہیں اُداس تو بالکل بھی نہیں ہوتی. صرف بور ہوتی ہوں. "

حُرمت نے اُس کی بگڑی شکل دیکھ کر اُسے اور چڑھایا تھا.

" ایک بات پوچھوں تم سے. سچ سچ جواب دینا. "

آفاق حُرمت کا رعنائیوں بکھیرتا دلکش چہرہ دیکھتے سنجیدگی سے بولا.

حُرمت نے نوٹ کیا تھا. آج آفاق پچھلے دنوں کی طرح چپ چپ تو نہیں مگر کافی عجیب بی ہیو کر رہا تھا. اُس کی ہر بات کو انتہائی سنجیدگی سے بھی لے رہا تھا.

" ہاں پوچھو. تم جانتے ہو میں جھوٹ نہیں بولتی. "

اُسے سنجیدہ دیکھ حُرمت بھی فوراً سیریس ہوئی تھی.

" تمہاری لائف میں میری کتنی اہمیت ہے. کیا میں تمہارے نزدیک بلال بھائی جتنی امپورٹینس رکھتا ہوں. میری کتنی ویلیو ہے تمہاری نظر میں. بلال بھائی جتنی یا اُن سے کم. "

آفاق نے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا تھا. جس کے لیے وہ آج اُس سے ملنے یونی آیا تھا.

" یہ کیسا سوال ہے بھلا. میری لائف میں اُن کا الگ مقام ہے اور تمہارا الگ. تم بھلا بلال بھائی کے ساتھ اپنا کمپیریزن کیوں کر رہے ہو. "

حُرمت کے لیے آج آفاق کی باتیں سمجھ سے باہر ہو رہی تھیں.

" مطلب میں تمہارے آگے بلال بھائی جتنی اہمیت نہیں رکھتا. "

آفاق کا لہجہ طنزیا تھا. جبکہ اُس کی یہ اُلٹی سیدھی باتیں حُرمت کو اب غصہ دلانے لگی تھیں.

" آف کورس۔ میری لائف میں جس مقام پر بلال بھائی ہیں۔ وہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تم بھی نہیں۔"

حُرمت نے اپنے مخصوص منہ پھٹ انداز میں کہتے آفاق کی رہی سہی خوش فہمی بھی دور کردی

تھی۔

" لگتا ہے تم میری باتوں کا مائنڈ کر گئی ہو۔"

آفاق کم از کم اِس وقت تو حُرمت کا ناراض ہونا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اِس لیے فوراً ہونٹوں پر

سمائل لاتا اُس سے مخاطب ہوا تھا۔

" تمہیں پتا نہیں کیا ہوا ہے۔ تم باتیں ہی اتنی عجیب کر رہے ہو۔ میں مائنڈ نہ کروں تو اور کیا

کروں۔ چلو چلتے ہیں۔ ویسے بھی اِس کے بعد میری اب کوئی کلاس نہیں ہے۔ "

آفاق کے عجیب سے رویے کی وجہ سے حُرمت کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا.

" آؤ ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں. "

آفاق حُرمت کو یوں ناراض نہیں جانے دینا چاہتا تھا.

" نہیں میں وین پر چلی جاؤں گی. "

حُرمت نے فوراً انکار کیا تھا.

حُرمت کو دوسری جانب مڑتا دیکھ آفاق نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑ کر روکا تھا.

" رُکو تو یوں ناراض ہو کر جاؤ گی کیا اب. یار ویسے ہی ذہن میں سوال آیا تو پوچھ لیا تم سے. لیکن اگر تمہیں بُرا لگا تو سوری. معاف کر دو آئندہ ایسا نہیں ہو گا. "

آفاق نے اپنی غلطی تسلیم کرتے معافی مانگتے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا.

حُرمت جو واقعی غصے میں تھی. مگر آفاق کی بے چاری شکل دیکھ اور اِس طرح معافی مانگنے پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی تھی.

" اوکے. لیکن اگر نیکسٹ ٹائم ایسی فضول باتیں کرنے کا جوش چڑھا تو میں نے بالکل بھی بات نہیں کرنی."

حُرمت کے مسکرانے پر آفاق بھی خوش ہوتا مُسکرا دیا تھا.

" اب تو آؤ ڈراپ کر دیتا ہوں تمہیں."

آفاق نے کچھ فاصلے پر کھڑی بائیک کی جانب اشارہ کیا تھا.

" تم بائیک پر آئے ہو."

حُرمت کی بائیک پر بیٹھنے سے جان جاتی تھی. اِس لیے اُس نے فوراََ نفی میں سر ہلایا تھا.

" ہاں گاڑی ابو کے پاس تھی. تم آؤ بیٹھو تو سہی کچھ نہیں ہوتا."

آفاق اُس کے انکار کرنے پر جلدی سے بولا.

" نہیں بالکل بھی نہیں. اِس پر بیٹھ کر تو میں نے خوف کے مارے ہی اُوپر پہنچ جانا ہے."

حُرمت نے اِس بارے میں سوچ کر ہی جھرجھری سی لی تھی.

آفاق کے بہت اصرار کرنے کے باوجود وہ منع کرتی اپنی وین کی جانب بڑھ گئی تھی.

آفاق کے بعد کے اتنے اچھے رویے کے باوجود حُرمت کو اندر سے کچھ کھٹک چکا تھا. آفاق نے پہلے ایسا بی ہیو کبھی نہیں کیا تھا.

کل بھابھی کی باتوں سے مطمئن ہونے کے بعد اُسے اب پھر لگ رہا تھا. کہ کچھ تو ایسا ہے جو اُس سے چھپایا جا رہا ہے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"پھر کیا سوچا آپ نے. کیا جواب دیں گے آپ پھوپھو کو."

اقصیٰ صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھے بلال کے قریب آتے بولی.

" اگر بات صرف اِس گھر کی ہوتی تو میں بنا ایک بار بھی سوچے یہ سب کچھ حُرمت کے نام کر دیتا. مگر پھوپھو لوگوں کی سوچ جان کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے. اُنہیں میری بہن نہیں چاہی بلکہ اُس کے حصے میں موجود جائیداد کا لالچ ہے اُنہیں. وہ جانتے ہیں ہمارا یہ گھر کروڑوں کی ملکیت رکھتا ہے.

سچ کہوں تو میرا دل اب کسی صورت اِس رشتے پر نہیں مان رہا. جو لوگ شادی سے پہلے یہ مطالبے رکھ رہے ہیں. وہ بعد میں پتا نہیں کیا کیا کریں گے.

پھوپھو کو اپنا سب سے قریبی سمجھ کر اپنی عزیز ترین چیز سونپنی چاہی تھی. مگر اب مجھے لگ رہا ہے. وہ لوگ حُرمت کے قابل بالکل بھی نہیں ہیں. تم کیا کہتی ہو مجھے کیا کرنا چاہئے."

بلال نے اقصیٰ کی جانب دیکھتے اُس کی رائے لینی چاہی تھی.

" آپ کا جو بھی فیصلہ ہو میں آپ کے ساتھ ہوں. مجھے اِس بات پر کوئی مسئلہ نہیں کہ یہ گھر حُرمت کے نام کیا جائے. حُرمت میرے لیے پریشے سے بڑھ کر ہے. مگر پھوپھو اور آفاق کی شرطیں سن کر اور اُن کا بدلتا رویہ دیکھ کر مجھے اُن کی نیت بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہی. مجھے نہیں لگتا وہ آگے چل کر بھی حُرمت کے ساتھ مخلص رہ پائیں گے.

کیسا دور آگیا ہے آج کل. پرائے تو کیا یہاں تو اپنے ہی دھو کے باز نکل رہے ہیں. شکر ہے ابھی صرف منگنی ہی ہوئی تھی. شادی کے بعد اگر وہ لوگ اپنے یہ رنگ دیکھاتے تو کیا ہوتا."

اقصیٰ کو جب سے ساری حقیقت کا پتا چلا تھا وہ اپنے اتنے قریبی رشتہ داروں کی لالچی نیت اور منگنی ٹوٹنے پر حُرمت کی متوقع ہونے والی بدنامی کا سوچ کر کافی دل برداشتہ تھی.

بلال قریشی کے پاس رشتوں کے نام پر صرف ایک پھوپھو کا ساتھ ہی تھا. جنہوں نے ویسے تو کبھی مشکل وقت میں اُن کی مدد نہ کی تھی.

مگر ایک طرح سے مورل سپورٹ کے طور پر ہمیشہ اُن کے ساتھ موجود رہی تھیں.

جب سے آفاق اور حُرمت کا رشتہ طے ہوا تھا. تب سے تو اُن کا رویہ بالکل بدل چکا تھا. اُن کے انداز میں پہلے سے بھی زیادہ محبت شامل ہو چکی تھی. مگر بلال اور حُرمت دونوں نہیں جانتے تھے اِس محبت کی وجہ کچھ اور ہے.

صغرا بیگم نے بلال کے آگے شرط رکھی تھی. کہ اُنہیں جہیز میں باقی سب چیزوں کے ساتھ قریشی صاحب کا یہ گھر بھی چاہئے تھا. جس پر بلال اور حُرمت دونوں کا برابر کا حصہ تھا. مگر آفاق کے والد کی شرط تھی کہ اُنہیں پورا گھر چاہئے. ورنہ وہ یہ رشتہ توڑ دیں گے. وہ لوگ اچھے سے جانتے تھے کہ بلال اپنی بہن سے بہت محبت کرتا ہے. اُس کی خوشی کی خاطر کچھ بھی کر سکتا ہے. اِس لیے اُن کی شرطیں آرام سے مانی جائیں گی.

مگر اُن کی یہ اچانک بدلتی نیت بلال کی آنکھیں اچھی طرح کھول گئی تھی.

حُرمت جو اقصٰی کو بلانے آئی تھی. اُن دونوں کی باتیں سنتے اپنی جگہ پر ہی جم چکی تھی.

آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بکھرتے چلے گئے تھے.

جس شخص کو اپنی لائف میں اتنی اہمیت دی تھی وہی اُس کے بھائی سے اُس کا سودا کرنے چلا تھا.

حُرمت کا دل چاہا تھا آفاق اُس کے سامنے ہو اور وہ تھپڑوں سے اُس کی ایسی عزت افزائی کرے

کہ آئندہ وہ شادی کے نام پر کسی لڑکی کے گھر والوں کو بلیک میل کرنے سے پہلے ہزار بار سوچے.

دروازے پر ہوئی آہٹ پر بلال اور اقصٰی نے چونک کر اُس جانب دیکھا تھا.

" حُرمت گڑیا یہاں آؤ."

بلال نے جلدی سے سنبھلتے حُرمت کو اپنے پاس بلایا تھا. حُرمت کے ایکسپریشنز سے وہ اندازہ

نہیں لگا پا رہے تھے کہ وہ سب کچھ سن چکی ہے یا نہیں.

" بھائی آپ نے اُن لالچی لوگوں کو اُسی وقت انکار کیوں نہیں کیا. آپ کو کیا لگتا ہے یہ سب جاننے کے بعد میں اُس لالچی شخص سے شادی کے لیے راضی ہوتی. "

حُرمت کا چہرا بالکل سپاٹ تھا.

" حُرمت میری جان.... "

بلال فوراً اُٹھ کر حُرمت کے قریب گئے تھے.

" میں نہیں چاہتا میری بہن پر کسی قسم کی بھی اُنگلیاں اُٹھیں. یہ منگنی ٹوٹتے ہی پھپھا تمہیں خاندان میں بدنام کرنے کی پوری کوشش کریں گے. اِسی لیے میں خاموش تھا. اور اِس سے بھی پہلے تمہاری مرضی جاننا چاہتا تھا.

تمہاری خوشی کی خاطر یہ گھر تو کیا اپنا آپ بھی قربان کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں. "

بلال حُرمت کو سینے سے لگاتے محبت سے بولے.

اپنے جان سے عزیز بھائی کی اتنی محبت کے آگے حُرمت کو ابھی تھوڑی دیر پہلے آفاق کے دھوکے

پر سے ملنے والا دکھ دل میں ہی کہیں زائل ہو چکا تھا.

وہ آفاق کو کیا سمجھی تھی اور وہ کیا نکلا تھا. حُرمت کو اِس سب سے سنبھلنے میں دیر تو لگنی تھی. مگر

وہ کسی بے قدرے کی خاطر اپنے آپ کو اور اپنوں کو کسی صورت دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی.

حُرمت خود کو نارمل کرتی بلال کے سینے سے سر اُٹھاتی مسکرائی تھی.

" بچپن سے ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ایک انسیت سی ہو گئی تھی آفاق سے مجھے. اِس سے

بڑھ کر وہ میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا. اور جو تھوڑی بہت اہمیت تھی وہ بھی اب سے ختم

ہو چکی ہے. رہی بدنام کرنے والی بات تو آپ ہی تو کہتے ہیں. ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے. یہ معمولی لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے. عزت و ذلت دینا صرف اُسی کے ہاتھ میں ہے.

آپ آج ہی انکار کریں اُنہیں اور ختم کریں اِس قصے کو."

حُرمت بہت ہی سمجھداری اور مضبوط لہجے میں بولتی بلال کے ساتھ ساتھ اقصیٰ کو بھی پر سکون اور ہلکا پھلکا کر گئی تھی.

بلال کو اب اندازہ ہو رہا تھا. اُن کی بہن اب کافی بڑی اور سمجھدار ہو چکی تھی. حُرمت کی باتوں سے وہ بہت متاثر نظر آ رہے تھے.

" تم دل سے یہی چاہتی ہو نا."

اقصیٰ نے حُرمت کا ہاتھ تھامتے اپنے دل کی تسلی کے لیے ایک بار پھر پوچھا تھا.

جس پر حُرمت اُسے بھی مسکرا کر تسلی دیتی مطمئن کر گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اوہ نو مجھے لگتا ہے میں اپنی بُک سر کے آفس میں ہی چھوڑ آئی ہوں. تم لوگ جاؤ کینٹین میں جلدی سے لے کر آتی ہوں."

حُرمت اچانک یاد آتے ہی ماتھے پر ہاتھ مارتی جلدی سے واپس مڑ گئی تھی. جس پر باقی اُس کے سدا کے بھلکڑ پن پر افسوس سے سر ہلاتی اُسے جلدی آنے کا کہتی آگے بڑھ گئی تھیں.

اُن کے ایچ او ڈی اُن کے فزکس کے پروفیسر بھی تھے جنہیں آسائمنٹ سبمنٹ کروانے وہ اُن کے آفس میں گئی تھیں اور آتے ہوئے حُرمت غلطی سے اپنی بک وہی بھول آئی تھی.

" تھینک گارڈ آفس اوپن ہے. پین نے ابھی تک بند نہیں کیا."

حُرمت دروازہ کھلا دیکھ سر کو نہ پاکر جلدی سے اندر داخل ہوئی تھی. ٹیبل سے بُک اُٹھاتے وہ جیسے ہی پلٹی اُسے آفس کے دائیں طرف موجود بالکنی پر کوئی سایہ سا محسوس ہوا تھا.

" کون ہے وہاں."

سر تو کلاس لینے جا چکے تھے. اور پین کو ابھی اپنے سامنے اُس نے کوریڈور سے باہر جاتے دیکھا تھا تو پھر یہاں کون موجود تھا.

حُرمت مشکوک نظروں سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی آگے بڑھی.

وہ بالکنی میں جھانک کر پلٹی ہی تھی جب اُسے پین کی آواز سنائی دی تھی. پین کو بلا کر اِس بارے میں بتانے کے لیے اُس نے منہ کھولا ہی تھا. جب کسی نے پیچھے سے اُس کے ہونٹوں پر اپنا فولادی مضبوط ہاتھ جماتے دوسرے ہاتھ سے اُسے بازو سے تھام کر اپنے ساتھ ایک طرف الماری کے پیچھے گھسیٹ لیا تھا.

اِس اچانک نازل ہونے والی افتاد پر حُرمت کی جان نکل چکی تھی. اُس نے آنکھیں پھاڑ کر مقابل کو دیکھنا چاہا تھا. جو اپنی آہنی سخت گرفت میں اُسے پوری طرح جکڑے کھڑا تھا.

مگر چاہنے کے باوجود حُرمت اُس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی. ایک تو وہ لوگ قدرے تاریکی میں کھڑے تھے دوسرا اُس شخص نے اپنا چہرہ سیاہ رنگ کے نقاب سے ڈھکا ہوا تھا. جس میں سے اُس کی سحر انگیز بولتی آنکھیں حُرمت کے چہرے پر گڑھیں اُس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئی تھیں. اُس شخص کی گرفت میں حُرمت کا وجود ہولے ہولے کانپنے لگا تھا.

جس پر حُرمت نے اُس نقاب پوش کی آنکھوں میں ہلکی سی مسکراہٹ کا تاثر اُبھرتے دیکھا تھا.

حُرمت اِس اچانک پیش آنے والی صورتِحال سے بہت بُری طرح گھبرا گئی تھی. اُس نے خود کو آزاد کروانے کے لیے مزاحمت کرنی چاہی تھی. مگر مقابل کی گرفت اِس قدر سخت تھی. کہ وہ ایک انچ بھی ہل نہیں پائی تھی.

باہر سے آتی کسی کے قدموں کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی.

" خبردار اگر زرا سی بھی آواز نکالنے کی کوشش کی تو میں یہیں سے ساتھ اُٹھا کر لے جاؤ گا. خاموشی سے کھڑی رہو. "

حُرمت جو مزاحمت کرتے مقابل کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں سے ہٹانے کے لیے ناخنوں سے بُری طرح کھروچ چکی تھی. اُس کی کان کے قریب کی گئی سرد ٹھٹھرا دینے والی سرگوشی پر حُرمت اندر تک کانپ اُٹھی تھی.

" منہ پر اتنے زور سے اپنا جو پچاس کلو کا ہاتھ رکھا ہوا ہے. اُس سے سانس تک تو لے نہیں پا رہی بولوں گی کیا خاک. ایڈیٹ لوفر کہیں کا. پتا نہیں یونی میں آیا کہاں سے ہے."

حُرمت بول تو پا نہیں رہی تھی. مگر دل ہی دل میں مقابل کو جس قدر گالیوں سے نواز سکتی تھی نواز رہی تھی.

حُرمت کی کمر بالکل دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی. ایک ہاتھ اُس کے چہرے پر جمائے جبکہ دوسرے ہاتھ سے حُرمت کا بازو جکڑے وہ اُس کے آگے دیوار بن کر کھڑا مکمل طور پر اُسے اپنے قبضے میں لیے ہوئے تھا.

اُس کی آہنی گرفت پر حُرمت کا بازو اب بُری طرح درد کرنے لگا تھا.

پین فون پر کسی سے بات کرتا آفس میں داخل ہوا تھا. اُس کی آواز سنتے حُرمت کے چہرے پر ایک اُمید سی جاگی تھی.

پین کے بہت قریب آجانے پر حُرمت نے استہزایہ نظروں سے نقاب پوش کی جانب دیکھا تھا. جیسے کہہ رہی ہو. اب تو تم ہر حال میں پکڑے ہی جاؤ گے.

جس کے جواب میں مقابل کی آنکھوں میں ناچتی مسکراہٹ پر حُرمت کا دل چاہا تھا۔اِس کی یہ گہری مقناطیسی آنکھیں نوچ لے۔

پین کو وہیں سے پلٹتا دیکھ حُرمت کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ لیکن اصل ہوائیاں تو اُسکی تب اُڑیں جب پین کے آفس سے نکلنے اور ڈور لاک کرنے کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی۔

کچھ دیر پہلے شیرنی بنی حُرمت نے اب کی بار اپنی ہرنی جیسی آنکھوں میں خوف و حراس بھرے اُس نقاب پوش کی جانب دیکھا تھا۔ جس کا ہاتھ اور بازو بُری طرح نوچ کر وہ خون آلود کر چکی تھی۔ اُس کے دل کی دھڑکنیں اب تیز ہو چکی تھیں۔

پورے کمرے میں ملگجا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

" اگر تمہاری زرا سی بھی آواز باہر نکلی تو یاد رکھنا انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

مقابل نے ایک بار پھر جما دینے والے سرد لہجے میں سرگوشی کرتے جیسے ہی حُرمت کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹایا وہ گہرے گہرے سانس لیتی اُس سے فاصلہ قائم رکھنے کے لیے مزید دیوار میں گھسی تھی.

اُس نے حُرمت کے اِس عمل کو دلچسپی سے دیکھا تھا.

"کک کون ہو تم."

اپنے چہرے پر جمی اُس کی گہری نظروں سے گھبراتے حُرمت نے بہت ہمت مجتمع کرتے سوال پوچھا تھا.

"کڈنیپر. تمہیں لینے آیا ہوں. آؤ گی میرے ساتھ."

مقابل کا لہجہ ویسا ہی گھمبیر تھا. مگر الفاظ سن کر حُرمت کو لگا تھا وہ اُس کا مذاق اُڑا رہا ہے.

پوچھ ایسے رہا تھا. جیسے کڈنیپ کرنے کا نہیں بلکہ ڈنر پر لے جانے کا پوچھ رہا ہو.

حُرمت دانت پیس کر رہ گئی تھی. مگر سامنے والے کے خوف کی وجہ سے کچھ بول نہیں پائی تھی.

" مجھے جانے دو."

خوف کے مارے حُرمت کی جان نکلی جا رہی تھی. آنکھوں میں نمی لیے وہ ہولے سے منمنائی تھی.

" جاؤ.... مگر جاؤ گی کیسے تم...... دروازہ تو باہر سے لاک ہو چکا ہے. اگر تم نے ناک بھی کیا. تو تم یہاں سے تو نکل ہی جاؤ گی. مگر ساتھ ہی یونی سے بھی نکال دی جاؤ گی."

اُس نے جانے کی اجازت تو دی تھی. مگر ساتھ ہی حُرمت کے خوف میں مزید اضافہ بھی کر دیا تھا.

وہ واقعی بُری طرح پھنس چکی تھی.

" تم کون ہو. مجھے اِس مشکل میں کیوں ڈالا ہے. آخر میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا."

حُرمت اُس کے زرا سا پیچھے ہونے پر وہاں سے ہٹ کر فاصلے پر ہوئی تھی.

" تم ہی نے تو بگاڑا ہے سب کچھ."

مقابل کی بولتی نگاہیں اور گھمبیر لوح دیتی سرگوشی حُرمت کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گئی تھی.

وہ ہولے سے قدم اُٹھاتا پھر سے اُس کے قریب آرہا تھا. حُرمت کو اب اُس کی دماغی حالت پر شبہ ہو رہا تھا. جو اُس کی ہر بات کا اُلٹا جواب دے رہا تھا. اور بلا وجہ ہی اُسے اپنے ساتھ یہاں قید کر کے رکھا ہوا تھا.

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی. اُس کی یہ کچھ دیر کی قربت مقابل کے لیے کس قدر قیمتی تھی.

حُرمت نے سوچ لیا تھا. وہ اب اِس پاگل کے ساتھ ایک سیکنڈ نہیں رہے گی. چاہے اُسے یونی سے ہی کیوں نہ نکال دیا جاتا. اگر وہ یہاں مزید رُکی تو پتا نہیں یہ شخص اُس کے ساتھ کیا سلوک کرے.

حُرمت اُسے قریب آتا دیکھ جلدی سے دروازے کی جانب بڑھی تھی.

لیکن وہ پہلے سے ہی اُس کا ارادہ بھانپتے اُس کا بازو ایک بار پھر اپنی آہنی گرفت میں جکڑتے پاس رکھی الماری سے لگا چکا تھا.

" یہاں سے نکلنا چاہتی ہو. "

حُرمت نے نوٹ کیا تھا. کہ پہلے بھی اور اب بھی وہ اُس کے قریب تو تھا مگر دونوں کے درمیان اُس نے ایک مناسب حد تک فاصلہ قائم رکھا تھا. جو بات حُرمت کے لیے کسی حد تک حوصلے کی باعث تھی.

حُرمت کی نم آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے اُس نے سوال کیا تھا.

جس پر بنا کچھ بولے حُرمت نے منت بھرے انداز میں اُس کی جانب دیکھتے سر اثبات میں ہلایا تھا.

یوں کسی اجنبی کے ساتھ اتنی دیر سے اکیلے کمرے میں بند ہوئے حُرمت کی ہمت اب جواب دے چکی تھی. کب سے کنڑول کرتے ناچاہتے ہوئے بھی آنسو اُس کی پلکوں کی باڑ توڑتے گال پر بہہ نکلے تھے.

حُرمت کی آنکھوں سے گرتے آنسو پر مقابل کی آنکھوں میں غصے کی لہر سی دوڑ گئی تھی.

" خبردار رونا مت ورنہ میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا."

جیب سے رومال نکال کر اُس کے آنسو گرنے سے پہلے ہی اُس میں جذب کرتے وہ غراتے ہوئے اُسے وارن کرتا مزید خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا.

" اگر تم جانا چاہتی ہو یہاں سے. تو پہلے میری ایک بات ماننی ہو گی."

حُرمت کے آنسو صاف کر کے رومال واپس پاکٹ میں رکھتے اُس نے پوچھا تھا.

وہ ایک پل کے لیے بھی حُرمت کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا.

" کیا..."

حُرمت بس کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا چاہتی تھی.

" یہ جو زخم دیئے ہیں۔ اِن پر بیں نڈ تج کرنی ہو گی۔ اِسی شرط پر تمہیں بغیر کسی کو پتا لگائے میں یہاں سے نکلنے میں مدد دے سکتا ہوں۔ "

بہت ہی پر سکون انداز میں کہتے اُس نے حُرمت کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے۔

حُرمت نے ایک نظر اُس کے ہاتھ کی پُشت پر ڈالی تھی۔ جس پر اُس کے لمبے ناخن جیسے کھب ہوئے تھے۔ کہیں کہیں سے خون بھی نکل رہا تھا۔

حُرمت کو یقین نہیں آرہا تھا اُس کے ہاتھ کا اتنا بُرا حال اُسی نے کیا ہے۔

" نہیں میں ایسا نہیں کروں گی۔ "

حُرمت اُس کے بدلتے انداز سمجھنے سے قاصر تھی۔ اُس نے فوراً انکار کیا تھا۔

" تو ٹھیک ہے پھر آفس کل تک کھلنے تک یہی رہو میرے ساتھ۔ مجھے تو کوئی پرابلم نہیں ہے۔ "

حُرمت کے انکار پر مقابل کو رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ تو جیسے چاہتا ہی یہی تھا۔

حُرمت کا دل چاہ رہا تھا۔ کوئی وزنی چیز اُٹھا کر اِس پاگل سائیکو انسان کے سر پر دے مارے جو نجانے کیوں اُس کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔

" مگر یہاں پر تو بینڈ تج نہیں ہے میں کہاں سے کروں۔"

حُرمت اچانک خیال آتے ہی جوش سے بولی۔

جس پر اُس کی جانب مسکراتی نظروں سے دیکھتے اُس نے چند قدم آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اُس کے سامنے کیا تھا۔

حُرمت اُس کے اِس عمل پر حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اُس کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ آفس اُسی کا ہو۔

" آئی تھنک تم جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی ہو۔"

حُرمت کو حیرانی میں ڈوبا دیکھ وہ اُسے یاد دلاتے بولا۔

جس پر مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق حُرمت نے مرے مرے ہاتھوں سے اُس سے باکس لیتے کھولا تھا۔

مقابل اُس کے ہر عمل پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا۔ حُرمت کا بنا ہاتھ ٹچ کیے بہت ہی محتاط انداز میں بینڈ تیج کرنا اُس کو بہت مزا دے رہا تھا۔

وہ اتنا خوش مزاج کبھی نہیں رہا تھا۔ جتنا پچھلے پندرہ منٹ سے وہ مسکرا چکا تھا۔ اُسے خود ہی اپنے انداز پر حیرت ہو رہی تھی۔

جبکہ دوسری جانب اُس کی تپش زدہ نظریں حُرمت کی جان ہلکان کر رہی تھیں۔

" تمہاری بات مان لی میں نے. اب تو مجھے نکال دو یہاں سے. پلیز"

کپکپاتے ہاتھوں سے اُس کی اُلٹی سیدھی بینڈ تج کرنے کے بعد حُرمت باکس اُسے واپس تھماتی جلدی سے بولی.

مقابل کا دل جیسے ابھی بھی ایسا کرنے کو نہیں چاہ رہا تھا. مگر وہ پہلے ہی اُسے بہت پریشان کر چکا تھا. مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے وہ ایک بھرپور نظر اُس پر ڈالتا. اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا بالکنی کی جانب بڑھ گیا تھا.

" واٹ یہاں سے کیسے اُتروں گی میں."

اُس شخص کو بالکنی کی باؤنڈری سے جمپ کرتا دیکھ حُرمت کو ایک نئ پریشانی نے آگھیرا تھا.

یہ آفس گراؤنڈ فلور پر تھا. بالکنی کی باؤنڈری تو بہت چھوٹی تھی. مگر اُس سے نیچے اُترنے کے لیے کافی لمبا جمپ کرنا تھا. جو اُس نقاب پوش نے تو آرام سے کر لیا تھا. لیکن حُرمت کے لیے یہ تقریباً نا ممکن تھا. اُوپر سے اُسے یہ ڈر بھی لاحق تھا کہ کہیں اِس طرف کوئی آ نہ جائے.

پہلے وہ اندھیرے میں تھے. مگر اب باہر آ کر حُرمت نے اُس کی جانب دیکھا تھا. وہ چوڑے سینے اور مضبوط جسامت کا مالک کافی وجیہہ شخص تھا. حُرمت اُس کا چہرہ تو نہیں دیکھ پائی تھی. مگر اُس کی مقناطیسی آنکھیں, تنے ہوئے بھنوئے اور سرد آواز سے وہ اتنا اندازہ تو لگا پائی تھی یہ جو کوئی بھی تھا انتہائی روڈ اور مغرور انسان تھا. جسے لڑکیوں سے بات کرنے کی بالکل بھی تمیز نہیں تھی.

ابھی وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اُس کے ساتھ تو مقابل کا رویہ ابھی بہت ہی اچھا ہے. اِس شخص کے مغرور انداز کی تو اُس نے ابھی ایک پرسنٹ جھلک بھی نہیں دیکھی تھی.

" کم ہیئر کچھ نہیں ہوتا. یہاں پاؤں رکھ کر نیچے جمپ کرو. آگے زیادہ فاصلہ نہیں ہے."

وہ شخص حُرمت کے خوف کو سمجھتے نیچے موجود بڑے سے پتھر کو آگے کر کے اُس پر کھڑا ہوتا اپنی چوڑی ہتھیلیاں اُس کے سامنے پھیلاتا بولا.

جس پر حُرمت کا دماغ مزید گھوم گیا تھا.

" آر یو میڈ. میں اِن پر پاؤں رکھوں گی."

حُرمت کو ڈر سے بھی زیادہ اُس شخص کی ہتھیلیوں پر پاؤں رکھ کر نیچے اُترنا زیادہ عجیب لگ رہا تھا. لیکن شاید اِس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا.

" اگر اگلے پانچ سیکنڈز میں تم نیچے نہ اُتری تو میں نے تمہیں یہیں چھوڑ کر چلے جانا ہے. میرے پاس نخرے اُٹھانے کے علاوہ اور بھی بہت کام ہیں."

حُرمت کو پیچھے ہٹتا دیکھ اب کی بار وہ اپنے مخصوص کھردرے لہجے میں بولا. اگر اُس کے بس میں ہوتا تو ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر وہ اِس لڑکی کو بازوؤں میں اُٹھا کر نیچے اُتار دیتا مگر وہ اِس پر ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا. اِس لیے اُس کے نخرے دیکھ صرف ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا تھا.

یہ شاید اُس کی زندگی میں ہی پہلی بار ایسا ہو رہا تھا کہ وہ کسی کے نخرے برداشت کر رہا تھا. لیکن اِس کے پیچھے بھی مجبوری دل کی تھی.

اُس کی بات پر حرمت کا دل کیا اُس کے ہاتھوں کے بجائے سر پر ہی پیر رکھ کر آگے چلی جائے. جو کچھ زیادہ ہی گھوما ہوا تھا.

حُرمت نے کانپتے دل کے ساتھ بالکنی کی باؤنڈری کو پکڑتے اُس کی پھیلی ہتھیلیوں پر اپنے دونوں پیر رکھ دیئے تھے. اپنا پورا وزن اُن پر ڈالتے وہ ہولے سے لڑکھڑائی تھی. مگر اُس کے گرنے سے پہلے ہی وہ حُرمت کو زمین پر اُتار چکا تھا.

اگر کوئی اور موقع ہوتا تو حُرمت اِس شخص کی پھُرتی اور شرافت پر اُس سے امپریس ہوئے بغیر نہ رہ پاتی مگر اِس وقت وہ بس یہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی.

اُس نے کیا بھی ایسا ہی تھا. نیچے اُترتے ہی بنا پیچھے مڑے وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی.

مہرون سادہ سے لباس میں ملبوس یہ نازک سی لڑکی اُس اجنبی کے دل پر اپنی بہت گہری چھاپ چھوڑ گئی تھی.

اُس کو دور جاتے دیکھ وہ شخص ہاتھ پر بندھی بینڈیج پر ہونٹ رکھتا ہولے سے مُسکرا دیا تھا.

یہاں آنے سے پہلے اُس کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا. کہ آج کے دن اتنے حسین لمحے اُس کے حصے میں آنے والے تھے.

گہری سانس ہوا میں خارج کرتے چہرے پر نقاب درست کر کے وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا وہاں سے نکل گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں. بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے."

اپنے باس کی بات سن کر بلال کو لگا تھا. جیسے کسی نے اُس کے سر پر بم پھوڑا ہو.

" کیوں نہیں ہو سکتا بلال صاحب. اگر آپ چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے. آپ ایک بار ہاں تو کریں."

صدام گہری نظروں سے بلال کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ پر غور کرتے بولا.

وہ اچھے سے سوچ چکا تھا اب اُسے کیا کرنا ہے.

" مگر سر یزدان سر کی کنڈیشن تو..."

بلال ہچکچاہٹ سے صرف اتنا ہی بول پایا تھا.

" ڈاکٹرز کے مطابق 80% چانسز ہیں یزدان کے ٹھیک ہونے کے. جو کہ 100% میں تبدیل ہو سکتے ہیں صرف آپ کے تعاون سے."

صدام یزدان کے معاملے میں کسی صورت ہار نہیں ماننا چاہتا تھا.

جبکہ بلال عجیب سی کشمکش کا شکار ہو چکا تھا۔ وہ اِس سامنے بیٹھے شخص کو کیسے سمجھاتا کہ وہ بھلا ایک ایبنارمل انسان سے اپنی بہن کی شادی کیسے کر سکتا ہے۔

بے شک صدام نے بہت ہی مناسب الفاظ میں اُس سے اِس رشتے کے بارے میں بات کی تھی۔ مگر بلال پھر بھی یہ نہیں کر سکتا تھا۔

" بلال صاحب میں جانتا ہوں۔ اتنا بڑا فیصلہ کرنا آپ کے لیے انتہائی مشکل ہے۔ مگر میں بھی اِس وقت بہت بے بس ہوں۔ آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ پچھلے چار سال سے میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جس سے یزدان کی طبیعت میں سدھار آ سکے۔ اب جبکہ ایک بہت بڑی اُمید نظر آئی ہے مجھے تو اِس میں صرف آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں۔

آپ بھی تو کہتے ہیں یزدان آپ کے لیے بہت بڑا درجہ رکھتا ہے. میں یہ باتیں کبھی نہ دوہراتا مگر بہت معذرت کے ساتھ آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آج سے پانچ سال پہلے آپ یہاں کے ڈاکٹروں اور اُن کی فیسز سے گھبرا کر انتہائی سیریس بیماری میں مبتلا اپنے بیٹے کی زندگی سے بالکل نااُمید ہو چکے تھے. تو وہ یزدان ہی تھا. جس نے آپ کی مدد کرتے پانی کی طرح اپنا پیسہ بہاتے بیرونِ ملک بھیج کر آپ کے بیٹے کا علاج کروایا تھا. اور شاید آپکی یہی بہن جب ایکسیڈنٹ کے بعد زخمی حالت میں ہاسپٹل میں پڑی تھی. تب بھی آپ کی مدد اِس کمپنی نے ہی کی.

میرا یہ ساری باتیں کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو شخص ہمیشہ آپ کے مشکل وقت میں آپ کی ڈھال بن کر کھڑا رہا آج آپ کی مدد سے اُس کی زندگی بچ سکتی ہے. ورنہ ڈاکٹرز کے مطابق اگر اُس کا ایگریشن کم نہ ہوا تو اُس کی حالت مزید خراب ہو سکتی ہے."

صدام نے بہت ضبط کا مظاہرہ کرتے بات ختم کی تھی.

جبکہ ساری باتیں سننے کے بعد بلال کا چہرہ بالکل لال ہو چکا تھا. وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا.

زندگی میں اچانک ایسا موڑ آجائے گا. ابھی تو حُرمت ایک دھچکے سے نہیں سنبھلی تھی تو وہ اُسے

اُس سے بھی بڑا دھچکا کیسے دے سکتا تھا.

مگر دوسری جانب بھی بات میر یزدان رحمانی کی تھی. جو ہمیشہ اُس کے بُرے وقت میں اُس کی

مدد کے لیے تیار رہتا تھا. یزدان نے اُسے اپنے ایمپلائے سے بڑھ کر عزت دی تھی. آج جب

اُسے مدد کی ضرورت تھی تو بلال کے لیے انکار کرنا اپنی زندگی کا سب سے مشکل فیصلہ ہو گیا تھا.

لیکن شاید وہ اتنا خود غرض بالکل نہیں تھا.

" اوکے سر میں آپ کی بات ماننے کو تیار ہوں."

دل پر پتھر رکھتے بلال نے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے.

بلال جانتا تھا کہ یہ سب جاننے کے بعد حُرمت اُس سے شدید نفرت کرے گی. مگر یزدان رحمانی کی مدد کرنے کے لیے وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر پایا تھا.

اگر صرف پیسوں کی بات ہوتی تو وہ گھر بیچ کر یا کچھ بھی کر کے یزدان کے احسانوں کا بدلہ چکا دیتا. مگر یزدان کے احسان صرف اُس کے پیسے واپس کر دینے سے ختم نہیں ہو جانے تھے. بلال کو وہ وقت یاد تھا جب اُس کے اپنے بھی منہ موڑ چکے تھے. تب صرف یزدان ہی تھا جس نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا. اُس کا گھر اُجڑنے سے بچایا تھا.

یزدان ایک بہت اچھا انسان تھا. اگر صدام کے کہے کے مطابق کہ 80% چانسز ہیں اُس کے ٹھیک ہونے میں. اگر وہ ٹھیک ہو جاتا تو شاید اُس کی بہن دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوتی. کیونکہ اُس کے لیے یزدان رحمانی سے زیادہ اچھا جیون ساتھی کوئی نہیں ہو سکتا تھا.

بلال نے اپنے دل کو تسلی دیتے اپنے کیے گئے فیصلے پر اپنا ہی حوصلہ بڑھایا تھا.

جبکہ دوسری طرف بلال کا مان جانا صدام کو جیسے نئ زندگی کی نوید سُنا گیا تھا. وہ بہت خوش تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل کان میں مائیکروفون لگائے آفس میں ہوتی صدام اور بلال کی ساری باتیں سن رہی تھی.

جس کے بعد اُس کے دل میں موجود صدام جعفر کے لیے نفرت مزید بڑھ گئ تھی.

ہر طرف سے نظر بچا کر اُس نے بہت مشکل سے صدام کے ٹیبل کے ساتھ ایک چپ اٹیچ کی

تھی. جس سے وہ آفس میں ہوئی صدام کی ساری باتیں آرام سے سن سکتی تھی. بلال کا اتنی دیر

آفس میں بیٹھنا اُسے شک میں مبتلا کر گیا تھا. اِس لیے اُس نے مائیکرو فون لگاتے اُن کی ساری باتیں سن لی تھیں.

" بے حس گھٹیا شخص صرف دوسروں کی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھا کر اپنا مطلب نکالنا ہی آتا ہے اِسے."

امل کا بس چلتا تو اِس شخص کو وقت سے پہلے ہی ختم کر دیتی. مگر وہ اپنے حساب برابر کیے بغیر اِسے کسی صورت اتنی آسانی سے ختم نہیں کر سکتی تھی.

" مس امل آپ کو سر اپنے آفس میں بلا رہے ہیں."

امل جو ابھی اور بھی نجانے کتنی دیر صدام کو کوستی رہتی پین کی بات پر فوراً سنبھلتی فائل لیے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی.

" آئیں مس امل. آپ کو یہ بتانے کے لیے بلوایا تھا کہ آج شام کو ایک آفیشل پارٹی ہے. جس میں آپ کو میرے ساتھ آنا ہو گا. چھ بجے تک ریڈی رہیے گا ڈرائیور آپ کو پک کر لے گا."

صدام نے اُسے اندر داخل ہوتا دیکھ فائل سے سر اُٹھاتے مصروف سے انداز میں آگاہ کیا تھا. جو پہلے دن کی طرح آج بھی سیاہ لباس اور سیاہ شال میں خود کو مکمل ڈھانپے ہوئے تھی. جھیل سی آنکھوں کا گہرا کاجل ہنوز تھا.

اُس کی آنکھیں ہر بار صدام کو ڈسٹرب کر دیتی تھیں. اِس لیے وہ زیادہ تر اِس لڑکی کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا تھا. اِس وقت بھی اُس نے ایک غیر ارادی نظر پڑنے کے بعد فوراً نگاہیں چرا لی تھیں.

" سر یہ فائل آپ چیک کر لیں ایک بار."

امل کی گہری نگاہیں جیسے صدام کا نظریں چرانا نوٹ کر گئی تھیں. اِس لیے وہ جان بوجھ کر اُس کے پاس آئی تھی. وہ اپنی قاتل نگاہوں کے وار سے اچھی طرح آگاہ تھی.

امل کے دودھیا بلیک نیل پینٹ سے سجے دلکش ہاتھ صدام کے سامنے تھے. امل کا چہرہ دیکھے بغیر ہی وہ پورے یقین سے کہہ سکتا تھا. کہ یہ لڑکی حُسن کا مجسما تھی. شاید وہ یہ بات جانتی بھی تھی. اِسی وجہ سے اُس نے خود کو ڈھانپ کر رکھا ہوا تھا.

صدام اُس کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا فائل پر جھکا سوچ اُسی کے بارے میں رہا تھا.

" آپ اِسے رکھ دیں میں دیکھ لیتا ہوں بعد میں. اب آپ جا سکتی ہیں."

صدام بھی جیسے اُس کی جانب نہ دیکھنے کی قسم کھا چکا تھا. وہ فائل پر جھکے اُسے وہاں سے جانے کا بول چکا تھا.

امل خاموشی سے واپس مڑی تھی. جب صدام کا موبائل بجا تھا.

" اوہ شٹ یہ کیسے ہو سکتا ہے. فرقان سے بات ہوئی تمہاری."

امل جو نکلنے ہی والی تھی. اُس کے کال سن کر پریشان ہوتا انداز دیکھ وہ وہیں دروازے کے باہر ہی رُک گئی تھی. وہ سننا چاہتی تھی صدام کس سے بات کر رہا ہے.

اپنے کیبن تک جانے تک شاید وہ کچھ باتیں مس کر جاتی اِس لیے اُس نے وہی کھڑے رہنا مناسب سمجھا تھا.

وہ دروازے سے لگ کر کھڑی تھی جب اُسے اپنے پیچھے کسی کے اُس طرف آنے کی آہٹ محسوس ہوئی تھی. پیچھے کی جانب دیکھتے صدام پر سے کچھ دیر کے لیے اُس کا دھیان ہٹ چکا تھا.

جس وجہ سے وہ صدام کو اُٹھ کر باہر کی جانب آتا نہیں دیکھ پائی تھی. اچانک اُس طرف کا خیال آتے وہ جیسے ہی پلٹی صدام دروازے تک پہنچ چکا تھا.

اِس سے پہلے کے امل وہاں سے ہٹتی صدام تیزی سے باہر نکلتا سامنے کھڑی امل سے بُری طرح ٹکرا گیا تھا.

صدام کے کندھے سے امل کا سر زور سے ٹکرانے کی وجہ سے ایک دم ماؤف ہو چکا تھا. اُس نے دیوار کو پکڑ کر بہت مشکل سے اپنے ساتھ ساتھ اپنے نقاب کو بھی گرنے سے بچایا تھا.

مگر کوشش کے باوجود اُس کی چادر چہرے سے ہلکی سی ڈھلک گئی تھی. یہی لمحہ تھا جب صدام کی نظر اُس کے چہرے پر پڑتی کچھ لمحے کے لیے اُسے ساکت کر گئی تھی. چادر صرف تھوڑی سی ڈھلکی تھی مگر امل کے گلابی گال پر موجود سیاہ تل صدام کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گیا تھا.

اُس نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر رُخ موڑ لیا تھا. اِسی وجہ سے وہ امل کا پورا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا. مگر ہلکی سی جو جھلک دیکھی تھی. وہی اُس پر قیامت ثابت کوئی تھی.

صدام نے اُسے گرنے سے بچانے کے لیے ہاتھ بالکل بھی نہیں بڑھایا تھا. وہ فوراً اپنی کیفیت پر قابو پا کر نارمل ہوتا اُس کو ابھی تک آفس کے باہر ہی کھڑا دیکھ حیران ہوا تھا.

" مس امل آپ ابھی تک یہاں کیا کر رہی ہیں."

صدام کا لہجہ سرد تھا. جس پر امل کے پسینے چھوٹ چکے تھے.

" وہ سر میں پارٹی کی ٹائمنگ پوچھنے آئی تھی. میرے ذہن سے نکل گئی."

امل کو اور کچھ سمجھ نہیں آئی تو وہ جلدی سے جو دماغ میں آیا بول گئی تھی.

" چھے بجے کا ٹائم ہے."

صدام عجلت میں تھا پہلے ہی یہ لڑکی اُس کا اچھا خاصہ ٹائم ویسٹ کر چکی تھی. اِس لیے وہ اِس امل کے یہاں ہونے پر زیادہ غور کیے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا.

امل نے خاموش نظریں اُس کی چوڑی پشت پر ڈالے اُسے جاتا دیکھ موبائل نکال کر کال ملائی تھی.

" ہیلو ایس پی امل سپیکنگ ! وہ ابھی ابھی آفس سے نکلا ہے. جو کام کہا تھا وہ فوراً ہو جانا چاہیئے. کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیئے."

امل کے چہرے پر موجود تھوڑی دیر پہلے والی گھبراہٹ کی جگہ اب سرد و سپاٹ سے تاثرات نے لے لی تھی.

صدام کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اُس کے سامنے سادگی کی تصویر بنی اُس کی سیکرٹری اصل میں کون تھی۔ اور اُس کے لیے دل میں کس قدر نفرت اور انتقام لیے بیٹھی اُس کی زندگی میں صرف اُسے برباد کرنے کی نیت سے داخل ہوئی تھی۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ماما ابھی کامران بھائی کی کال آئی ہے۔ صدام بھائی پر کسی نے حملہ کر دیا ہے۔"

صوفیا روتے ہوئے سیڑھیاں اُترتی ڈرائنگ روم میں بیٹھی نائمہ بیگم کے پاس آئی تھی۔ جبکہ اُس کی بات سنتے وہاں نائمہ بیگم کے ساتھ موجود گھر کی باقی خواتین کا دل بھی دہل گیا تھا۔

" صدام....... کہاں ہے. وہ ٹھیک تو ہے نا."

نائمہ بیگم بھاگ کر صوفیا کے قریب آتیں بُری طرح رونے لگی تھیں.

" یااللہ آخر ہو کیا رہا ہے. کس کی نظر لگ گئی ہے. میرے ہنستے بستے گھر کو."

جہاں آرا بیگم اپنے پوتے کے بارے میں سن کر دل تھام کر رہ گئی تھیں. اُن کی طبیعت پہلے ہی اپنے جوان نواسے کو اِس حال میں دیکھ کر ٹھیک نہیں رہتی تھی. اور اب اِس نئی خبر نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی.

" فرخ..... صدام کہاں ہے. وہ ٹھیک تو ہے نا. آخر ہوا کیا. کس نے حملہ کروایا اُس پر."

فرخ کو اندر آتا دیکھ نائمہ بیگم جلدی سے اُس کی جانب بڑھی تھیں. صدام کو خطرے میں سوچ کر اُن کی جان نکلی جا رہی تھی.

" تائی جان آپ پریشان نہ ہوں پلیز بیٹھیں یہاں. صدام بالکل ٹھیک ہے. اُس کی گاڑی پر کچھ لوگوں نے فائرنگ کی ہے. مگر للہ کا شکر ہے. صدام کو کچھ نہیں ہوا. وہ بالکل ٹھیک ہے. تایا جان اور بابا کے ساتھ پولیس اسٹیشن میں ہے وہ. بس کچھ ہی دیر میں آتا ہی ہو گا."

فرخ نے تفصیل بتاتے وہاں موجود سب خواتین کو ریلیکس کرنا چاہا تھا. لیکن نائمہ بیگم جب تک خود اپنی آنکھوں سے صدام کو نہ دیکھ لیتیں اُن کے دل کو سکون نہیں ملنا تھا.

فرخ ابھی اُن لوگوں کو مزید تفصیل بتا ہی رہا تھا. جب صدام باقی سب کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا.

صدام کے ماتھے پر بندھی پٹی دیکھ نائمہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتی اُس کے پاس گئی تھیں. صدام کا چہرہ چھو کر بوسہ دیتے وہ اُس کے سینے سے لگی تھیں.

" میں بالکل ٹھیک ہوں ماں ."

صدام اُن کی کیفیت سمجھتے اپنے ساتھ لگاتا تسلی دیتے ہوئے بولا .

" ماتھے پر چوٹ گہری تو نہیں آئی ."

نائمہ بیگم سے ملنے کے بعد صدام جہاں آرا بیگم کی طرف بڑھا تھا. جن کی کیفیت نائمہ بیگم سے کچھ کم نہیں تھی .

" بالکل بھی نہیں. معمولی سی چوٹ ہے . جب تک آپ لوگوں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں تو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا."

صدام اُن کا ہاتھ تھامتا عقیدت بھرے لہجے میں بولا .

" آخر کون ہیں یہ لوگ. کیا بگاڑا ہے ہم نے اِن کا جو یوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہیں. کبھی

یزدان پر حملہ کروا رہے کبھی تم پر. پولیس کیوں نہیں پکڑ رہی اِن ظالموں کو. "

جہاں آرا بیگم کی بات کے جواب میں صدام کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا. وہ کوشش کے باوجود

اِس معاملے کو حل نہیں کر پا رہا تھا.

مگر اتنا جانتا تھا کہ یزدان کے بعد اُن لوگوں کا ٹارگٹ اب وہی تھا. وہ اُس کو بھی نقصان پہنچانا

چاہتے تھے.

" دادی جان آپ ریلیکس رہیں. اتنی ٹینشن لیں گی تو آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی. جب

تک آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں وہ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے. "

صدام اُن کو بازو کے حصار میں لے کر تسلی دیتا محبت سے بولا. جس کے جواب میں جہاں آرا بیگم نے اپنے اندیشوں اور پریشانیوں کو فل وقت دماغ سے جھٹکتے صدام کی پیشانی چوم لی تھی.

اُن کو صدام پہلے ہی بہت ڈسٹرب لگا تھا. وہ اُس کے سامنے ایساری ایکٹ کر کے اُسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھیں.

" ماما میں فریش ہونے اپنے روم میں جا رہا ہوں. ابھی تھوڑی دیر میں مجھے ایک پارٹی کے لیے نکلنا ہے."

صدام کچھ دیر سب کے ساتھ بیٹھنے کے بعد وہاں سے اُٹھتے ہوئے بولا. جس پر نائمہ بیگم نے اُسے شکایتی نظروں سے دیکھا تھا.

یزدان کی بیماری کے بعد سے صدام نے خود کو بالکل ایک مشین بنالیا تھا. نہ ٹھیک سے کسی کے ساتھ بیٹھتا تھا. نہ بات کرتا تھا. سوائے یزدان کے. یہی بات نائمہ بیگم کو بہت پریشان رکھتی تھی. مگر چاہنے کے باوجود بھی وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں.

وہ جانتی تھیں. بچپن سے یزدان اور صدام ہر خوشی غمی میں ایک ساتھ رہے تھے. اب صدام یزدان کے بغیر بالکل اکیلا پڑ گیا تھا. جان بستی تھی دونوں کی ایک دوسرے میں. یزدان کو اِس حالت میں دیکھنا سب سے زیادہ صدام کے لیے ہی تکلیف دہ تھا.

نائمہ بیگم کو یزدان بالکل صدام کی طرح عزیز تھا. اُن کا دل ہر وقت یزدان کے جلد از جلد ٹھیک ہونے اور صدام کی سلامتی کے لیے دعا گو رہتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

جہاں آرا بیگم کے شوہر کی کافی عرصے پہلے ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے ڈیتھ ہو چکی تھی۔ جس کے بعد ہمت نہ ہارتے جہاں آرا بیگم نے اپنے بھائی حسن رحمانی کی حوصلہ افزائی اور سپورٹ کی وجہ سے نہ صرف اپنے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت دی بلکہ بزنس کی بھی بہت اچھے سے دیکھ بھال کی تھی۔ جہاں آرا بیگم کی چار اولادیں تھیں۔ جعفر گیلانی، نرمین گیلانی، آصف گیلانی اور فیصل گیلانی۔

جبکہ حسن رحمانی کا ایک ہی بیٹا تھا۔اُن کی بیوی کینسر جیسی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اُنہیں تنہا چھوڑ کر شادی کے کچھ سال بعد ہی دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔

جعفر صاحب کی شادی نائمہ بیگم سے ہوئی تھی۔ جن کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ فاہم۔ صدام اور نبیہا۔

نرمین گیلانی کی شادی حسن رحمانی کے اکلوتے بیٹے جہانزیب رحمانی سے ہوئی تھی۔ رحمانی ہاؤس اور گیلانی ہاؤس ساتھ ساتھ ہی موجود تھے۔ جس کی وجہ سے اُن لوگوں کا ہر وقت آنا جانا لگا رہتا تھا۔ نرمین اور جہانزیب کی بھی تین اولادیں تھیں۔ عائشہ، یزدان اور نمرہ۔

عائشہ اور فاہم کی لو پلس ارینج میرج ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ بہت ہی خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔

آصف گیلانی اور سمیرا بیگم کے دو بچے تھے۔ باسط اور حمنہ۔

سب سے چھوٹے فیصل گیلانی تھے جنہوں نے خاندان کے خلاف جا کر شہلا بیگم سے پسند کی شادی کی تھی. اُن کے بھی دو بچے تھے بڑی بیٹی ثمرا اور بیٹا اُسامہ.

شادی کے پہلے دن سے جہاں شہلا بیگم کو سسرال میں زیادہ اہمیت نہیں ملی تھی. وہیں اُنہوں نے بھی گیلانی ہاؤس کے کسی فرد کو دل سے نہیں اپنایا تھا.

جہاں آرا بیگم اور حسن رحمانی نے اپنے خاندانوں کو بہت ہی محبت سے جوڑ کر رکھا ہوا تھا. سب ہنسی خوشی اپنی زندگی بسر کر رہے تھے. جب ایک حادثے نے اُن کی خوشیاں بکھیر کر رکھ دی تھیں.

جہانزیب, نرمین, یزدان اور نمرہ شادی اٹینڈ کرنے کے لیے دوسرے شہر جا رہے تھے.

جب ٹرک سے گاڑی کے ہونے والے زوردار تصادم کے بعد یزدان کے علاوہ باقی تینوں جگہ پر

ہی دم توڑ گئے تھے. جبکہ سر پر بہت گہری چوٹ آنے اور آنکھوں کے سامنے اپنوں کی لاشیں دیکھ یزدان اپنا ذہنی توازن کھو چکا تھا.

ایک قیامت تھی جو دونوں خاندانوں پر ٹوٹی تھی. چار سال گزر چکے تھے اِس حادثے کو مگر اب تک کوئی بھی اِس سے سنبھل نہیں پایا تھا. حسن رحمانی کا گھر تو بالکل اُجڑ چکا تھا. اپنے جوان بچوں کی موت اور جواں سالہ پوتے کی حالت پر وہ اندر ہی اندر گھل رہے تھے. اُن کو دل کا دورہ پڑا تھا. جس نے ایک بار پھر رحمانی ہاؤس کے در و دیوار کو ہلا دیا تھا. وہ اندر سے بالکل ٹوٹ چکے تھے. مگر صرف یزدان کی خاطر اُنہوں نے خود کو مضبوط کیے رکھا تھا.

اُن کی طبیعت کو دیکھتے صدام نے اپنا بزنس چھوڑ کر یزدان اور جہانزیب کے بہت ہی محنت اور لگن سے ترقی کی منزل طے کرتے بزنس کو سنبھال لیا تھا. جس کی ساکھ کو اِس حادثے کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا.

حسن رحمانی کچھ عرصہ کے لیے علاج کی خاطر لندن گئے ہوئے تھے. وہ یزدان کو چھوڑ کر جانا تو نہیں چاہتے تھے. مگر سب لوگوں کے اصرار پر نا چاہتے ہوئے بھی اُنہیں جانا پڑا تھا.

سب لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ حادثہ قدرتی طور پر ہونے والا ایک روڈ ایکسیڈنٹ ہے. مگر صدام کو اِس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا. جس پر خفیہ طور پر انویسٹی گیشن کروانے پر اُس کا شک یقین میں بدل گیا تھا.

یہ حادثہ ایک سازش کے تحت پیش آیا تھا. اُن لوگوں کی گاڑی کی بریکس فیل کر دی گئی تھیں. جس کی وجہ سے گاڑی بے قابو ہوتی ٹرک سے ٹکرا گئی تھی. لیکن پچھلے چار سال سے بہت کوششوں اور پولیس کے بہت تعاون کے باوجود صدام اصل مجرم تک نہیں پہنچ پا رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" حد ہوتی ہے۔ بہت ہی کوئی عجیب شخص ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ریسٹ کرنے کے بجائے پارٹی میں جانے کے لیے تیار ہے۔"

امل صدام کو گاڑی میں بیٹھتا دیکھ دانت پیس کر رہ گئی تھی۔ ڈرائیور امل کو پک کرنے کے بعد صدام کو لینے آیا تھا۔ جو بلیک تھری پیس سوٹ میں ہمیشہ کی طرح نک سک سے تیار کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ ماتھے پر لگی چوٹ پر بینڈیج کی گئی تھی۔ امل نے ایک نظر اُس کے زخم کو دیکھ کر نظریں پھیر لی تھیں۔

" یہ تو کچھ بھی نہیں ہے صدام جعفر گیلانی ابھی تو ایسے گہرے زخم دوں گی تمہیں. کہ تم نہ جی پاؤ گے اور نہ سکون سے مر پاؤ گے."

امل کی سانس سانس صدام سے بے پناہ نفرت کی گواہی دے رہی تھی. شاید کبھی کسی نے اتنی نفرت کسی سے نہیں کی ہو گی. جتنی ایس پی نورِامل صدام جعفر سے کرتی تھی.

وہ صدام اور اُس کے گھر والوں کے دل میں خوف پیدا کرنا چاہتی تھی. اُنہیں تڑپانا چاہتی تھی. اِس لیے آج صدام کے آفس سے نکلتے ہی اُس نے اپنے آدمی کو صدام کی گاڑی پر فائرنگ کرنے کو کہا تھا. اور سختی سے منع کیا تھا. کہ صدام کو گولی نہیں لگنی چاہئے. وہ صرف صدام کو خوفزدہ اور پریشان کرنا چاہتی تھی.

ساتھ ہی اُسے لگا تھا. پارٹی میں جانے سے بچت ہو جائے گی.

مگر ابھی کچھ ہی گھنٹوں بعد اُسے بالکل فریش اور پر سکون دیکھ امل کے دل میں آگ بھڑک اُٹھی تھی. اِس کا بس نہیں چل رہا تھا. ابھی اپنے پاس موجود گن سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اِس شخص کی کھوپری اُڑا کر اِس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ ختم کر دے.

وہ اپنی نفرت بھری سوچوں میں اِس قدر مگن تھی یہ دیکھ ہی نہیں پائی تھی کہ وہ ہوٹل پہنچ چکے ہیں. صدام کے گاڑی سے نکل کر زور سے دروازہ بند کرنے پر وہ ہوش میں آتے جلدی سے گاڑی سے باہر نکلی تھی.

جو بھی تھا مگر اِس وقت وہ اپنی زندگی کے اِس سب سے ناپسندیدہ انسان کی سیکرٹری تھی. اور اُس کے ہر آرڈر کی پابند بھی.

اُن کے گاڑی سے نکلتے ہی وہاں موجود میڈیا نے صدام کو گھیر لیا تھا. صدام کے بالکل ساتھ کھڑے ہونے کی وجہ سے امل بھی وہاں پھنس گئی تھی. اُس نے بہت ہی محتاط انداز میں نقاب اپنے چہرے پر درست کیا تھا. اِس وقت کسی کے بھی سامنے اُس کی شناخت آنا اُس کا سارا مشن خراب کر سکتی تھی.

" سر ہمیں پتا چلا ہے کہ آپ کی گاڑی پر کچھ نامعلوم افراد نے فائرنگ کی ہے. اور ایسا پہلے بھی ایک دو بار ہو چکا ہے. آخر کون ہیں یہ لوگ. کیا دشمنی ہے اِن کی آپ سے. کیا چاہتے ہیں یہ آپ سے."

میڈیا والوں نے صدام کو بُری طرح گھیرتے اُس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی. جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی صدام نے نہیں دیا تھا. اور نہ ہی اُس کے پاس کسی کا جواب تھا.

گارڈز بھی وہاں پہنچ چکے تھے. اور میڈیا والوں کو وہاں سے ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے. کافی بھیڑ اکھٹی ہو چکی تھی.

صدام نے امل کا خیال کرتے بازو پھیلا کر اُس کے گرد گھیرا بنایا تھا. کیونکہ ارد گرد سے بہت دھکے لگ رہے تھے. وہ نہیں چاہتا تھا اُس کی وجہ سے امل ہرٹ ہو.

جبکہ امل نے صدام کے اِس عمل پر حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا. ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ جس شخص کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہی تھی. اِس وقت وہی اُسے کے گرد حفاظتی گھیرا بنائے ہوئے تھا. صدام خود دھکے برداشت کرتا امل کے گرد دیوار بنا کھڑا اُسے سنبھالے ہوئے تھا.

امل کی حیران نظریں صدام کے وجیہہ چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں. جب دائیں طرف سے کسی نے زوردار دھکادیا تھا. صدام کے حصار کی وجہ سے امل گرنے سے تو بچ گئی تھی. مگر اُس کی چادر کھنچاؤ کی وجہ سے چہرے سے ہٹنے ہی والی تھی. جب اور کچھ نہ سمجھ آتے امل اپنا چہرہ صدام کے چوڑے شانے میں چھپا گئی تھی. اُس کے دشمن نے ہی اُس کی شناخت سامنے آنے سے بچالی تھی.

صدام کے ڈھال بنے ہونے کی وجہ سے بنا کسی کی نظروں میں آئے اُس نے فوراً اپنا نقاب ٹھیک کرلیا تھا.

صدام کے قریب سے آتی ہوش اُڑاتی پرفیوم کی خوشبو پر امل نے گھبرا کر فوراً اپنا چہرہ پیچھے کیا تھا.

" آر یو اوکے."

بھیڑ سے نکل کر اندر داخل ہوتے صدام نے امل کی جانب دیکھا تھا. جس پر امل نے چہرا جھکائے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا.

امل کی کیفیت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی.

صدام نے باہر جس طرح امل کو اپنے گھیرے میں لے کر سنبھالا تھا. یہ چیز اگر میڈیا کی نظر میں آجاتی تو صدام کا ایک الگ ہی سکینڈل بن جاتا تھا. مگر اُس نے اِس بات کی پرواہ کیے بغیر امل کو محفوظ رکھا تھا.

صدام کی اتنی سی اچھائی بھی امل کے لیے ہضم کرنا کافی مشکل ہو رہا تھا.

" نہیں یہ شخص صرف دوسروں کی عزتیں چھیننا جانتا ہے. حفاظت کرنا نہیں. "

امل اپنے ذہن میں آتی سوچوں کو فوراًرد کرتی صدام کی جانب بڑھ گئی تھی. جو اُسے کسی لڑکی

کے پاس کھڑا نظر آیا تھا.

" واؤ واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز. مجھے نہیں معلوم تھا تم بھی یہاں آؤ گے."

فاریہ صدام کے سامنے آتے اُس کا راستہ روکتے ہوئے بولی.

" ہٹو آگے سے."

صدام سرد لہجے میں اُسے گھورتے ہوئے بولا.

" اتنی بھی کیا جلدی ہے دیور جی. اور یہ کیا ہوا. یہ چوٹ کیسے لگی."

فاریہ جانتی تھی صدام یہاں سب کے سامنے کوئی تماشہ نہیں چاہتا تھا. اِس لیے وہ اپنی پچھلی

بے عزتی کا بدلہ لیتے صدام کا ضبط آزما رہی تھی.

وہ صدام پر ہوئے حملے کے بارے میں سن چکی تھی. مگر جان بوجھ کر اُسے مزید تنگ کرنے کی خاطر آگے ہوتے اُس نے صدام کی بینڈیج کو چھونا چاہا تھا.

جس پر صدام اُس نے اُس کا بازو دبوچ کر خود سے دور جھٹکا تھا. فاریہ اِس حملے کے لیے تیار نہیں تھی. وہ بُری طرح لڑکھڑاتے پیچھے پڑے ٹیبل پر جا گری تھی.

امل جو فاریہ کی حرکت اور باتیں تو دیکھ سن نہیں پائی تھی. مگر صدام کی حرکت اُس کے ذہن میں موجود صدام کے خلاف ہر سوچ کی تصدیق کر گئی تھی.

" میں بھی کیا سوچ رہی تھی. اِس شخص کو نہ عورتوں سے بات کرنے کی تمیز ہے اور نہ ہی اُن کی عزت کرنا جانتا ہے."

امل نے اصل بات جانے بغیر ایک غصے بھری نظر صدام کے تنے ہوئے چہرے پر ڈال کر نخوت سے رُخ پھیر لیا تھا.

اُس کے مطابق یہ شخص ظاہری طور پر جس قدر شاندار پر سنیلٹی کا مالک تھا اندر سے اُس قدر ہی پُستی میں دھنسا ہوا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" جی قبول ہے."

مولوی صاحب کے پوچھنے پر یہ تین لفظ ادا کرتے حُرمت کا دل خالی ہو چکا تھا. وہ اپنا آپ ایک ایسے شخص کے نام لکھوا چکی تھی. جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی. سوائے اِس کے کہ وہ ایک ایبنارمل شخص تھا. جس کے بس میں خود اپنے آپ کو کنڑول کرنا نہیں تھا.

حُرمت نے اپنے جان سے پیارے بھائی کا مان رکھنے کے لیے نکاح تو کر لیا تھا. مگر اُس کا اب رشتوں پر سے اعتبار بالکل ہی اُٹھ گیا تھا.

پہلے آفاق, پھوپھو اور اب بلال....... سب نے ہی اُسے اپنے مطلب اپنی خواہشیں پوری کرنے کے لیے ہی استعمال کیا تھا. جب اُس کے اپنے بھائی نے ہی اُسے بالکل ارزاں کر دیا تھا. تو وہ کسی اور سے کیا گلِا کرتی.

بلال نے صدام کو ہامی بھرنے کے بعد گھر آکر دل پر پتھر رکھتے ساری بات حُرمت اور اقصیٰ کے سامنے رکھ دی تھی۔ بلال نے جس طرح حُرمت کو ساری حقیقت بتا کر بے بسی کا اظہار کیا تھا۔ حُرمت نجانے کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔

پہلے آفاق اُس کے بھائی سے جہیز کے نام پر اُس کا سودا کر رہا تھا۔ اور اب اُس کا اپنا بھائی اپنے احسان اُتارنے کے لیے اُس کا سودا کر آیا تھا۔ بنا اُس کی مرضی جانے۔ بنا اُس سے پوچھے اُس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کر آیا تھا۔ وہ بھی کس کے ساتھ ایک ایسے شخص کے ساتھ جو ذہنی معذور تھا۔ حُرمت کا دل جیسے مر چکا تھا۔ وہ جان گئی تھی اِس دنیا میں اُس کا کوئی سگا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اُس کا اپنا بھائی بھی نہیں۔ وہ انکار کرنا چاہتی تھی۔ مگر بلال کی ایک بات نے اُس کے زبان پر آئے لفظوں کا دم توڑ دیا تھا۔

" آج تک میں نے تمہارے لیے بہت کچھ کیا ہے. خود تکلیف میں رہ کر تمہاری ہر خواہش پوری کی ہے. کیا تم آج میری خاطر یہ نہیں کر سکتی."

یہ الفاظ سننے کے بعد حُرمت کے آنسو خشک ہو چکے تھے. اُس کے بھائی نے آخر اُس پر جتا ہی دیا تھا کہ وہ بچپن سے لے کر اب تک اُس پر کتنے احسان کر چکا ہے. حُرمت نے سوچ لیا تھا. اپنے بھائی کے تمام احسانوں کا بدلہ چکا دے گی. مگر اِس کے بعد کبھی اُسے اپنی شکل نہیں دیکھائے گی. اِس وقت اُس کی ہر سوچ منفی ہو چکی تھی.

اپنے اُسی فیصلے پر عمل کرتے حُرمت نے اپنا آپ اُس شخص کے نام سونپ دیا تھا. جس کو دیکھنا تو دور اُس کا نام بھی ابھی نکاح کے دوران اُسے پتا چلا تھا.

نکاح کے کچھ دیر بعد اُس کی رخصتی کا شور اُٹھا تھا۔ جہاں حُرمت کے کہنے پر بلال نے مکمل سادگی سے نکاح کی رسم کی تھی۔ وہیں دوسری جانب یزدان کی فیملی والے بھی کچھ احتیاط کے تحت چند فیملی ممبرز کے ساتھ اپنی بہو کو رخصت کروانے آئے تھے۔

مگر رحمانی ہاؤس کو مکمل روشنیوں اور پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ اور وہاں گھر کے تمام افراد کی موجودگی کی وجہ سے بھی کافی رونق لگی ہوئی تھی۔ جس بات کا اندازہ حُرمت کو وہاں قدم رکھتے ہوا تھا۔ وہ ایک انتہائی شاندار بنگلہ تھا۔ ایک نظر میں ہی حُرمت کا وہاں کے مکینوں کی حیثیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چند ایک رسموں کے بعد اُسے اُوپر ایک بڑے سے شاندار جدید آرائش سے سجے روم میں پہنچا دیا گیا تھا۔ اِس پورے وقت میں اُس نے ایک بار بھی سر اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی اُسے خبر تھی کہ آس پاس ہو کیا رہا ہے۔

عائشہ اپنی نئی نویلی حسین بھابھی کی سادگی بھرے دلکش رُوپ کی دل ہی دل میں نظر اُتارتی اُس کے موڈ کو دیکھتی بنا اُس سے کوئی بات کیے خاموشی سے باہر نکل گئی تھی.

دروازہ بند ہونے کی آواز پر حُرمت نے سر اُوپر اُٹھا کر ارد گرد کا جائزہ لیا تھا. اُس کا دل گھبراہٹ کے مارے بُری طرح دھڑک رہا تھا. وہ نہیں جانتی تھی اب آگے کے حالات کیا ہونے والے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" تو پھر کیسی لگی آپ کو اپنی بھابھی."

صدام سیڑھیاں اُترتی عائشہ کے قریب آتا مسکراتے ہوئے بولا.

" لڑکی ہے تو چاند کا ٹکڑا. اب ﷲ کرے میرے بھائی کی زندگی میں بھی روشنیاں بکھیر دے.

مجھ سے مزید اب اُس کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی."

عائشہ چہرے پر خوشی کے تاثرات سجائے نم آنکھوں سے مسکرائی تھی.

" ایسا ہی ہو گا. ابھی آپ نے حُرمت کو دیکھ کر یزدان کے چہرے پر آتاری ایکشن نہیں دیکھا.

اگر ایک بار دیکھ لیتیں تو میری طرح سو فیصد پُر اُمید ہو تیں."

صدام آج بہت خوش تھا. وہ اب جلد از جلد یزدان کو صحت یاب ہوتے دیکھنا چاہتا تھا.

اُس نے گھر والوں کو اِس سب کے لیے کیسے منایا تھا. یہ وہی جانتا تھا. جہاں آرا بیگم کو یہ کام

رسکی ہی لگا تھا وہ کسی اور کی بیٹی کی لائف کے ساتھ ایسا کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھیں. مگر باقی

سب کے اصرار پر اور سب سے بڑھ کر حسن رحمانی کے مان جانے پر جہاں آرا بیگم کو بھی ہار ماننی پڑی تھی.

حسن رحمانی بھی شادی میں شرکت کرنا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اُنہیں ابھی مزید ایک ہفتہ وہاں رُکنا پڑا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

عائشہ کے جاتے ہی حُرمت کچھ دیر بیٹھے رہنے کے بعد بیڈ سے اُتری تھی. کمرے میں کسی قسم کے پھولوں کی کوئی سجاوٹ نہیں کی گئی تھی. یہ بات حُرمت کے لیے کافی تسلی بخش تھی. روم

کے فرنیچر سے لے کر کرٹنز تک ہر چیز اپنی مثال آپ پیش کر رہی تھی. ہر چیز میں بلیک کلر کا کافی زیادہ استعمال کیا گیا تھا. جیسے یہ اِس کمرے کے مکین کا پسندیدہ رنگ ہو.

بیڈ کے بالکل سامنے والی وال پر ایک انتہائی شاندار شخص کی تصویر لگی ہوئی تھی. گاڑی میں بیٹھتے حُرمت نے اپنے شوہر کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھی تھی. جس سے اُسے یہ اندازہ ہو گیا تھا. کہ یہی یزدان رحمانی ہے. تصویر میں اُس کا وجیہہ چہرا بالکل سپاٹ سا سخت تاثر لیے ہوئے تھا. جیسے یہ شخص ہنسنا جانتا بھی نہ ہو. اُس کی مغرور آنکھیں مقابل کو ایک وار سے ہی بے بس کرنے کی طاقت رکھتی تھیں. حُرمت نے گھبرا کر فوراََ چہرا موڑ لیا تھا. جیسے وہ تصویر میں نہیں حقیقت میں اُس کے سامنے ہو. حُرمت تصویر میں اُس شخص کا غرور دیکھ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ یہ اُس کی نارمل ہوتے ٹائم کی تصویر ہو سکتی ہے. مگر جو بھی تھا. کہیں نہ کہیں وہ اپنے شوہر کی سحر انگیز

پرسنیلٹی سے امپریس ضرور ہوئی تھی. لیکن خود سے اِس بات کا اقرار کرنا اِس وقت اُسے گوارہ نہیں تھا.

ارد گرد کا جائزہ لیتی حُرمت ایک ٹیبل کے پاس آرکی تھی. جس پر کچھ ہاسپٹل کے نام والی فائلز رکھی گئی تھیں. حُرمت نے کسی خیال کے تحت اُنہیں اُٹھا کر کھولا تھا. اُس کا اندازہ ٹھیک نکلا تھا. وہ یزدان رحمانی کی رپورٹس تھیں. جنہیں پڑھ کر اپنے شوہر کی ذہنی حالت کے واقعی اِس قدر بگڑے ہونے کا جان کر حُرمت کے دل میں موجود تھوڑی بہت اُمید بھی دم توڑ گئی تھی.

وہ ابھی وہیں کھڑی تھی جب دروازے پر ہوتی آہٹ پر فائل واپس اُس کی جگہ پر رکھتے وہ جلدی سے بیڈ کے قریب جا کھڑی ہوئی تھی. چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا یزدان رحمانی کمرے میں داخل ہوا تھا. دروازے پر اُسے چھوڑ کر شاید کوئی واپس پلٹا تھا. وہ اِس وقت سیاہ کرتا شلوار میں ملبوس تھا. چہرے پر عجیب سے سرد اور سپاٹ تاثرات تھے. حُرمت کو گھبراہٹ سی ہونے لگی

تھی. کیونکہ وہ بنا کچھ بولے حُرمت کی جانب ہی آرہا تھا. حُرمت کو دیکھ کر اُس کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ اُبھری تھی. جس پر حُرمت مزید گھبرا گئی تھی.

" اے لڑکی تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو. "

اچانک یزدان کے ہونٹوں سے مسکراہٹ بالکل غائب ہو چکی تھی. اجنبی نظروں سے حُرمت کو دیکھتے اُس نے جو سوال کیا تھا. حُرمت کو پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہ آئی مگر پھر سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں موجود سوال دیکھ حُرمت کا اِس وقت دل چاہا تھا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے. اُس کا شوہر اُسے پہچاننے سے ہی انکاری تھا. وہ اِس سچویشن کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی.

حُرمت سے بے عزتی کے مارے کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا. اُس کی آواز جیسے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئی تھی.

یزدان کی عجیب سی نظریں اب اُس کے ہونٹوں پر تھیں. اِس سے پہلے کے حُرمت کچھ سمجھتی اُس نے ہاتھ بڑھا کر حُرمت کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتے اُن پر سجی لال لپسٹک رگڑ دی تھی. اور وہی اُنگلی حرمت کے سامنے کرتے عجیب سے انداز میں قہقہ لگاتے ہوئے مخاطب ہوا تھا.

" یہ کیا لگا رکھا ہے. "

حُرمت ابھی اُس کی پہلی والی بات پر نہ سنبھلی تھی. جب اُس کی اگلی حرکت پر اُس کی جان ہوا ہوئی تھی. یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ حُرمت کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں مل پایا تھا. ہر ایک کا دبدو مقابلہ کرنے والی حُرمت کی زبان اِس وقت بالکل گنگ ہو چکی تھی.

اُس کی آنکھوں میں نمی آن ٹھہری تھی. جسے دیکھتے یزدان کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی. حُرمت کی جانب سرد نظروں سے دیکھتے وہ اُس کی جانب جھکا تھا. حُرمت خوف کے مارے فوراً پیچھے پڑے ٹیبل سے جالگی تھی.

لیکن اُس وقت وہ یہ بھول گئی تھی کہ اُس کا شوہر نارمل نہیں ہے. وہ اُسے نہیں بلکہ اُس کے پیچھے ٹیبل پر پڑے اپنے ٹیڈی بیئر کو اُٹھانے کے لیے آگے جھکا تھا. حُرمت اپنی جگہ پر شرم سے پانی پانی ہوتی ساکت کھڑی رہ گئی تھی. یزدان نے دوبارہ حُرمت کی جانب نہیں دیکھا تھا. وہ ٹیڈی بیئر اُٹھا کر واپس صوفے پر جا بیٹھا تھا. جبکہ حُرمت کا چہرہ اِس قدر بے عزتی پر بالکل لال ہو چکا تھا. وہ خاموشی سے بھیگتی آنکھوں کے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھی تھی.

اتنی بے قدری پر اُس کی آنکھوں سے آنسو گرتے گود میں رکھے ہاتھوں کو بھیگو رہے تھے. اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اب ساری زندگی کے لیے یہ آنسو ہی اُس کے مقدر میں لکھ دیئے گئے ہیں. اُس کے قریب ایسا کوئی نہیں تھا. جس سے وہ اپنا غم بانٹتی.

حُرمت نے گردن موڑ کر بے بسی سے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھا تھا. جو ہر چیز سے بیگانہ ہاتھ میں پکڑے ٹیڈی بیئر سے کھیل رہا تھا.

حُرمت کے آنسو میں مزید شدت آئی تھی. وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی. وہ اپنے بھائی بھابھی پر اِس قدر بوجھ بن جائے گی. کہ وہ اُسے اُٹھا کر کسی پاگل کے گلے باندھ دیں گے. جسے اپنا بھی ہوش نہیں تھا.

اُس نے سامنے نظر آتے اپنے دلہنوں کی طرح سجے رُوپ کو دیکھا تھا. اور کرب سے آنکھیں موندلی تھیں.

جب تھوڑی دیر بعد اُسے خود پر کسی کی گہری نظروں کی تپیش محسوس ہوئی تھی. حُرمت نے پٹ سے آنکھیں کھولتے صوفے پر بیٹھے اپنے شوہر کی جانب دیکھا تھا. مگر وہ تو ہنوز ٹیڈی بیئر سے باتوں میں مصروف تھا.

" مجھے کیوں ایسا فیل ہوا. "

حُرمت تھوڑی حیران ہوئی تھی. مگر پھر اِسے اپنا وہم سمجھتی واپس بیڈ کراؤن سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی تھی.

ابھی اُسے چند سیکنڈز ہی گزرے تھے. جب دوبارہ گہری نظروں کے تپیش ذدہ لمس نے اُسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا.

اُس نے گھبرا کر آنکھیں کھولتے پورے کمرے پر ایک نظر دوڑائی تھی. مگر اُس پورے کمرے میں اُن دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا. حُرمت نے اب کی بار مشکوک نظریں اپنے پاگل شوہر پر ڈالی تھیں.

" کیا یہ واقعی پاگل ہے. "

حُرمت نے غور سے اُس کی جانب دیکھا تھا. وہ پہلی نظر میں اُسے کہیں سے پاگل نہیں لگا تھا. مگر اُس کی رپورٹس اور ابھی کچھ دیر اُس کے ساتھ رہ کر وہ مکمل طور پر اِس بات پر یقین کر چکی تھی.

" لگتا ہے اِس پاگل شخص سے نکاح کر کے میرا دماغ بھی اپنی جگہ سے ہل چکا ہے. بھلا یہ شخص مجھے کیسے گھور سکتا ہے. جسے اپنے ٹیڈی بیئر سے فرصت ہی نہیں. اور اپنی آنکھوں سے اِس کی رپورٹس دیکھ کر تو شک کی گنجائش باقی ہی نہیں رہتی. "

حُرمت مایوسی سے بڑبڑاتی بیڈ سے اُٹھ گئی تھی. اپنے سوٹ کیس سے سادہ سا ڈریس نکال کر حُرمت واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی. وہ جلد از جلد اِس رُوپ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھی.

" ہٹو یہاں سے. یہ میرا بیڈ ہے یہاں میرے علاوہ کوئی نہیں سو سکتا. دور رہو اِس سے."

حُرمت چینج کر کے جیسے ہی بیڈ پر لیٹنے لگی صوفے پر بیٹھا یزدان اُٹھ کر اُس کے پاس آتا قدرے سخت لہجے میں بولتا اُسے بیڈ سے دور ہٹا گیا تھا.

حُرمت نے اُس کی حرکت پر گھور کر اُسے دیکھا تھا. یہ شخص اُسے پاگل ہونے کے بجائے انتہا کا بدتمیز لگا تھا. جو اُسے مسلسل زچ کیے جا رہا تھا.

حُرمت تو ویسے بھی بیڈ پر اُس کے ساتھ نہیں سونا چاہتی تھی. اِس پاگل شخص نے اُس کے لیے ہی آسانی پیدا کر دی تھی. حُرمت خاموشی سے تکیہ لیے صوفے کی جانب بڑھ گئی تھی.

وہ اِس وقت کریم کلر کے کھلے ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی. یہ جانتے ہوئے بھی کہ اِس شخص کو اُس میں اور اُس کے اِس حسین رُوپ میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے. وہ پھر بھی احتیاط کے تحت دوپٹے کو اپنے گرد اچھے سے لپیٹے خود کو ڈھانپے ہوئے تھی.

آج کا دن اُس کے لیے بہت مشکل تھا. وہ ذہنی طور پر بہت زیادہ تھک چکی تھی. اِس لیے صوفے پر جا کر خاموشی سے لیٹ گئی تھی. بنا یہ دیکھے کہ اِس وقت وہ کسی کی بے چینی بھری گہری نظروں کے حصار میں تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ہارن کی آواز پر گارڈ نے بھاگ کر آتے مین گیٹ کھولا تھا. امل گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے گارڈ کے دروازہ کھولنے پر فوراََ نیچے اُتری تھی. اِس وقت وہ فُل یونیفارم میں ملبوس تھی.

سیاہ بیچز سے سجی شرٹ پر سیاہ یونیفارم کی کیپ کے نیچے سکارف کی مدد سے حجاب کیے سکن پینٹ میں وہ چارمنگ پر سنیلیٹی کی مالک تھکن زدہ چہرے کے ساتھ بھی دلکشی کی حدوں کو چھو رہی تھی۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جنہیں صدام جعفر کے سامنے وہ کاجل سے ڈھانپے رکھتی تھی۔

اگر اِس وقت صدام گلابی ڈوروں سے مزین یہ حسین نین کٹورے دیکھ لیتا تو اُس کا اِن میں ڈوبنا لازم تھا۔

" بابا سو گئے کیا۔ "

امل نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ملازمہ سے پوچھا تھا۔

" جی بی بی جی آپ کے کہے کے مطابق اُن کو دوائی دے کر سلا دیا تھا۔ آپ کے لیے کھانا لگا دوں۔ "

رضوانہ مؤدب انداز میں سر جھکائے بولی.

" نہیں بھوک نہیں ہے مجھے. تم جاؤ سو جاؤ اب."

امل نرمی سے اُسے جانے کا کہتی اشفاق صاحب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی. امل بظاہر جتنی سنگدل اور سخت بنتی تھی. اندر سے اُس کے بالکل بر عکس بہت نرم دل کی مالک تھی. خود سے جُڑے ہر فرد کا خیال تھا اُسے. چاہے وہ گھر میں کام کرتے اُسکے ملازم ہی کیوں نہ ہوں.

اشفاق صاحب کو ایک نظر دیکھ کر وہ اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

چینج کر کے بیڈ پر لیٹتے اُس نے معمول کے مطابق سائیڈ دراز سے ایک تصویر نکال کر نم آنکھوں سے اُس میں موجود ہستیوں کی جانب دیکھا تھا.

اُن ہنستے مسکراتے چہروں کو دیکھ امل آنکھوں میں اُمڈتا آنسوؤں کا سمندر نہیں روک پائی تھی.

" میں نہیں چھوڑوں گی اُس شخص کو جس نے ہمارا ہنستا بستا گھر اُجاڑ کر رکھ دیا. روز اُسے سامنے دیکھ میں کیسے خود پر ضبط کرتی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں.

دل چاہتا ہے اُس کا گریبان پکڑ کر پوچھوں اُس سے آخر کیا بگاڑا تھا میرے بے گناہ بہن بھائی نے اُس کا جو اُنہیں اتنی بے دردی سے مار ڈالا. تمہیں تمہارے ہر ایک ظلم کا بدلہ چکانا ہو گا صدام جعفر. دل پھٹتا ہے میرا جب تمہیں ہنستے مسکراتے اپنے خاندان کے ساتھ پر سکون بیٹھا دیکھتی ہوں. جیسے تم نے مجھ سے میرے اپنوں کو چھین کر میرے دل کا سکون اور ہونٹوں کی ہنسی چھینی ہے ویسے ہی میں تم سے بھی سب کچھ چھین کر بالکل برباد کر دوں گی.

مجھے اپنے آفس میں جاب دے کر تم نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے. تمہارے دل کی دنیا اِس قدر بُری طرح اُجاڑوں گی کہ تمہارے اپنے بھی تمہیں سنبھال نہیں پائیں گے.

ہمایوں, سویرا کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا تمہیں صدام جعفر. چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں. "

امل نے تصویر کو جو اُن تینوں بہن بھائیوں کی ایک ساتھ بنائی گئی آخری تصویر تھی. پر ہونٹ رکھتے واپس دراز میں رکھ دیا تھا. وہ روز سونے سے پہلے اِسے دیکھ کر دل میں موجود صدام جعفر سے انتقام لینے کے جذبے کو نئے سرے سے تازہ کرتی تھی.

تصویر رکھ کر وہ جیسے ہی سیدھی ہوئی موبائل پر آتی میسیج کی رنگ ٹون نے اُس کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی. نوٹیفیکیشن اوپن کرتے ہی جو تصویریں امل کے سامنے آئی تھیں. اُنہیں دیکھ کر امل کی آنکھوں میں نفرت جبکہ چہرے پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

میڈیا کی بھیڑ میں گھرے صدام کے شانے سے لگی اُس کی سیکرٹری کی تصویر کافی قریب سے لی گئی تھی۔ بظاہر دیکھنے سے ایسا لگ رہا تھا۔ کہ صدام نے بازو امل کے گرد لپیٹے اُسے اپنے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ جبکہ یہ بات صرف امل ہی جانتی تھی کہ صدام نے اُس کے گرد صرف حفاظتی حصار ہی قائم کیا تھا۔ اُسے ٹچ نہیں کیا تھا۔

مگر امل کے مطابق اچھی بات ہی یہی تھی کہ اصل بات اور صدام کی صاف نیت کے بارے میں اُس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ تصویر دیکھا کر کسی کی بھی سوچ کا رُخ موڑا جا سکتا تھا۔ اور اب یہی امل کرنے والی تھی۔

" تمہیں اپنی چال میں ایسا اُلجھاؤں گی صدام جعفر کے تم چاہنے کے باوجود اِس میں سے نکل نہیں پاؤ گے۔ "

امل صدام کی تصویر سے مخاطب ہوتے زہر خند لہجے میں بولی.,اور کال لاگ سے مطلوبہ نمبر ملاتی فون کان سے لگا گئی تھی.

" ایک تصویر سینڈ کر رہی ہوں میں تمہیں. کل کے اخبار میں میرے بھیجے گئے کیپشن کے ساتھ چھپوا دینا اِسے. "

امل حکم صادر کرتی کال کاٹ گئی تھی. وہ جانتی تھی نقاب میں ہونے اور صدام کے شانے سے لگے ہونے کی وجہ سے اُس کو پہچاننا تو ناممکن تھا. مگر صدام جعفر کی اِس خبر کے بعد اچھی خاصی بدنامی ہونے والی تھی.

جس کا امل کو شدت سے انتظار تھا. کل وہ صدام جعفر کی اُڑی رنگت دیکھنا چاہتی تھی. بہت شوق ہے نا اُسے سب کے سامنے اچھا بننے کا. اب دیکھتی ہوں کیسے یقین دلاتا ہے سب کو.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

پورا روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا. جس میں بڑے سے ٹیبل کے ساتھ رکھی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا شخص اضطراب کی کیفیت میں جھولتا نجانے کتنے ہی سیگریٹ پھونک چکا تھا. وہ خود کو اِس وقت بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا.

پورے کمرے میں سیگریٹ کا دھواں اور سمیل پھیلی ہوئی تھی. کسی نارمل انسان کے لیے اُس حبس زدہ ماحول میں سانس لینا بہت مشکل تھا. مگر وہ فولادی جسامت کا مالک شخص بہت ہی پرسکون انداز میں آنکھیں موندے سیٹ کی بیک سے سر ٹکائے ہوئے تھا. جب اچانک موبائل کی سکرین آنے والی کال کی وجہ سے روشن ہوئی تھی. موبائل کی وائبریشن سے کمرے کی جامد

خاموشی میں انتشار سا پیدا ہوا تھا. اُس شخص نے بنا آنکھیں کھولے ہاتھ بڑھا کر موبائل اُٹھاتے کال اٹینڈ کرتے کان سے لگایا تھا.

" سرجن لوگوں نے صدام جعفر پر حملہ کیا ہے وہ پکڑے جا چکے ہیں. اب آگے کیا حکم ہے ہمارے لیے."

دوسری جانب سے جو بات اُس کے کانوں میں پڑی تھی. اُسے سن کر اُس شخص کے آپس میں سختی سے پیوست احمری لبوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی.

" اُن کا منہ کھلوانے کی کوشش کرو. میں کچھ ہی دیر میں وہاں پہنچتا ہوں."

اپنے مخصوص سرد لہجے میں آرڈر دیتے اُس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی. کال اینڈ ہوتے ہی سکرین پر وال پیپر شو ہوا تھا. جس پر جگمگاتی زندگی سے بھرپور ایک حسین لڑکی کی کھلکھلاتی ہنسی

قید کی گئی تھی. انگوٹھے سے اُس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھوتے اُس شخص کی آنکھوں میں ایک خماراک نشہ ساطاری ہونے لگا تھا. جواُسے ہمیشہ اُس کی زندگی کی تلخی بھلادیتا تھا.

کچھ دیر دل کواِسی طرح سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے کے بعد چہرے پر واپس وہی سختی طاری کرتا وہ موبائل بند کرتا وہاں سے نکل گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" واٹ دا ہیل کیا بکواس ہے یہ. کس نے یہ گھٹیا حرکت کی ہے."

سامنے پڑے اخبار پر موجود خبر دیکھ صدام کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا.

امل بالکل اُس کے سینے سے لگی اُس کی بانہوں کے حصار میں کھڑی تھی. صدام کو تصویر سے بھی زیادہ غصہ اُس کے اُوپر لکھی تحریر پر آ رہا تھا.

" ملک کے نامور بزنس مین صدام جعفر پرسوں رات شراب کے نشے میں دھت میڈیا کے سامنے اپنی سیکرٹری کے ساتھ نازیبا حرکت کرتے پائے گئے. "

یہ الفاظ تھے کے دہکتا انگارہ جو صدام کے تن بدن میں آگ لگا گئے تھے. وہ جتنا اپنے دشمنوں کو ڈھیل دے رہا تھا وہ اُتنا ہی شیر ہو رہے تھے. صدام نے سوچ لیا تھا اب وہ خاموش کسی صورت نہیں بیٹھے گا.

مگر اِس سب سے بھی پہلے اُسے امل کی فکر ہوئی تھی۔ اُسے اپنی تو پرواہ نہیں تھی۔ مگر اپنی وجہ سے وہ کسی لڑکی کو بدنام ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

" مس امل کو فوراً میرے آفس بھیجیں۔"

انٹرکام پر کہہ کر اُس نے مسلسل بجتے فون کو آن کرتے کان سے لگایا تھا۔

" جی ماں میں ٹھیک ہوں۔ آپ پریشان مت ہوں۔ بابا سے بات ہوئی میری ابھی۔ جب میری فیملی میرے ساتھ ہے تو دشمن کی یہ چھوٹی موٹی چالیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔"

امل نے جیسے ہی اندر قدم رکھا صدام کی بات کان میں پڑتے ہی اُس کی ساری خوش فہمی مٹی میں مل گئی تھی۔ اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی یہ شخص بالکل سکون سے بیٹھا تھا۔

" ہاہاہاہا او کے گھر آکر بات کرتے اِس بارے میں۔"

دوسری جانب سے نائمہ بیگم نے نجانے کیا کہا تھا جس پر قہقہہ لگاتے صدام فون بند کر گیا تھا.

امل سر جھکائے صدام کے اشارے پر سامنے پڑی چیئر پر آ بیٹھی تھی. اُس کی سوجی لال آنکھیں دیکھ صدام سمجھ گیا تھا کہ امل بھی وہ نیوز دیکھ چکی ہے.

" مس امل آپ بھی جانتی ہیں کہ اخبار میں یہ جو بھی بکواس چھپی ہے اِس میں کسی قسم کی کوئی سچائی نہیں ہے. یہ صرف مخالفین کی جانب سے کی گئی ایک سازش ہے. مگر پھر بھی اگر آپ کی اِس سے زرا سی بھی دل آزاری ہوئی تو اُس کے لیے میں معزرت کرتا ہوں آپ سے. لیکن تسلی بخش بات تو یہ ہے کہ آپ اِس میں واضح نہیں ہیں."

صدام نے کاجل سے مزین اُن سیاہ قاتل نگاہوں سے نظریں چراتے امل کو تسلی دیتے کہا. جس کی سُرخ گلابی آنکھیں اِس وقت صدام کو بُری طرح ڈسٹرب کر رہی تھیں.

" سر اخبار میں میری تصویر واضح نہیں مگر یہاں آفس میں تو سب جانتے ہیں. میں ہی آپ کی سیکرٹری ہوں. ابھی تک اتنے لوگوں کے منہ سے جو گھٹیا الفاظ میں سن چکی ہوں. میرا دل چاہ رہا ہے خود کو ختم کرلوں."

امل بات کے اختتام پر دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی. جبکہ اندر ہی اندر وہ اپنی اِس قدر شاندار ایکٹنگ پر خود کو داد دیئے بغیر نہیں رہ پائی تھی.

صدام امل کو اِس بُری طرح روتا دیکھ اپنی کرسی سے اُٹھتا اُس کے قریب آیا تھا.

" مس امل سنبھالیں خود کو. آپ فکر مت کریں میں دیکھ لیتا ہوں سب کو اب اِس کے بعد آپ کو اِس بارے میں کوئی بات سننے کو نہیں ملے گی."

صدام نے امل کے دائیں جانب آتے اُس کی طرف ٹشو پیپر کا باکس بڑھایا تھا.

امل کا دل چاہا تھا اِس شخص کا گلا دبا دے۔ وہ جتنا اِس بات کا ایشو بنا کر صدام کو پریشان کرنا چاہتی تھی۔ وہ اُتنا ہی پر سکون سا کھڑا اُسے تسلی دے رہا تھا۔

آخر کار زچ آ کر امل نے اُس کی بات کا جواب دیئے بغیر اور بنا اُس سے ٹشو پیپر تھامے وہاں سے اُٹھ کر باہر جانا چاہا تھا۔ مگر نم آنکھوں کی وجہ سے وہ زرا سا فولڈ ہوا کارپٹ نہیں دیکھ پائی تھی۔ پیر اُلجھنے کی وجہ سے وہ لڑکھڑا کر بُری طرح زمین بوس ہونے والی تھی جب صدام نے جلدی سے اُسے تھامتے اپنی بانہوں کے مضبوط حصار میں لیا تھا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ دونوں کو ہی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔ آج پہلی بار امل کی دلکش آنکھیں صدام نے اِس قدر قریب سے دیکھی تھیں۔ جبکہ دوسری جانب امل کا دل اِس اچانک پیدا ہونے والی صورتِحال پر بُری طرح بے قابو ہوتا اُس کے ہوش اُڑا گیا تھا۔ آج وہ اُس دن سے بھی

زیادہ صدام کے قریب تھی. اور آج پھر صدام کی سحر انگیز دیوانہ بناتی خوشبو امل کو اپنے حصار میں قید کر گئی تھی. جس سے وہ چاہنے کے باوجود چند سیکنڈز کے لیے نکل نہیں پائی تھی.

صدام کا چہرا امل کے کافی قریب تھا. جبکہ اُس نے ایک بازو امل کے گرد پھیلا کر اُسے گرنے سے محفوظ رکھا ہوا تھا. دوسرے ہاتھ میں وہ اب بھی ٹشو پیپر پکڑے کھڑا تھا.

صدام کے لیے اِس ساحرہ کی دلنشین آنکھوں سے نظریں ہٹانا انتہائی مشکل ہو گیا تھا. اُسے لگ رہا تھا اگر وہ چند سیکنڈز مزید ایسے ہی کھڑا رہا تو ضرور اپنا دل ہار بیٹھے گا. اِس لڑکی کے ڈھکے چھپے حُسن کی کشش اُسے بار بار اپنی جانب کھینچ رہی تھی.

اِس سے پہلے کے صدام امل کو خود سے دور کرتا. امل خود ہی ایک جھٹکے سے اُس کا حصار توڑتی آفس سے نکلتی چلی گئی تھی.

صدام واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھتا گہرا سانس ہوا میں خارج کرتا اپنی پیشانی مسلتا چیئر کی بیک سے سر ٹکا گیا تھا.

کچھ ہی دیر میں لمحوں کے اِس کھیل نے اُس کے دل کی حالت بدل کر رکھ دی تھی. جس کی سنگینی سمجھنے سے فلحال وہ دونوں ہی قاصر تھے.

دوسری جانب امل اپنی ہی چال خود پر اُلٹ جانے کی وجہ سے اچھی خاصی بوکھلا گئی تھی.

اپنے کیبن میں آنے کے بعد بھی صدام کی تپش زدہ نظروں کے لمس سے لال ہوا اُس کا چہرا اور بے قابو ہوتی دھڑکنیں جگہ پر آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت نے کسمساتے آنکھیں کھولی تھیں. کچھ دیر اجنبی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد کل اپنی زندگی میں آئے تلخ موڑ کے بارے میں یاد آتے ہی وہ ایک پل کے لیے آنکھیں موند گئی تھی. اُس کے دل نے بے اختیار سوچا تھا. کاش کے یہ کوئی بھیانک خواب ہو اور اُس کی آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ جائے.

مگر وہ ایسا صرف سوچ ہی سکتی تھی.

حُرمت نے گھڑی کی جانب دیکھا تھا. سات بجنے کے باوجود کمرے میں کرٹرن گرے ہونے کی وجہ سے ملگجا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا. جب اچانک خیال آتے اُٹھ کر بیٹھتے اُس نے بیڈ کی جانب

دیکھا تھا. جہاں اُسے اُس کا شوہر اُوندھے منہ ارد گرد سے بے خبر گہری نیند میں سوتا نظر آیا تھا.

اُس کا ٹیڈی بیئر اِس وقت بھی اُس کے ساتھ موجود اُس کے سینے کے نیچے دبا ہوا تھا.

اتنے بڑے شخص کا ایک کھلونے سے اتنا پیار دیکھ نجانے کیوں حُرمت کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

کچھ دیر اُس کی جانب دیکھنے کے بعد حُرمت خاموشی سے اُٹھ کر واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

جیسے ہی وہ فریش ہو کر نکلی. اُسے یزدان اب جاگتا ہوا بیڈ پر بیٹھا نظر آیا تھا. ٹیڈی بیئر اِس وقت بھی اُس کی گود میں موجود تھا. اور وہ بہت ہی پیار سے اُس سے بات کرتا اُسے مارننگ وش کر رہا تھا.

دروازہ ناک ہونے پر حُرمت دوپٹہ ٹھیک کرتی اُس جانب بڑھ گئی تھی.

دروازے پر نائمہ بیگم اور عائشہ کے پیچھے ناشتے کی ٹرے لیے ملازمہ کھڑی تھی. وہ دونوں ہی حُرمت سے بہت محبت سے ملی تھیں.

ملازمہ آگے بڑھ کر ناشتہ ٹیبل پر سجا چکی تھی.

" آپ پلیز اندر آئیں نا. "

حُرمت اُنہیں دروازے میں ہی کھڑا دیکھ نرمی سے بولی. یہ دونوں خواتین ہی اُسے بہت اچھی لگی تھیں.

" نہیں ہم اندر نہیں آسکتیں. یزدان کو کسی کا اُس کے روم میں آنا پسند نہیں. ہم بتا نہیں سکتیں ہمیں یہ دیکھ کر کتنی خوشی ہو رہی ہے کہ اُس نے اتنے آرام سے آپ کو اپنے کمرے میں قبول کرلیا. ورنہ ہمیں تو بہت ڈر تھا. "

عائشہ اور بھی بہت کچھ بولی جا رہی تھی. جب اُس کی باتوں پر حُرمت کا زرد پڑتا چہرا دیکھ نائمہ بیگم نے فوراً عائشہ کو اشارے سے چپ کروایا تھا.

" بیٹا آپ ناشتہ کر کے تیار ہو جاؤ پھر تھوڑی دیر بعد ملاقات ہوتی آپ سے."

نائمہ بیگم حُرمت کا گال تھپتھپاتے عائشہ کے ساتھ وہاں سے نکل گئی تھیں.

" آپ آئیں ناشتہ کر لیں."

حُرمت نے کافی دیر سوچنے کے بعد بہت مشکل سے یزدان کو مخاطب کیا تھا. کل رات سے لے کر اب تک یہ پہلی بار تھا جب حُرمت نے اُس سے بات کی تھی.

" پہلے میرا فیس واش کرواؤ. "

یزدان حُرمت کی پکار پر بنا اُس کی جانب دیکھتا پاس پڑے رومال سے اپنے ٹیڈی بیئر کا چہرا صاف کرتے بولا.

" واٹ..... فیس واش میں کیوں کرواؤں."

حُرمت سُرخ چہرا لیے اُسے گھور کر بولی.

" کیونکہ مامی کہہ رہی تھیں. وہ کیا کہتے اُسے ہاں وہ بیوی ہو تم میری. میرے سارے کام اب تم ہی کرو گی. تو کرواؤ میرا فیس واش ایسے کیا دیکھ رہی ہو."

حُرمت نے دانت پیس کر ایک نظر بچوں کی طرح منہ سجائے بیٹھے اپنے شوہر کو دیکھا تھا. اور پیر پٹختی واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی. کیونکہ عائشہ سے ہی اُسے پتا چلا تھا. کہ یزدان کی بات نہ مانی جائے تو وہ ایک طوفان کھڑا کر دیتا ہے.

مگ میں پانی اور فیس واش لا کر حُرمت نے یزدان کے سامنے کیا تھا. جس کے جواب میں

یزدان نے بنا ہاتھ بڑھائے اُس کی جانب ایسے دیکھا جیسے وہ جانتا ہی نہ ہو چہرا واش کیسے کیا جاتا

ہے.

یہ پاگل شخص حُرمت سے جو چاہ رہا تھا. اُسے سوچ کر حُرمت کا چہرا بالکل لال ہوا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا بکواس ہے یہ. جمال اور غفور غائب ہیں اور تم لوگوں کو کچھ پتا ہی نہیں ہے. جلد از جلد

ڈھونڈو اُنہیں اِس سے پہلے کے وہ غلط ہاتھوں میں پہنچ جائیں. "

صدام کے پاس سے آنے کے بعد امل کا دماغ ویسے ہی گھوما ہوا تھا. اپنی بدلتی کیفیت پر وہ بہت بُری طرح گھبراہٹ کا شکار تھی. اُوپر سے اپنے آدمی غائب ہونے کا سن کر وہ الگ پریشان ہو گئی تھی. جن کے ذریعے اُس نے صدام پر حملہ کروایا تھا. مگر ایک بات اُس کے لیے تسلی بخش تھی کہ وہ لوگ اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے. اُنہیں ساری ہدایت امل کے فورسز سے ہی منسلک خاص آدمی اے ایس پی کبیر کے تھرو ہی ملتی رہی تھیں. اور جہاں تک امل جانتی تھی. وہ لوگ کبیر کی بھی اصل شناخت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے.

لیکن ایک بات جو امل کو پریشان کر رہی تھی. وہ یہ کہ ایسا کون تھا جس نے اُس کے آدمیوں کو غائب کیا تھا.

اگر اِس سب کے پیچھے کوئی تھا تو یہ بات امل کے لیے بہت نقصان دہ تھی. اُسے اب اِس بارے میں پتا لگانے کے ساتھ ساتھ مزید محتاط ہونا تھا.

اپنے آدمی کو کچھ ہدایت دینے کے بعد امل فون بند کرنے کے بعد ابھی تھوڑی دیر پہلے ہونے والے واقعہ کے بارے میں سوچنے لگی تھی. جب اچانک اُس کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا تھا.

" یہ آئیڈیا میرے دماغ میں پہلے کیوں نہیں آیا. صدام جعفر کو اِس طریقے سے بھی توتوڑا جاسکتا ہے. اور اگر اِس کام میں میں کامیاب ہو گئی. تو صدام جعفر کو ختم کرنا زیادہ مشکل بالکل بھی نہیں رہے گا. "

امل اپنے دماغ میں نئے منصوبے ترتیب دیتی زہر خند لہجے میں بولی.

" لیکن کیا یہ سب ٹھیک ہو گا. مجھے ایسا کرنا چاہئے یا نہیں. کیا یہ میری ذات کے وقار کے خلاف نہیں ہو گا. نہیں یہ سب مناسب نہیں ہے. صدام کو اپنی محبت کے جال میں پھنسا کر میں

اُس کے دل پر کاری ضرب تو لگا دوں گی. مگر کیا اُس کے بعد میں خود سے نگاہ ملا پاؤں گی. نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی. میں اپنا بدلہ اپنے طریقے سے ہی لوں گی. اپنے دشمن سے انتقام لینے کی خاطر میں اِس قدر نیچے نہیں گروں گی."

امل نے ضمیر کی آواز پر خود کو کوئی بھی ایسا عمل کرنے سے روکا تھا. جو امل جیسی باوقار اور عزت دار لڑکی کو زیب نہیں دیتا تھا.

مگر کیا صدام جیسے شخص کے ساتھ بھی یہ سب کرنا غلط تھا. جو خود پستی میں ڈوبا ہوا ایک بے ضمیر انسان تھا. جس نے نہ صرف اُس کے خاندان کی عزت مٹی میں ملائی تھی بلکہ اُن کا گھرانہ بالکل اُجاڑ کر رکھ دیا تھا.

گزرے وقت کی اذیت بھری یادوں پر امل چاہنے کے باوجود اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج سے تقریباً سات سال پہلے وہ ایک ہنستے بستے گھرانے سے تعلق رکھنے والی آنکھوں میں خواب سجانے والی ایک بہت عام سی لڑکی تھی. امل کی مدر کی اُس کے بچپن میں ہی ڈیتھ ہو چکی تھی. وہ لوگ تین بہن بھائی تھے. بڑا بھائی ہمایوں, سویرا اور سب سے چھوٹی امل. اُنہیں اُن کے بابا نے بہت ہی محبت اور شفقت سے پالا تھا. وہ ایک گورنمنٹ ملازم تھے. جن کی آمدن اِس مہنگائی بھرے دور میں اتنی ہی ہوتی کہ گھر کا اور اُن بہن بھائیوں کی پڑھائی کا خرچ ہی نکل پاتا. جس پر وہ دونوں بہنیں تو ہنسی خوشی گزر بسر کر لیتیں مگر اُن کا اکلوتا بھائی ہمایوں اِس سب سے کافی ناخوش تھا. ہمایوں ایک کافی ذہین سٹوڈنٹ تھا. اور سکالر شپ کی وجہ سے ہی پہلے اُسے شہر

کے ایک بڑے سکول اور پھر کالج میں داخلہ ملا تھا۔ اپنی کلاس میں پڑھتے امیر گھرانے کے لڑکوں کو دیکھ بچپن سے چلی آرہی اُس کے اندر کی احساسِ محرومی مزید بڑھنے لگی تھی۔

کم عمری میں ہی وہ جلد از جلد بہت سارا پیسہ کما لینا چاہتا تھا۔ اکثر انسان کے اندر پلتی خواہشات اُنہیں اُس راستے پر لے جاتی ہیں۔ جس کی دلدل میں پھنس کر وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں اور ایسا ہی کچھ ہمایوں کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

یونی لائف میں قدم رکھتے ہی وہ ایک ایسے گروہ کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ جس کا تعلق ملک دشمنوں سے تھا۔ وہ ہمایوں جیسے خود ترسی کے شکار پاکستانی نوجوانوں کو پیسوں کا لالچ دے کر اِس طرح اپنے جال میں پھنساتے تھے کہ پھر وہاں سے نکلنا اُن کے بس کی بات نہیں رہتی تھی۔ وہ پوری زندگی اُس جہنم میں پھنس کر رہ جاتے تھے۔

ہمایوں کو شروع شروع میں تو کچھ سمجھ ہی نہیں لگی تھی. زرا سے کام پر اُسے نوٹوں کی گٹھی تھما دی جاتی. جس کے بعد اُس کی خوشی کا ٹھکانہ ہی نہ رہتا. اپنی خواہشیں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ وہ گھر میں بھی یہ کہہ کر کچھ پیسے دے دیتا کہ اُس نے پارٹ ٹائم جاب سٹارٹ کر رکھی ہے.

صدام اور یزدان ہمایوں کے کلاس فیلو تھے. وہ دونوں بڑے گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ نہ صرف بہت زیادہ رئیس تھے بلکہ انتہائی شاندار پرسنیلٹی کے مالک بھی تھے. جس وجہ سے یونی کی لڑکیاں تو کیا لڑکے بھی اُن کے آگے کچھ بولنے کی جرأت نہیں کرتے تھے.

وہیں ہمایوں کو یہ دونوں لڑکے ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے. وہ سب چیزیں جو ہمایوں اپنی زندگی میں چاہتا تھا وہ سب اُن کے پاس دیکھ وہ اُن سے بُری طرح جلن کا شکار تھا.

جب ایک دن کسی بات کے اختلاف پر صدام اور ہمایوں کا بہت بُرا جھگڑا ہو گیا تھا. جس میں دونوں کی برابر کی غلطی ہونے کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے بے عزت صرف ہمایوں کو کیا

گیا۔ جو بات اُسے مزید آگ لگا گئی تھی۔ اور اُسی دن سے وہ صدام اور یزدان سے بدلہ لینے کی دل میں ٹھان گیا تھا۔ اب اُسے اپنے گروہ کی جانب سے بڑے بڑے کام ملنے لگے تھے۔ جس میں یونی کی حسین لڑکیوں کو جھانسے میں لا کر یونیورسٹی سے غائب کروانا تھا۔ ہمایوں نے خود بھی گھر میں بہنیں ہونے کی وجہ سے اِس کام سے انکاری کیا۔ مگر پھر ملنے والے پہلے سے بھی زیادہ پیسوں کے لالچ اور اُن لوگوں کے بدنام کر دینے کی دھمکیوں سے گھبرا کر وہ ایک بار پھر اُن کی بات مان چکا تھا۔

جب اُنہی دنوں اُس نے ایک بے انتہا خوبصورت لڑکی کو یزدان اور صدام کے ساتھ یونی آتے دیکھا تھا۔ جو بعد میں اُسے پتا چلا تھا وہ یزدان کی بہن عائشہ ہے۔ اُسے دیکھ ہمایوں کی نیت خراب ہونے کے ساتھ اندر کا انتقام جاگ اُٹھا تھا۔ اُس نے سوچ لیا تھا۔ اِن امیر زادوں کو کیسے تڑپا کر پوری دنیا کے سامنے بدنام کرنا تھا۔

اپنی اِسی گھٹیا سوچ پر عمل پیرا ہوتے ہمایوں نے عائشہ کو اُس کے کالج سے کڈنیپ کرنے کا پلان بنایا تھا. مگر اِس سب میں وہ یہ بات فراموش کر گیا تھا. کہ اُس کی اپنی بہن سویرا بھی اِسی کالج میں پڑھتی ہے.

جس دن ہمایوں نے عائشہ کو کالج سے کڈنیپ کرنے کا پلان بنایا تھا. اُس دن عائشہ کی خوش قسمتی ہی تھی یہ کہ اُسے صدام نے پک کرنے آنا تھا. ہمایوں صدام سے انتقام لینے کے چکر میں اِس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ وہ اپنے نقاب پوش ساتھیوں کے ساتھ عائشہ کو کالج کے باہر سے گھسیٹ کر گاڑی میں ڈالتے کچھ فاصلے پر کھڑی صدام کی گاڑی نہیں دیکھ پایا تھا.

صدام جو فون پر مصروف تھا. کسی لڑکی کی چیخوں پکار اور سب لوگوں کو خاموش تماشائی بنا دیکھ جیسے ہی گاڑی سے باہر نکلا کچھ نقاب پوش افراد کو عائشہ کو گاڑی میں ڈال کر وہاں سے لے جاتے دیکھ اُس کا خون کھول اُٹھا تھا.

گاڑی فُل سپیڈ میں اُس وین کے پیچھے لے جاتے صدام یزدان کو بھی انفارم کر چکا تھا. جو فوری طور پر پولیس کو لیے صدام کی بتائی گئی لوکیشن کی جانب نکل پڑا تھا.

ہمایوں اپنے آدمیوں کے ساتھ عائشہ کو لے کر جیسے ہی خفیہ ٹھکانے پر پہنچا اپنے پیچھے آتے صدام کو دیکھ اُس کی آنکھیں شیطانی خیال سے چمک اُٹھی تھیں. ایک تیر سے دو شکار ہو چکے تھے. وہ صدام کو مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا تھا. جب اچانک سویرا کہیں سے نکل کر اُس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی.

جسے وہاں دیکھ ہمایوں کی نظروں میں زمین آسمان گھوم گئے تھے. اُس نے نفرت بھری زہریلی نظروں سے صدام کی طرف دیکھا تھا. جو اُس کی چال اُسی پر اُلٹتے اپنی بہن کے بدلے اُس کی بہن کو وہاں لے آیا تھا.

" کتے کمینے تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری بہن کو یہاں لانے کی. "

ہمایوں صدام پر بندوق تانتا دھاڑا تھا. جس کے جواب میں صدام نے بھی اپنی گن نکالتے قہر برساتی نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا. کراچی میں اُن دنوں آئے روز ہونے والی واردات کی وجہ سے صدام اور یزدان کے پاس ہمہ وقت اپنا لائسنس شدہ پسٹل ضرور رہتا تھا. جو آج صدام کے کام آگیا تھا.

" اِسے کہتے ہیں مکافاتِ عمل. جو انسان دوسروں کی بہن بیٹیوں پر غلاغت بھری گندی نظریں ڈالتا ہے اُس کی اپنی عزت بھی محفوظ نہیں رہتی. "

صدام ہمایوں کی گن پر مضبوط ہوتی گرفت نوٹ کر چکا تھا. اِس لیے لمحے کی نزاکت کو دیکھتے اُس نے آگے بڑھتے سویرا کے ماتھے پر اپنا پسٹل رکھ گیا تھا. اگر وہ یہ نہ کرتا تو ہمایوں اُس کی نظروں کے سامنے عائشہ کو ختم کر دیتا.

" بھائی یہ سب کیا ہے. آپ کو زرا شرم نہیں آئی کسی لڑکی کو کڈنیپ کرتے ہوئے. آپ بھول گئے ہیں کیا. آپ کے گھر میں بھی دو جوان بہنیں موجود ہیں. "

سویرا حیرت و صدمے کیفیت میں یہ سب دیکھتی ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولی. اُس کے اکلوتے بھائی نے آج اُس کے مان کو بُری طرح چکنا چور کر دیا تھا.

" میری بہن کے اُوپر سے گن ہٹاؤ. اگر اُسے کچھ ہوا تو تمھاری نسلیں برباد کر دوں گا میں. "

ہمایوں سویرا کی بات صاف نظرانداز کرتا اُس کو خطرے میں دیکھ دھاڑا تھا. جب اچانک وہاں پولیس کی گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں ارد گرد گونجنے لگی تھی.

" یہ سب کر کے بہت بڑی دشمنی مول لی ہے تم نے چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں. میری بہن کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں یاد رکھنا. "

ہمایوں گرفتار ہونے کے خوف سے سویرا کو وہی خطرے میں چھوڑ پچھلی طرف بھاگا تھا. سویرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بھائی کو فرار ہوتے دیکھ رہی تھی.

ہمایوں جو وہاں سے نکلنے ہی والا تھا. فائرنگ کی آواز پر پلٹ کر پیچھے دیکھا تھا. جب اُسے سویرا خون میں لت پت زمین پر گرتی نظر آئی تھی. ہمایوں خون آشام نظروں سے صدام کو دیکھتے

آنکھوں میں آنسو بھرے وہاں سے نکل آیا تھا. اُس کے انتقام کی بھینٹ اُس کی بہن چڑھ چکی تھی.

اور وہ بُزدلوں کی طرح اپنی بہن کو دشمنوں کے بیچ چھوڑ پیٹھ دیکھا کر بھاگ گیا تھا.

ہمایوں بلڈنگ سے تو نکل آیا تھا. مگر پولیس والے اُسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ اُس کا پیچھا کرنے لگے تھے. جب کچھ ہی آگے جاکر ہمایوں کی گاڑی ایک زوردار دھماکے سے تباہ ہوتی کچھ ہی لمحوں میں راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل اپنے کیبن میں بیٹھی آنکھیں موندے ہوئے ارد گرد سے بالکل بے گانہ تھی۔ اُس کو وہ قیامت خیز دن یاد تھا جب وہ کالج سے لوٹی تھی۔ اور شام سے رات ہو چکی تھی مگر سویرا کالج سے نہیں لوٹی تھی۔ سویرا کی گمشدگی کی خبر پورے محلے میں پھیل چکی تھی۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔ جنہیں سنتے امل نے اپنے بابا کے کندھے جھکتے دیکھے تھے۔ وہ کئی بار ٹرائے کر چکی تھی مگر ہمایوں سے بھی اُس کا کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

جب ایک انجان نمبر سے آنے والی کال نے امل کی دنیا ہلا کر رکھ دی تھی۔ وہ اشفاق صاحب کے ساتھ بہت بُرے حال میں ہاسپٹل پہنچی تھی۔ جہاں اُس کے جوان بھائی کی لاش اِس قدر جھلس چکی تھی کہ وہ اُس کا چہرا بھی نہیں دیکھ پائی تھی۔

دوسری جانب سویرا بیڈ پر اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی۔ اُسے دو گولیاں لگی تھیں۔ اُس کی حالت اِس قدر نازک تھی کہ ڈاکٹر آپریشن کرنے کے بعد نااُمید ہو چکے تھے۔

" آپی آپ کو کچھ نہیں ہو گا. آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتیں پلیز آپی آنکھیں کھولیں. آپ تو کالج گئی تھیں نا. یہ سب کیسے ہو گیا. کس نے کیا یہ سب."

امل روتی بلکتی سویرا کی حالت دیکھ خود بھی اُمید ہار گئی تھی.

سویرا بہت کچھ بولنا چاہتی تھی. اُسے ہمایوں کی ساری سچائی بتانا چاہتی تھی. مگر اُس کے الفاظ زبان پر آ کر دم توڑ رہے تھے. جب روم کے دروازے پر موجود شیشے کی اُس طرف اُسے صدام جعفر نظر آیا تھا.

سویرا نے بہت مشکل سے اپنے ہاتھ کو جنبش دیتے اُس جانب اشارہ کیا تھا. جس پر امل نے پلٹ کر صدام کی جانب دیکھا تھا. جو ڈاکٹر سے باتوں میں مصروف تھا.

" اِس...ن...نے چل...لائی.... گولی.... مجھ پر...اِس.. س..ن نے مار راج...مجھے....اور ہمایوں.... وہ....غلطط....."

سویرا کو بولنے کی اتنی ہی مہلت ملی تھی. اُس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی وہ دم توڑ چکی تھی. اور اُس کی اِدھوری بات سے امل یہی سمجھی تھی. کہ صدام سویرا کے ساتھ ساتھ ہمایوں کا بھی قاتل تھا.

اُسی دن امل نے خود سے عہد کرتے پولیس فورس جوائن کی تھی. کہ وہ صدام جعفر سے اپنوں کے قتل کا بدلہ لے کر رہے گی.

اُس نے اِس فیلڈ میں آنے کے بعد اصل حقیقت کا پتا لگانے کی بہت کوشش کی تھی. کہ آخر صدام کی اُس کے بہن بھائی سے دشمنی کیا تھی. کیوں قتل کیا اُس نے اُن دونوں کا. مگر امل کے

مطابق صدام نے شاید بھاری رقم دے کر اِس ہوشیاری سے اِس قصے کو دبایا تھا. کہ امل کو اصل حقیقت کے ساتھ ساتھ نہ ہی اُس واقعہ کا کوئی گواہ مل رہا تھا. نہ کوئی ثبوت.

سب سے بڑا ستم ہی یہی تھا کہ چھے سال سے تڑپنے اور دن رات ایک کرنے کے باوجود وہ اصل حقیقت سے واقف ہی نہیں ہو پائی تھی.

اور بنا اِس سب کے وہ صدام جعفر جیسے پاور فل رئیس زادے پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی. اِس لیے اِس کیس کو اپنے طریقے سے حل کرنے کے لیے. امل نے ایک خفیہ شناخت اختیار کرتے صدام کے قریب رہ کر اُصل حقیقت جاننے کے ساتھ اُسے برباد کرنے کا بھی پورا پلان بنالیا تھا.

اپنی زندگی کی درد بھری یادوں سے نکلتے امل نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے.

اُس کی آنکھوں کے سامنے اپنے بھائی کی جلی لاش اور درد سے تڑپتی آخری سانسیں لیتی بہن کی تصویر لہرائی تھی. اور یہی وہ لمحہ تھا جب اُس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کی کشمکش کو حل کرتے سوچ لیا تھا. کہ اپنوں کا بدلہ لینے کے لیے اُسے چاہے کسی بھی حد پر گرنا پڑا وہ گرے گی. مگر کھلے عام پھرتے اُس قاتل کو سلاخوں کے پیچھے بھیج کر رہے گی.

" مجھے ایک گھٹیا اور گرے ہوئے شخص سے مقابلہ کرنے کے لیے اُس کی سطح تک گرنا پڑے گا. جو کہ میں ہر حال میں کروں گی."

امل سختی سے اپنے چہرے پر بکھرے آنسو رگڑتے خود سے عہد کیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت پہلی ہی صبح ایسی کسی صورتِ حال کے لیے بالکل تیار نہیں تھی. چاہے سامنے بیٹھا شخص ذہنی معذور تھا مگر وہ تو بالکل ٹھیک تھی. اِس شخص کو تو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا. مگر حُرمت کی جان نکلی جا رہی تھی.

بہت ہمت جمع کرتے اُس نے اپنے سامنے بالکل شریف سعادت مند بچے کی طرح بیٹھے یزدان کا چہرا ہاتھ بڑھا کر پانی سے زرا سا گیلا کیا تھا. اُس کے چہرے کو ٹچ کرتے حُرمت کی دھڑکنیں بے قابو ہوئی تھی. اور رخسار بالکل ٹماٹر کی طرح لال ہو چکے تھے. فیس واش ہاتھ پر ڈالتے اُسے اپنے ہاتھ کپکپاتے محسوس ہوئے تھے.

جب فیس واش لگانے کے لیے اُس نے یزدان کی جانب دیکھا تو وہ چونکی تھی. اُسے یزدان کے چہرے پر ایک محظوظ کن مسکراہٹ کی جھلک دکھی تھی. جو اُس کے دیکھتے ہی معدوم ہوئی تھی. مگر اِس وقت وہ اِس کنڈیشن میں نہیں تھی. کہ ایسی کسی بات پر غور کر پاتی. دوسرا اُس کے مطابق یہ شخص پاگل تھا. جو کبھی بھی کہیں بھی ہنس بول اور چیخ چلا سکتا تھا.

حُرمت کے ہاتھ یزدان کے چہرے کے مغرور کھڑے نقوش سے ٹکراتے اُس کے دل میں عجیب سی ہلچل پیدا کر رہے تھے. جس سے گھبرا کر حُرمت جلدی سے پانی سے اُس کا چہرا واش کرواتے پلٹی تھی. لیکن وہ صرف دو قدم ہی چل پائی تھی. جب اُسے ایک کھینچاؤ سا محسوس ہوا تھا. وہ جیسے ہی پلٹی اُس نے اپنے دوپٹہ کا پلو یزدان کی گرفت میں پایا تھا.

" میرا فیس ڈرائے کون کرے گا. "

یزدان انتہا کی معصومیت چہرے پر سجائے حُرمت کی جانب دیکھ رہا تھا. اور پھر بنا اُسے کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اُس نے حُرمت کا دوپٹہ مزید اپنی جانب کھینچتے اپنا چہرا صاف کیا تھا. کھینچاؤ کی وجہ سے حُرمت اُس کے مزید قریب آگئی تھی. اُس لگا تھا اِس شخص کے ساتھ پورا دن رہنا اُس کے لیے بہت مشکل ترین ہونے والا تھا.

اُس کا دوپٹہ چھوڑتے ہی حُرمت جلدی سے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

واپس آکر اُسے وہ پہلے سے ہی ناشتے کے ٹیبل کے قریب بیٹھا نظر آیا تھا. حُرمت بھی خاموشی سے جاکر اُس کے سامنے بیٹھ گئی تھی.

پلیٹ میں اپنا ناشتہ نکالنے لے بعد اُس نے ایسے ہی بیٹھے یزدان کی جانب دیکھا تھا.

" اب اِس کو کیا مسئلہ ہے ناشتہ کیوں نہیں کر رہا. "

حُرمت کچھ ہی دیر میں اُس سے اچھی خاصی زچ ہو چکی تھی.

" کیا ہوا آپ ناشتہ کیوں نہیں کر رہے."

نا چاہتے ہوئے بھی دانت پیستے اُسے پوچھنا پڑا تھا.

" تم کرواؤ گی مجھے ناشتہ. میرے ہاتھ میں درد ہے میں خود نہیں کر سکتا. "

یزدان کسی ناراض اور پریشان بچے کی طرح بولتا حُرمت کا رہا سہا ضبط بھی ختم کر گیا تھا. حُرمت نے غور کیا تو واقعی اُس کے دائیں ہاتھ پر بینڈیج موجود تھی.

جس پر نا چاہتے ہوئے حُرمت کو اُس کی بات ماننی پڑی تھی. اگر یہ نارمل شخص ہوتا تو وہ اب تک اِس کی عقل اچھے سے ٹھکانے لگا چکی ہوتی. مگر اصل مسئلہ ہی یہی تھا. کہ وہ اِس شخص کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی. جسے خود بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے.

حُرمت نے نجانے کتنی مشکلوں سے ضبط کرتے پراٹھے کا نوالہ بناتے یزدان کی جانب بڑھایا تھا۔

حُرمت ہاتھ پیچھے کرنے ہی لگی تھی۔ جب بے دھیانی میں اُس کا ہاتھ یزدان کے ہونٹوں سے ٹچ ہوتے اُس کی دھڑکنوں کا شور مزید بڑھا گیا تھا۔

حُرمت کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔ اُس کے لیے یہ لمحے کسی قیامت سے کم نہیں تھے۔

جتنے ٹائم میں اُس نے یزدان کو ناشتہ کروایا تھا۔ یزدان کی نگاہیں مسلسل اُس پر جمی ہوئی تھیں۔ جو بات حُرمت کی کوفت اور گھبراہٹ میں اضافہ کرنے کو کافی تھی۔

اُس نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ اُس کی ہمت اب جواب دے چکی تھی۔

وہ جلدی سے وہاں سے اُٹھی تھی کہ کہیں اُس کے شوہر نامدار اپنی کوئی نئی خواہش نہ ظاہر کردیں۔

مگر یزدان کی سائیڈ سے نکلنے سے پہلے ہی اُس کی کلائی یزدان کے ہاتھ میں قید ہو چکی تھی۔

حُرمت اِس کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی. وہ جھٹکے سے اُس کی جانب پلٹی تھی. مگر یزدان کے چہرے پر اُس کی حرکت کے برعکس بہت عام سا تاثر تھا. حُرمت جو چند سیکنڈ پہلے شک میں مبتلا ہوئی تھی. یزدان کے چہرے پر سجے معصومانہ تاثرات دیکھ کر وہ ختم ہو چکا تھا.

حُرمت نے اُس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا تھا. مگر اُس کی سخت گرفت حُرمت کو اچھا خاصہ حیران کر گئی تھی. لیکن اُس کے اگلے عمل نے حُرمت کو ہلنے کے بھی قابل نہیں چھوڑا تھا.

" تم بہت اچھی ہو. مجھے کھانا کھلانے کا انعام ہے یہ."

یزدان چہرے پر بھولپن لیے نرم تاثرات سے حُرمت کو دیکھ کر اُس کی شفاف گلابی ہتھیلی پر اپنے لب رکھتا اُٹھا تھا. بیڈ سائیڈ پڑا اپنا ٹیڈی بیئر لیے وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا تھا.

جب کہ حُرمت کا چہرا یزدان کی اِس حرکت پر اِس قدر لال ہو چکا تھا جیسے ابھی اُس میں سے خون چھلک پڑے گا.

" اُف للہ جی. اگر یہ شخص پاگل ہو کر ایسا ہے. ٹھیک ہو کر تو پتا نہیں کیسا ہونا تھا اِس نے. للہ جی پلیز اِس پاگل کو جلد از جلد ٹھیک کر دیں تا کہ میں یہاں سے جا سکوں. "

حُرمت دل پر ہاتھ رکھ کر اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو کنٹرول کرتی وہی صوفے پر ٹک گئی تھی.

اُسے بلال نے اپنی صدام سے ہوئی ہر بات بتا دی تھی. حُرمت نہیں جانتی تھی. یزدان کو اُس سے ایسی کیا اُنسیت تھی. جو اُسے دیکھ صدام کے مطابق وہ نارمل بی ہیو کرتا تھا. مگر جو بھی تھا. حُرمت نکاح کرتے وقت ہی اپنے دل میں یہ فیصلہ کر چکی تھی. کہ وہ بلال کے اُوپر سے یزدان

کے احسانات ختم کرنے کے لیے اُس کے ٹھیک ہونے تک اِس رشتے کو نبھائے گی. مگر جیسے ہی وہ ٹھیک ہو جائے گا وہ اُسے اپنائے یا نہ اپنائے مگر حُرمت خود اُس سے یہ رشتہ ختم کر دے گی.

اِس طرح صرف بلال کے اُوپر سے ہی یزدان کے احسانات نہیں اُتریں گے بلکہ وہ بھی اپنے بھائی کے بچپن سے لے کر اب تک کیے تمام احسانوں کا بدلہ چکا دے گی.

آخری بات ذہن میں آتے اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے. وہ اُن سب کو بہت مِس کر رہی تھی. مگر اُس کے بھائی نے اُس کی انا کو بہت بُری طرح ٹھیس پہنچائی تھی. جس کے بعد اب حُرمت کبھی بھی واپس اپنے بھائی کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی. وہ اپنے بل بوتے پر کچھ کرنا چاہتی تھی. اب وہ مر کر بھی مزید کسی کا احسان خود پر نہیں لینا چاہتی تھی.

ہر بار یہ بات سوچ کر وہ اپنی آنکھیں نم ہونے سے نہیں روک پاتی تھی. کہ اِس دنیا میں وہ کسی کے لیے بھی خاص نہیں تھی. کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں تھا. جو اُس کے ساتھ مخلص ہو بنا کسی مطلب کے اُس سے محبت کرتا ہو.

مگر شاید یہی اُس کی سب سے بڑی بھول تھی. اِس دنیا میں ایک ایسا شخص موجود تھا. جو شاید جی ہی صرف اُسی کے لیے رہا تھا. جس کے لیے حُرمت اُس کی آتی جاتی سانسوں کی ضمانت تھی. لیکن ابھی حُرمت خود ہی اپنے لیے اُس انسان کی دیوانگی سے ناواقف تھی. اگر جان لیتی تو اپنی قسمت پر ناز کرتی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام نے اپنے سورسز استعمال کرتے ایک دن کے اندر اندر وہ نیوز ہر طرف سے ہٹوادی تھی.

اور اُس کے سخت ایکشن اور جھوٹی خبر ہونے کی وجہ سے اِس بات کو زیادہ اُچھلا بھی نہیں گیا تھا.

صدام امل کو سیکرٹری ہونے کے باوجود خود سے دور دور ہی رکھتا تھا. جس کی وجہ اُس کی امل کے لیے بدلتی فیلنگز تھیں. اُس نے آج تک کبھی کسی لڑکی کے لیے ایسا فیل نہیں کیا تھا. جو پچھلے کچھ دنوں سے امل کو دیکھ اُس کے ساتھ ہو رہا تھا. نہ اُس نے امل کا چہرا دیکھا تھا. نہ ہی وہ اُس کے بارے میں کچھ جانتا تھا. مگر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اِس لڑکی کی جانب متوجہ ہو رہا تھا.

یہی بات صدام کو کوفت اور بے چینی میں مبتلا کر رہی تھی. وہ امل کو خود سے دور رکھنا چاہتا تھا.

مگر امل کی ڈیوٹی ہی ایسی تھی کہ دن میں دو تین بار تو اُن کا آمنا سامنا ہو ہی جاتا تھا.

کافی دیر سے امل کے بارے میں سوچتے صدام کواِس بات کا خیال ہی نہیں رہا تھا. کہ جس لڑکی کو وہ اگنور کرنا چاہتا ہے. پچھلی کتنی دیر سے وہ اُسی کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا. اور اُسی کیفیت میں اچانک دل میں پیدا ہوتی خواہش پر اُس نے بیل پر ہاتھ رکھتے پین کو اندر بلایا تھا. جو خاموشی سے اندر آکر اُس کے آرڈر کے مطابق دائیں جانب موجود گلاس وال کے کرٹنز ہٹا کر واپس پلٹ گیا تھا.

گلاس وال کے سامنے ہی امل کا کیبن تھا. جہاں سے صدام آرام سے اُسے کام کرتے دیکھ سکتا تھا. ہمیشہ کی طرح سر سے لے کر پیر تک خود کو سیاہ چادر میں لپیٹے وہ کمپیوٹر سکرین پر نظریں ٹکائے کام میں مصروف تھی.

صدام کی نظر کی بورڈ پر چلتے اُس کے ہاتھوں پر پڑی تھی. جو دودھ کی طرح سفید ہمیشہ کی طرح اِس وقت بھی سیاہ نیل پینٹ سے سجے ہوئے تھے. صدام نے نوٹ کیا تھا ہر وقت اُس کے دائیں

ہاتھ کے انگھوٹھے میں ایک سیاہ کلر کی رنگ موجود رہتی تھی. جو اُس کے ہاتھ کی دلکشی میں مزید اضافہ کرتی تھی.

امل جو اپنے کام میں مصروف تھی خود پر کسی کی گہری نظریں محسوس کرتے جیسے ہی چہرا گھمایا صدام کو اپنی جانب دیکھتا پا کر ایک لمحے کے لیے بوکھلا گئی تھی. جو اُس کے دیکھنے پر فوراً چہرا موڑ گیا تھا.

" اوہ تو لگتا ہے میرا وار نشانے پر لگا ہے. صدام جعفر دیکھنا اب میں کیسے تمہاری زندگی عذاب کرتی ہوں. "

امل واپس کمپیوٹر سکرین پر متوجہ ہوتی آنکھوں ہی آنکھوں میں ہنس دی تھی.

امل کچھ دنوں سے ہی صدام کی آنکھوں کا بدلتا رنگ اور اُس کا جان بوجھ کر اگنور کرنا نوٹ کر چکی تھی. وہ اُسے بہت کم اپنے آفس میں بلاتا تھا. امل اچھے سے یہ سب سمجھ رہی تھی. اِس لیے وہ جان بوجھ کر زرا زرا سا کام نکال کر صدام کے پاس پہنچ جاتی تھی. اِس وقت بھی اِسی ارادے سے وہ صدام کے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی.

صدام امل کے اچانک دیکھنے پر ہوش میں آتے سیدھا ہوا تھا.

" استغفراللہ یہ کیا ہو گیا ہے مجھے. میں کیسے اِس طرح کسی بھی غیر لڑکی کو گھور سکتا ہوں.

صدام جعفر گیلانی اپنے دل و دماغ کو جگہ پر رکھو. وہ بچاری ایک شریف لڑکی مجبوری کے تحت یہاں جاب کرنے آئی ہے. بلاوجہ بدنام ہو جائے گی."

صدام خود کو ہی بُری طرح سرزنش کرتا سامنے رکھی فائل کی جانب متوجہ ہوا.

جب امل ہلکا سا ناک کرتی اندر داخل ہوئی تھی.

" اُف میرے خدا یہ لڑکی ہے کیا چیز. کیسے اگنور کروں میں اِسے."

ایک بار پھر امل کو اپنے سامنے دیکھ صدام پہلو بدل کر رہ گیا تھا.

" سر یہ کچھ فائلز پر آپ کے سائن چاہئے تھے. آپ پلیز ایک بار اِن کو دیکھ کر سائن کر دیں. ابھی ارجنٹ ضرورت ہے اِن کی. احمد سر کو کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ میں یہ ساتھ لے کر جانی ہیں."

امل جانتی تھی وہ اُسے بعد میں سائن کرنے کا کہہ کر یہاں سے بھیج دے گا. اِس لیے وہ جلدی سے ساری تفصیل بتا گئی تھی. جس کی وجہ سے صدام کو اُس کے سامنے ابھی ہی فائلز پر سائن کر کے واپس دینا تھا.

" اوکے بیٹھیں آپ."

صدام جو واقعی اُسے وہاں سے بھیجنے کا ارادہ رکھتا اُس سے فائل لے کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولا.

صدام نے ایک بار بھی نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب نہیں دیکھا تھا.

" سر یہاں پر بھی سائن کرنے ہیں."

اُسے ایک صفحہ پر بنا سائن کیے آگے کرتے دیکھ امل نے جلدی سے ہاتھ آگے کرتے اُس جگہ کی نشاندہی کی تھی.

جبکہ صدام اپنے ہاتھ کے بالکل قریب اُس کا ہاتھ دیکھ دل میں اچانک اُمڈ آنے والی خواہش پر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا تھا. اُسے خود پر اب شدید غصہ آنے لگا تھا. اُس نے جلدی سے ایک فائل پر

سائن کرتے وہ امل کو تھما دی تھی. اِس سے پہلے کہ وہ اُسے جانے کو بولتا فاریہ دروازہ دھماکے کی آواز سے کھولتی پیچھے آتے گارڈ کے روکنے کے باوجود اندر آچکی تھی.

" سوری سر ہم نے اِن کو بہت روکنے کی کوشش کی مگر یہ ہماری بات سن ہی نہیں رہی تھیں."

گارڈ صدام کے گھورنے پر سر جھکا کر بولا.

" صدام جعفر تم میرے خلاف اتنی بڑی چال چلو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی. میرے ہی شوہر کی دوسری شادی کروا کر تم نے میرا اُس کے گھر میں داخلہ بھی روک دیا ہے."

فاریہ بنا امل کا لحاظ کیے صدام کے قریب جا کر اُس پر چیختے ہوئے بولی.

امل اِس ہنگامے سے گھبرا کر اپنی سیٹ سے کھڑی ہو چکی تھی. جبکہ صدام ابھی بھی پرسکون انداز میں اپنی کرسی پر ایسے بیٹھا تھا جیسے فاریہ کی باتیں اُسے سنائی ہی نہ دے رہی ہوں.

" تم شرافت سے یہاں سے جانا پسند کروگی یا میں تمہارا عورت ہونے کا لحاظ کیے بغیر گارڈ سے کہہ کر باہر پھینکوا دوں. "

صدام کا سرد لہجے میں دیا گیا جواب فاریہ کے ساتھ ساتھ امل کو بھی آگ لگا گیا تھا.

" گھٹیا شخص تمیز ہی نہیں ہے اِسے لڑکیوں سے بات کرنے کی. "

امل نفرت بھری نظروں سے صدام کو دیکھتی دانت پیس کر رہ گئی تھی.

" تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے صدام جعفر اِس کا انجام بہت بُرا ہو سکتا ہے. میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں. "

صدام کے دو ٹوک انداز پر اُس کی چیئر کے ساتھ کھڑی فاریہ ہلکا سا اُس کی جانب جھکتے لال آنکھیں اُس پر گاڑھتے ہوئے بولی.

امل نے ناپسندیدہ نظروں سے فاریہ کی یہ حرکت دیکھی تھی. ایک طرف وہ خود کو کسی اور کی بیوی کہہ رہی تھی. وہیں دوسری طرف وہ کسی اور مرد کے اتنے کلوز آرہی تھی.

اُسے فاریہ میں صرف ایک چیز پسند آئی تھی. جو تھی اُس کی صدام کے لیے بے پناہ نفرت.

اِس نفرت کو وہ اپنے کام کے لیے یوز کرسکتی تھی. مگر یہ لڑکی اُسے بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی.

" سٹے اوے یو ایڈیٹ گرل"

صدام نے خود پر جھکی فاریہ کا بازو پکڑ کر اُسے خود سے دور جھٹکا تھا. امل کو شاید آج پہلی بار صدام کا کوئی عمل اچھا لگا تھا.

" مس امل آپ...."

صدام کا دھیان اچانک امل کی جانب گیا تھا۔ وہ اُسے وہاں سے باہر بھیجنے ہی والا تھا۔ جب فاریہ بھی امل کو دیکھ صدام کی بات آدھے میں ہی کاٹ گئی تھی۔

" اوہ تو یہ ہے وہ تمہاری سیکرٹری جس پر آج کل بہت مہربان ہوتے دیکھائی دے رہے ہو۔ "

فاریہ بڑی سی چادر سے نقاب لیے کھڑی لڑکی کو سر سے پیر تک گھورتے ہوئے بولی۔

" فاریہ اِس سے آگے اگر زرا سی بھی بکواس کی تو تمہارا منہ توڑ دوں گا میں۔ "

صدام امل کے بارے میں فاریہ کی زرا سی بھی بات برداشت نہیں کر پایا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھتا اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ فاریہ کے ساتھ ساتھ امل بھی اپنی جگہ دہل گئی تھی۔

" اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے تمہیں اِس لڑکی کے بارے میں زرا سا بھی غلط سن کر. کہیں میں نے سچ تو نہیں بول دیا. لڑکی لگ تو کافی حسین رہی ہے. صدام جعفر اپنی سیکرٹری پر کوئی مہربانیاں کر تو نہیں چکا....."

فاریہ ابھی اور بھی بہت غلط بولنے والی تھی.

جب صدام اپنا ضبط کھوتے تیش کے عالم میں اُس کی جانب لپکا تھا.

" سر پلیز....."

اِس سے پہلے کے صدام کا ہاتھ فاریہ کی گال پر نشان چھوڑتا امل نے جلدی سے آگے آتے صدام کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اُسے روکا تھا.

جبکہ امل کے اچانک سامنے آجانے اور کندھے پر لمس محسوس کرتے صدام اپنی جگہ ساکت ہوا تھا. اگر وہ بروقت نہ رُکتا تو دونوں کا ٹکراؤ یقینی تھا. امل کا بازو صدام کے سینے سے جا ٹکرایا تھا.

فاریہ صدام کا غصہ دیکھ تن فن کرتی وہاں سے نکل گئی تھی.

امل سے یہ عمل اِس قدر بے اختیاری میں ہوا تھا. کہ وہ خود بھی کچھ پل کے لیے حیران رہ گئی تھی. بھلا اُسے کیا ضرورت تھی صدام کو روکنے کی. چاہے وہ کچھ بھی کرتا پھرتا.

امل نے جلدی سے اُس کے کندھے سے ہاتھ ہٹا کر پلٹنا چاہا تھا. مگر ہاتھ کھینچنے پر اُس نے دیکھا اُس کے ہاتھ میں موجود بریسلٹ کی چھوٹی چھوٹی ڈوریاں صدام کی شرٹ کے بٹنوں میں اُلجھ گئی تھی.

اگر وہ زور سے کھینچتی تو یا تو اُس کا بریسلٹ ٹوٹ جاتا یا پھر صدام کی شرٹ کے بٹن. یہ بریسلٹ اُس کے پاس سویرا کا دیا آخری تحفہ تھا جسے وہ کسی صورت توڑنا نہیں چاہتی تھی.

امل کی کلائی اب صدام کے سینے سے ٹچ ہو رہی تھی. امل اِس اچانک پیدا ہونے والی صورتِ

حال پر خود کو دل ہی دل میں ڈھیروں گالیوں سے نواز دیا تھا. کہ آخر ضرورت ہی کیا تھی. اتنی

ہمدردی دیکھانے کی. وہ بھی اُس شخص سے جس سے وہ انتہا درجے کی نفرت کرتی تھی.

امل صدام کے کافی نزدیک کھڑی تھی. جس کی وجہ سے اُس کا چہرا بالکل لال ہو چکا تھا. وہ جتنی

بھی بہادر اور مضبوط سہی مگر اِس طرح کسی مرد کے قریب ہونا وہ بھی صدام جعفر جیسے مرد کے

امل کو اچھی خاصی گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا تھا.

وہ کپکپاتے ہاتھ سے بریسلٹ نکالنے کی کوشش کرتی مسلسل ناکام ہو رہی تھی. صدام تھوڑی دیر

پہلے کا غصہ بھلائے بڑے سکون سے کھڑا یہ حسین منظر دیکھ رہا تھا. صبح سے اِس لڑکی کے بارے

میں سوچ سوچ کر وہ جس قدر کوفت کا شکار ہوا تھا. سامنے کا منظر وہ سب کچھ ختم کرتے اُس کے

دل و دماغ پر بہت خوشگوار اثر چھوڑ گیا تھا.

" ویٹ آمنٹ. "

صدام کا اِس لمحے سے نکلنے کا دل بالکل بھی نہیں چاہ رہا تھا. مگر امل کی گھبراہٹ دیکھ وہ اُسے ہاتھ پیچھے کرنے کا کہتا اپنی شرٹ سے اُس کا بریسلٹ نکالنے لگا تھا. ایک دو بار اِس چکر میں صدام کا ہاتھ امل کے ہاتھ سے ٹکراتا اُس کے دل کے تار بُری طرح چھیڑ گیا تھا. تھوڑی دیر پہلے دل میں آئی خواہش یوں پوری ہو جائے گی صدام کو بالکل اندازہ نہیں تھا. اُس کا ہاتھ ٹچ ہونے پر امل کا دل کانپ کر رہ گیا تھا. وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی. آخر اچانک اُسے ہو کیا گیا ہے.

صدام کے بریسلٹ آزاد کرتے ہی امل ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر تیز قدموں سے آفس سے نکل گئی تھی.

جبکہ صدام جس کا ہر بار فاریہ کے جانے کے بعد موڈ سخت آف ہوتا تھا. اِس بار فاریہ کی آمد اُسے ایک بہت خوبصورت احساس سے روشناس کروا گئی تھی.

"تو آج پھر فیصلہ ہو گیا. اِس لڑکی کو اتنی آسانی سے اگنور کرنا تمہارے بس کی بات اب بالکل نہیں رہی صدام جعفر. واقعی ساحرہ نکلی یہ لڑکی جس نے چند دنوں میں ہی مجھ جیسے شخص کو بے بس کر کے رکھ دیا ہے."

صدام زیرِ لب بڑبڑاتا اپنی ہی بے بسی پر ہنس دیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" حُرمت بھابھی پلیز جلدی سے واپس آئیں. یزدان بھائی کو پتا نہیں کیا ہوا ہے. وہ پھر بہت زیادہ اگریسو ہو رہے ہیں. اُنہوں نے روم کی حالت بھی ساری خراب کر دی ہے. "

حُرمت جو عائشہ کے کہنے پر اُس کے ساتھ مارکیٹ گئی ہوئی تھی. حمنہ کی کال پر گھبرائی ہوئی آواز سن کر وہ دونوں فوراً مارکیٹ سے نکل آئی تھیں.

اُسے یزدان کے ساتھ رہتے ایک ہفتہ ہو چکا تھا. یزدان اُس سے پہلے دن کی طرح اب بھی اپنا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام کرواتا تھا. حُرمت کو اُس کے قریب جانے سے گھبراہٹ بہت ہوتی تھی. مگر اب پہلے دن کی طرح اُسے بُرا نہیں لگتا تھا.

دوسرے دن بھی یزدان ناشتے کے بعد اُس کو روک کر اُس کی ہتھیلی چومنا نہیں بھولا تھا. مگر اُس کے بعد سے حُرمت نے اُسے ایسا کوئی موقع نہیں دیا تھا. وہ اُسے تینوں ٹائم کا کھانا اپنے ہاتھوں

سے کرواتی تھی. مگر کھانا ختم ہونے کے اگلے سیکنڈ ہی وہ ایسے غائب ہوتی تھی. جیسے گدھے کے سر سے سینگ.

پچھلے ایک ہفتے سے یہ تیسری دفعہ یزدان کی طبیعت بگڑ رہی تھی. اور ہر بار ایسا تب ہی ہوتا تھا. جب حُرمت اُس سے دور ہوتی تھی.

جب بھی یزدان اِس طرح ایگریسیو ہو کر آپے سے باہر ہوتا تھا. صدام اور حُرمت کے علاوہ کوئی اُس کے قریب نہیں جاتا تھا. حُرمت کو گھر والوں کی زبانی ہی پتا چلا تھا کہ یزدان کا غصہ اُس کے نارمل ہوتے وقت بھی بہت سخت ہوتا تھا. تب بھی کوئی اُس کے قریب جانے یا اُسے آگے سے کوئی بھی جواب دینے کی جرأت نہیں کرتا تھا. اور اب تو بات ہی دوسری تھی. اب تو سب لوگوں کا خوف یزدان کے حوالے سے ویسے ہی بڑھ چکا تھا.

حُرمت جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچی آگے کا منظر دیکھ اُس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے باہر نکل آئی تھیں. کوئی ایک شے بھی اپنی جگہ پر نہیں تھی. ہر چیز تہس نہس ہو چکی تھی. اور اِس ساری بگاڑ کے پیچھے جس کا ہاتھ تھا وہ اب صوفے پر آنکھیں موندے بیٹھا سامنے موجود ٹیبل پر ٹانگے رکھے ہوئے تھا. اُس کی آنکھیں بند تھیں اور دائیاں پیر اضطراب کی کیفیت میں وہ مسلسل ہلا رہا تھا. جیسے ابھی بھی بہت غصے میں ہو اور خود پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہو.

حُرمت کو اِس وقت وہ کہیں سے بھی ایک پاگل انسان نہیں لگا تھا. اچانک اُسے بھی یزدان سے خوف محسوس ہونے لگا تھا.

وہ یزدان کی جانب ہی دیکھتی چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی آگے بڑھی تھی. بے دھیانی میں وہ فرش پر بکھرے ٹوٹے گلاس کے ٹکڑے نہیں دیکھ پائی تھی. جب آگے بڑھتے پاؤں اُن پر آنے

کی وجہ سے ایک انتہائی نوکدار ٹکڑا کھسے میں مقید حُرمت کے پیر کی دائیں سائیڈ پر بہت بُری طرح چبھ گیا تھا.

حُرمت کے کراہنے کی آواز پر یزدان نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

حُرمت نم آنکھوں کے ساتھ چہرے پر تکلیف کے آثار لیے اپنا پاؤں پکڑے زمین پر بیٹھ گئی تھی.

یزدان اُسے روتا دیکھ بھاگ کر اُس کے قریب آیا تھا.

" کیا ہوا.... اوہ تمہارا تو خون نکل رہا ہے."

حُرمت کے پیر کو دیکھتے یزدان کا چہرا مزید سرد و سپاٹ ہوا تھا. اُس نے حُرمت کا پیر پکڑ کر کھسے سے آزاد کرنا چاہا تھا. جب حُرمت نے اُسے گھورتے اپنا پیر کھینچ لیا تھا. کیونکہ یہ چوٹ اُسے اِس شخص کے وحشیوں جیسے غصے کی وجہ سے لگی تھی.

یزدان کو حُرمت کی یہ حرکت بالکل پسند نہیں آئی تھی. اُس کی آنکھوں میں اُبھرتا غصہ حُرمت کو اُس لمحے خوفزدہ کر گیا تھا. حُرمت کو صدام کی بات بالکل ٹھیک لگی تھی. کہ یزدان کبھی کبھی ایسا بی ہیو کرتا ہے کہ دیکھنے والا مان ہی نہیں سکتا کہ یہ شخص پاگل ہے.

یزدان نے امل کی حرکت پر اُسے غصے سے گھورتے اگلے ہی لمحے اُس کو دونوں بانہوں میں بھرتے اُوپر اُٹھا لیا تھا. اُس کی آنکھوں کا تاثر حُرمت کو ایسا ہی لگا تھا جیسے کہہ رہا ہو. تم نے مجھ سے صرف پاؤں کھینچنے کی جرأت کی ہے. اب اپنے وجود کو مجھ سے آزاد کر کے دیکھاؤ.

حُرمت کو یزدان سے کم از کم اِس حرکت کی اُمید بالکل نہیں تھی. اُس نے نیچے گر جانے کے خوف سے یزدان کو اُس کے کندھے سے تھام لیا تھا. اُسے ڈر تھا کہ کہیں یہ پاگل شخص اُسے واپس کانچ سے بھرے فرش پر نہ پھینک دے.

حُرمت کو بیڈ پر بیٹھاتے یزدان نے اُس کے پیر سے کھسا نکالتے اُس کے نرم ملائم پیر کو اپنی گرفت میں لیا تھا.

حُرمت اُس کی گرفت سے اپنا پیر نکالنا چاہتی تھی. مگر یزدان کے سرد تاثرات اُس کا خون رگوں میں ہی منجمند کر گئے تھے.

" میں ٹھیک ہوں. "

یزدان کو پاؤں میں موجود کانچ کے چھوٹے سے ٹکڑے کی جانب ہاتھ بڑھاتا دیکھ حُرمت نے ملتجی انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا. مگر ہاتھ بڑھا کر روکنے کی غلطی اِس بار نہیں کی تھی.

اُسے ڈر لگ رہا تھا یہ پاگل شخص اُس کے پاؤں کو مزید ہرٹ نہ کر دے.

" پلیز مت کریں مجھے درد ہو رہا ہے۔"

یزدان نے جیسے ہی حُرمت کا پیر پکڑ کر دبایا وہ درد سے دوہری ہوتی یزدان کا دائیاں کندھا اپنے ناخنوں سے بُری طرح دبوچ گئی تھی۔ یزدان بہت ہی تحمل سے اُس کے پیر سے کانچ کا چھوٹا سا ٹکڑا نکال کر زخم والی جگہ پر خون روکنے کے لیے روئی دبا گیا تھا۔

جبکہ حُرمت درد کی وجہ سے آنسو بہاتی یزدان کے کندھے پر ہی سر ٹکائے ہوئے تھی۔ وہ اِس معاملے میں بہت کمزور دل تھی۔ ذرا سا درد اُس سے برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔

یزدان نے کچھ ہی دیر میں بہت ہی مہارت سے حُرمت کی بینڈیج کر دی تھی۔ حُرمت جو اِس بات پر ویسے تو بہت حیران ہوتی مگر یزدان کے اپنے ہاتھ پر بندھی بینڈیج دیکھ اور گھر والوں کے کہے کے مطابق کہ یزدان غصے میں آئے دن چیزوں کی اِس قدر توڑ پھوڑ کرتا تھا۔ کہ خود بھی

زخمی ہو جاتا تھا. صدام کے علاوہ وہ کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا تھا. اور صدام کے نہ ہونے پر بھی اُسے دیکھ وہ بینڈ تیج کرنا سیکھ گیا تھا. اِس لیے حُرمت کو یہ سب دیکھ کر زیادہ حیرانی نہیں ہوئی تھی.

بینڈ تیج کرنے کے بعد یزدان نے پین کلر ہتھیلی پر رکھ کر اُس کے آگے کرتے پانی کا گلاس اُس کی جانب بڑھایا تھا. حُرمت کو اِس وقت سامنے کھڑے اِس شخص پر اِس قدر غصہ آ رہا تھا. کہ اُس کا دل چاہا تھا یہی گلاس اُٹھا کر اِس کے سر پر دے مارے. جو اِس چوٹ کا ذمہ دار ہے.

" مجھے نہیں لینی. "

حُرمت جب بھی بیمار ہوتی تھی. دوائی لینا اُس کے لیے انتہائی مشکل کام ہوتا تھا. چاہے وہ ایک پین کلر ہی کیوں نہ ہو. اِس وقت بھی درد برداشت کرتے اُسکا چہرا زرد ہو چکا تھا. مگر وہ پین کلر لینے سے بالکل انکاری تھی.

لیکن وہ یہ بھول چکی تھی کہ مقابل اِس وقت اُس کی بھابھی نہیں تھیں جو گھنٹوں اُس کی منتیں کرتیں. بلکہ یزدان رحمانی تھا جسے منتیں کرنا آتا ہی نہیں تھا.

یزدان نے گلاس سائیڈ پر رکھتے حرمت کو کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اُس کے قریب آتے بہت ہی نرمی سے اُس کا جبڑا اپنی گرفت میں لیتے ہلکا سا اُس کے ہونٹوں کو وا کرتے میڈیسن اُس میں ڈال دی تھی. اور حُرمت کے مزاحمت کو صاف اگنور کرتے پانی کا گلاس اُس کے ہونٹوں سے لگا دیا تھا.

حُرمت کا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا. اُس نے گلاس ہونٹوں سے ہٹاتے کھا جانے والی نظروں سے یزدان کو گھورا تھا. جو اُس کا چہرا آزاد کرتا اب بڑے سکون سے دور جا کھڑا ہوا تھا.

اپنی طرف سے یزدان نے حُرمت کا چہرا انتہائی نرمی سے تھاما تھا. مگر اُس کی نرم گرفت بھی حُرمت کا جبڑا اچھا خاصہ ہلا گئی تھی.

" تم پاگل ہو گئے ہو کیا. یہ کیا طریقہ ہے کسی کو میڈیسن دینے کا. ایڈیٹ."

حُرمت اپنے ازلی غصے بھرے انداز میں آتی یزدان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے بولی.

یزدان اُس کے چلانے پر کچھ دیر خاموشی سے اُس کی جانب دیکھتے آگے بڑھا تھا. حُرمت کے آگے جھکتے اُس نے حُرمت کی آنکھوں میں جھانکا تھا.

یزدان کو اپنے اتنے قریب دیکھ حُرمت کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں.

" ایک پاگل پاگلوں والی حرکتیں نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا. اگر آج کے دن تم مجھے بیڈ سے اُٹھ کر چلتی پھرتی نظر آئی تو میرا اصل پاگل پن تم تب دیکھو گی. "

یزدان کا چہرا حُرمت کے بے انتہا قریب تھا. اُس کی گرم سانسیں حُرمت کو اپنا چہرا جھلساتی محسوس ہوئی تھیں. اُس کا گھمبیر لہجا حُرمت کے تن بدن میں سنسنی سی دوڑا گیا تھا.

حُرمت کو لگا تھا یہ شخص پاگل نہیں ہے. نہیں یہ پاگل ہو ہی نہیں سکتا. ابھی وہ یہی سوچ پائی تھی کہ یزدان کی اگلی حرکت نے اُسے سوچنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا.

یزدان حُرمت کے گال پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا وہاں سے پلٹ گیا تھا.

جبکہ حُرمت کا چہرا لال انگارہ ہو چکا تھا. اُسے اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے تھے. اُس کا دل بُری طرح دھڑکتا جیسے باہر آنے کو تیار تھا.

حُرمت کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ سب ہے کیا. یہ شخص پاگل تو نہیں مگر کوئی جادو گر ضرور تھا. جو اُسے بُری طرح اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا. شاید یہ شخص اُسے اپنے حصار میں قید کر کے اپنا دیوانہ بنانا چاہتا تھا.

" نہیں یہ شخص پاگل نہیں ہے. نہیں ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ پاگل ہو. پاگل شخص ایسا تو نہیں ہوتا. ضرور کچھ ایسا ہے جو یہ شخص سب سے چھپا رہا ہے.

مجھے گھر والوں میں سے کسی کو بتانا ہو گا. مگر کس کو کون میری بات پر یقین کرے گا. صدام بھائی کو بتاؤں. ہاں اُنہیں ہی کال کرتی ہوں."

حُرمت کچھ دیر بعد خود کو نارمل کرتی کچھ سوچنے کی پوزیشن میں آئی تھی. اور جلدی سے موبائل اُٹھا کر صدام کو کال کرنی چاہی تھی.

" لیکن اگر اُنہوں نے مجھ سے پوچھ لیا کہ مجھے ایسا کیوں لگا تو..... "

حُرمت جو بہت جوش میں آکر صدام کو کال کرنے لگی تھی. یہ خیال آتے ہی اُس کا چہرا حیا سے سُرخ ہوا تھا.

" اُف میرے خدا یہ شخص خود پاگل ہے یا نہیں مگر مجھے ضرور پاگل کر دے گا. کیا کروں میں. کیا اِس کے ڈاکٹر سے بات کروں. مگر رپورٹس کے مطابق تو اِس کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے. تو کیا یہ شخص سب کو دھوکہ دے رہا ہے.

مگر یہ ایسا کیوں کر رہا ہے. آخر اصل کہانی ہے کیا. مجھے پتا لگانا ہی ہو گا. میں اِس سائیکو کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتی. مجھے ایک بار اِس کے ڈاکٹر سے بات کرنی ہی ہو گی."

حُرمت یزدان کی اصلیت سامنے لانے کا پختہ ارادہ کرتی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ڈائری نکال کر یزدان کے ڈاکٹر کا نمبر ملانے لگی تھی.

وہ جانتی تھی کہ اگر یزدان واقعی ٹھیک ہے تو ڈاکٹر اُس کے ساتھ ضرور ملا ہو گا. مگر وہ ایک بار اپنے طریقے سے بات کر کے کوئی کلو حاصل کرنا چاہتی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام ایک بہت بڑے بزنس ایونٹ کے سلسلے میں اسلام آباد آیا ہوا تھا. جس میں امل اور اُسکا مینیجر عمار بھی ساتھ آیا ہوا تھا. پہلے تو صدام امل کو ساتھ لانے کے لیے بالکل تیار نہیں تھا. مگر اُس دن فاریہ والے واقع کے بعد وہ کسی حد تک امل کے لیے اپنی فیلنگز سمجھنے لگا تھا. لیکن ابھی وہ اِس بات کا یقین نہیں کر پا رہا تھا. کہ کیا یہ وقتی طور پر ہے یا نورِ امل واقعی اُس کے دل میں گھر کر چکی ہے. اِسی وجہ سے صدام نے امل کو اپنے ساتھ لانے کا فیصلہ کیا تھا.

ایک اور چیز جو اُسے امل کی جانب کھینچ رہی تھی. وہ تھی امل کی آنکھوں میں نظر آتے پسندیدگی کے رنگ. اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے امل بھی اُنہیں فیلنگز کا شکار ہو رہی ہے. جو پچھلے کچھ دنوں سے صدام کو پاگل کیے ہوئی تھیں.

ایونٹ رات 8 بجے شروع ہونا تھا. وہ لوگ چھ بجے کے قریب ہوٹل میں پہنچے تھے. صدام نے آنے سے پہلے ہی اُسی ہوٹل میں اپنے روم بُک کروا دیئے تھے. کیونکہ آج رات اُنہیں یہیں رُکنا

تھا. امل اپنے آدمی کی کال آجانے کی وجہ سے صدام کے سامنے گھر والوں کی کال کا بہانہ بناتی سائیڈ پر ہو گئی تھی.

صدام عمار کو امل کو اُس کے روم تک پہنچانے کی ہدایت کرتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

اُنہیں کچھ دیر ریسٹ کے بعد تیار ہو کر مین ہال میں پہنچنا تھا.

امل کبیر کو کچھ ضروری ہدایت دیتی عمار کی نشاندہی پر اپنے روم میں داخل ہوئی تھی. روم انتہائی خوبصورت تھا. امل کچھ دیر بعد جو کارنامہ سرانجام دینے والی تھی اُس کی وجہ سے وہ کافی ٹینشن کا شکار تھی. وہ چاہتی تھی جلد از جلد اُس کا پلان کامیاب ہو جائے. اور صدام جعفر کو اُس کی محبت کا پہلا تحفہ دے.

اندر داخل ہوتے اُس نے دروازے کو لاک لگا دیا تھا. اِس لیے بڑے اطمینان سے خود کو اپنے گرد لپیٹی بڑی سی چادر سے آزاد کرتی صوفے پر ڈھے گئی تھی. وہ اپنی ہی سوچوں میں اِس قدر اُلجھی ہوئی تھی. کہ سائیڈ رکھے بلیک سوٹ کیس کو دیکھ ہی نہیں پائی تھی. جو اُس کا تو بالکل بھی نہیں تھا.

امل ابھی اُسی طرح آنکھیں مُوندے بیٹھی تھی. جب واش روم کا دروازہ کھلنے پر آنکھیں کھولتے وہ سیدھی ہوئی تھی.

واش روم سے نکلتے صدام جعفر کو دیکھ امل بے یقینی کی کیفیت میں اُسے دیکھتی اپنی چیخ نہیں روک پائی تھی. صدام گیلے ٹاول سے سر پونچھتا بنا شرٹ کے صرف بلیک ٹراؤزر میں ملبوس نسوانی چیخ پر اُس جانب متوجہ ہوا تھا. مگر اُس کے دیکھنے سے پہلے ہی امل اپنا رُخ موڑ چکی تھی.

وہ اپنے مخصوص بلیک لباس میں ملبوس بنا شال کے رُخ پھیڑے کھڑی شرم سے پانی پانی ہو چکی تھی. سیاہ ٹپیلا شلوار اور شارٹ شرٹ پہنے کمر سے بھی نیچے تک آتی بالوں کی لمبی چٹیا صدام کا ایمان خراب کر گئی تھی. امل رُخ موڑے کھڑی اپنی جگہ ساکت تھی. اگر وہ مڑ کر بیڈ سے اپنی شال اُٹھانے جاتی تو صدام اُس کا چہرہ دیکھ سکتا تھا. اور ایسا وہ ہرگز ہونے نہیں دینا چاہتی تھی. بے شک صدام اُسے بائے فیس پہچان نہ پاتا کیونکہ اُس کی پہلے امل سے کبھی کوئی ملاقات ہوئی ہی نہیں تھی. مگر امل پھر بھی اپنے مشن کے حوالے سے کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی. کیونکہ وہ جانتی تھی آگے چل کر یہ چیز اُس کے لیے مشکل پیدا کر سکتی تھی.

صدام امل پر ایک نظر پڑنے کے بعد اُس کے پردے کے خیال سے فوراً نظریں پھیر گیا تھا. مگر امل کی ایک جھلک ہی اُس کے دل کی دنیا ہلا گئی تھی.

" آپ اپنی شال اُٹھا سکتی ہیں مس امل. "

صدام کی آواز پر امل نے ہلکی سی نظریں گھما کر سائیڈ پر موجود ڈریسنگ ٹیبل کے مرر سے اُس کا عکس دیکھا تھا. وہ واقعی چہرا موڑے کھڑا تھا. امل نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے لپک کر بیڈ سے اپنی شال اُٹھا کر اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ لی تھی.

امل کو صدام جعفر کا ہر اچھا عمل ڈھونگ ہی لگتا تھا. جیسے اِس وقت اُس کا بے پناہ شرافت کا مظاہرہ کرتے چہرا موڑنا تھا. ورنہ امل اپنے حُسن کی تباہ کاریوں سے اچھی طرح واقف تھی.

جہاں اکثر مرد اُس کی آنکھوں کی ایک جھلک دیکھ کر اپنی نظریں نہیں ہٹا پاتے تھے وہی صدام کا اتنا مضبوط کردار اُسے اندر ہی اندر متاثر تو کر گیا تھا. مگر صدام جعفر کی کسی بھی خوبی کا زبان سے اقرار کرنا ایس پی امل کی شان کے خلاف تھا.

" آپ یہاں میرے روم میں کیا کر رہی ہیں. "

صدام ٹاول سے بال خشک کرنے کے بعد اُسے صوفے پر اُچھالتا امل کے قریب آیا تھا.

" آپ کا روم مگر....... "

امل نے بات کرتے صدام کی جانب دیکھا تھا. مگر اُسے ابھی بھی بنا شرٹ کے کھڑے دیکھ امل کا چہرا کوشش کے باوجود لال ہو چکا تھا. امل کے بات ادھوری چھوڑنے پر صدام نے پہلے تو حیرت سے اُس کا لال چہرا دیکھا تھا. مگر پھر غور کرنے پر اپنے شرٹ لیس ہونے کا خیال آتے ہی وہ زیرِ لب مسکراتا فوراً سائیڈ پر رکھی اپنی شرٹ اُٹھا کر پہننے لگا تھا.

اُسے اور یزدان کو باڈی بنانے کا بہت شوق تھا. وہ دونوں اپنے فری ٹائم میں یہی شغل اپناتے تھے. زیادہ ٹائم جم میں گزارنے کی وجہ سے وہ زیادہ تر شرٹ لیس ہی رہتے تھے. اور اپنے کمرے میں بھی ایسے ہی گھومتے تھے. اُن کے لیے یہ چیز اتنی عام ہو چکی تھی کہ صدام کو ابھی

بھی امل کے سامنے شرٹ پہننے کا خیال ہی نہیں رہا تھا. جو بات امل کی شکل دیکھ کر اُسے اچھا خاصہ شرمندہ بھی کر گئی تھی.

" وہ عمار سر نے تو مجھے یہی روم بتایا میرا. "

امل نے اب اُس کے شرٹ پہننے کے باوجود سر اُوپر نہیں اُٹھایا تھا.

اِس اتنی اکورڈ سچویشن کا شکار ہونے پر اُس کا دل چاہا تھا. جا کر اُس عمار کا سر پھاڑ دے جس نے اپنی لاپرواہی کی وجہ سے اُسے صدام جعفر کے کمرے میں بھیج دیا تھا. جہاں وہ مر کے بھی نہیں آنا چاہتی تھی.

" سوری سر. شاید کوئی مِس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی ہے. "

امل بنا صدام کی جانب دیکھے دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی. جب کافی بار لاک گھمانے کے

باوجود دروازہ کھل ہی نہیں رہا تھا.

" اِس کو کیا تکلیف ہو گئی ہے اب. یہ کھل کیوں نہیں رہا."

امل دل ہی دل میں لاک کو کوستی مزید کوفت کا شکار ہوئی تھی.

جب اُسے پیچھے سے صدام کے قدم اپنے قریب آتے محسوس ہوئے تھے.

" اِس کو اب کیا ہوا ہے. یہ میرے پاس کیوں آ رہا ہے."

اُس کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا.

صدام اُس کی کیفیت پر اپنے ہونٹوں پر بکھرتی دلفریب مسکان نہیں روک پایا تھا. وہ نوٹ کر رہا

تھا. ہمیشہ اُس کے سامنے کانفیڈنٹ رہنے والی اِس لڑکی کا کچھ دنوں سے کانفیڈنٹ کافی کم ہو گیا

تھا. زرا زرا سی بات پر وہ اُس کے سامنے گھبراہٹ کا شکار ہو جاتی تھی. مگر صدام یہ نہیں جانتا تھا. کہ ایس پی نورِ امل نے جو جال اُس کے گرد بُننا چاہا تھا. وہ خود ہی اُس میں بُری طرح اُلجھ چکی تھی.

" مس امل کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں. آپ اِس قدر گھبرا کیوں رہی ہیں."

صدام آنکھوں پر استہزایہ مسکراہٹ لیے مگر سنجیدہ چہرے کے ساتھ سینے پر ہاتھ باندھ کر امل کے سامنے کھڑے ہوتے بولا.

" نن نو سر ایسی کوئی بات نہیں. وہ پتا نہیں دروازہ کیوں نہیں کھل رہا لاک تو اوپن ہے."

امل صدام کے قریب کھڑے ہونے پر ماتھے پر آئے پسینے کے قطرے صاف کرتی خود کو نارمل ظاہر کرتے بولی.

" جی کیونکہ یہ یہاں سے بند ہے اِس لیے نہیں کھل رہا. آپ غلط چیز کو ٹرائے کر رہی تھیں. "

صدام نے ہاتھ اُوپر کرتے دروازے کے اُوپری حصے پر دائیں جانب امل کی ہی لگائی گئی کنڈی

کھولتے اُس کی مدد کی تھی.

جبکہ امل اپنی اِس عجیب ہوتی کنڈیشن اور بوکھلاہٹ کی وجہ سے سرزد ہوتی اُلٹی سیدھی حرکتوں پر

خود پر ہی کافی غصہ تھی.

" تھینکس. "

امل صدام کی گہری لوح دیتی نظروں سے گھبراتی جلدی سے وہاں سے نکل آئی تھی.

" یہ مجھے کیا ہو رہا ہے. میں کیوں اُس شخص کے سامنے اتنا عجیب بی ہیو کرنے لگتی ہوں. اور وہ گھٹیا ٹھرکی شخص ابھی کیسے مجھے مسکرا کر دیکھ رہا تھا. ویسے تو بڑا شریف بنتا ہے. چھچھورا کہیں کا. "

امل اپنے روم میں آ کر بیڈ پر اوندھے منہ گرتی اپنے ساتھ ساتھ صدام کو بھی کوسنے لگی تھی.

" تم خود بھی تو یہی چاہتی تھی. اب بُرا کیوں لگ رہا ہے. جب وہ واقعی تمہاری طرف متوجہ ہو رہا ہے. تمہیں تو خوش ہونا چاہئے تم تو اپنے پلان میں کامیاب ہو رہی ہونا. "

اُس کے اندر سے اُٹھتی آواز نے اُسے کچھ پل کے لیے خاموش کروا دیا تھا.

" واقعی مجھے تو خوش ہونا چاہیئے. صدام جعفر میرے جال میں پھنس رہا ہے. پھر مجھے عجیب کیوں لگ رہا ہے. میرا دل اِس قدر بے چین کیوں ہو رہا ہے. کیا میں نے یہ طریقہ اپنا کر کچھ غلط تو نہیں کر دیا."

امل کا دماغ اپنی ہی سوچوں میں اُلجھ کر اِس وقت اِس قدر گھوم چکا تھا کہ وہ بھول گئی تھی. ابھی اُسے صدام کے خلاف ایک اور چال چلنی تھی.

موبائل کی وائبریشن پر ہوش میں آتے امل جلدی سے سیدھی ہوئی تھی.

" ہاں کبیر بولو. اوکے ٹھیک ہے میں بس ابھی آتی ہوں. تم وہیں ویٹ کرو."

امل بیڈ سے اُٹھ کر اپنے بیگ کی جانب بڑھی تھی. بیگ سے فائل نکال کر اپنی نظروں کے سامنے کرتے امل کے چہرے پر ایک شیطانی چمک واضح ہوئی تھی.

" صدام جعفر آج بہت مزا آنے والا ہے. کیا منظر ہو گا وہ جب تم سب کے سامنے بے عزت ہو گے. تمہارا سر جھکا ہوا دیکھنا. جیسے تم نے میرے بابا کا سر جھکایا تھا. میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش آج پوری ہونے والی ہے."

امل آج کے ایونٹ میں صدام کے پیش کیے جانے والے پراجیکٹ کی فائل اور تمام ڈیٹا جو صدام نے پچھلے دو مہینے کی دن رات کی محنت سے تیار کیا تھا وہ سب بہت ہی ہوشیار سے چُرا چکی تھی. اور اب وہ کبیر کے ہاتھوں یہ ڈیٹا صدام کے بزنس مخالفین تک پہنچا کر صدام کے بزنس کو ہر طرح سے نقصان پہنچانا چاہتی تھی.

وہ شال اپنے گرد اچھے سے اوڑھتی بیگ اُس میں چھپاتی کمرے سے نکل آئی تھی. ایونٹ شروع ہونے سے پہلے ہی امل کو یہ سارا ڈیٹا کبیر کے ذریعے صدام کے بزنس رائیولز تک پہنچانا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" سر آپ کا شک ٹھیک نکلا. صدام جعفر کے سٹاف میں ہی کوئی انسان اُن کے خلاف کام کر رہا ہے. جس نے آج کی میٹنگ میں صدام جعفر کی پروجیکٹ فائلز اور ڈیٹا چوری کر کے اُن کے مخالفین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے. آپ کے کہنے کے مطابق اگر بروقت ایکشن نہ لیتے تو دشمن اپنی سازش میں ضرور کامیاب ہو جاتا. "

اندھیرے کمرے میں ریوالونگ چیئر پر جھولتے فون کے سپیکر سے جیسے جیسے آواز اُس کے کانوں میں پڑ رہی تھی. اُس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات میں مزید اضافہ ہو رہا تھا. سیگریٹ کا دھواں آج بھی پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا.

" ایک بات اور پتا چلی ہے سر. یہ غدار کوئی مرد نہیں بلکہ اُن کے سٹاف کی کوئی لڑکی ہے. "

اپنے ساتھی کی اگلی بات پر اُس شخص کی پیشانی پر موجود سلوٹوں میں مزید اضافہ ہوا تھا.

" سر وہ لڑکی فاریہ بھی ہو سکتی ہے. ابھی کچھ دن پہلے اُس کا صدام جعفر سے بہت بُرا جھگڑا ہوا ہے. وہ آفس سٹاف کا حصہ تو نہیں مگر کسی اور سے یہ کام کروا سکتی ہے. اور ہاں آج کل صدام جعفر کی سیکرٹری اُن کے کافی کلوز ہے. "

فون پر بات کرتا اُس کا ساتھی اُس کے بنا کچھ بولے ہی اُس کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہونے کی وجہ سے خود ہی ہر بات بتاتا جا رہا تھا.

" صدام جعفر کی سیکرٹری کا مکمل ڈیٹا کل مجھ تک پہنچ جانا چاہئے. "

اتنی ساری باتوں کے جواب میں مختصر سے الفاظ میں حکم صادر کرتے وہ فون بند کر گیا تھا.

کال کاٹتے ہی میسج رنگ ٹون پر جیسے ہی اُس نے نوٹیفیکیشن اوپن کیا سامنے موجود ٹیکسٹ دیکھ تھوڑی دیر پہلے کا غصہ غائب ہو کر اُس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھیر گیا تھا.

" میری معصوم ڈیٹیکٹیو. "

زیرِلب بڑبڑاتے اُس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی. جب کان میں پڑتی آواز پر اچانک اُس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت کی پیاس کے تحت آنکھ کھلی تھی. اُس کی نظر سب سے پہلے بیڈ کی جانب اُٹھی تھی.

پچھلے دو دن سے وہ مسلسل یزدان کی جاسوسی میں لگی ہوئی تھی. مگر ابھی تک اُس کے ہاتھ کوئی ثبوت نہیں لگا تھا. ڈاکٹر سے بھی اُس نے دو بار فون کر کے پوچھا تھا مگر اُس نے وہی بتایا تھا. جو یزدان کی رپورٹس پر لکھا ہوا تھا.

اب تو حُرمت کو بھی یہ شک اپنا وہم ہی لگنے لگا تھا.

بیڈ پر یزدان کو سر تک کمبل تانے دیکھ وہ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی. پانی پی کر جیسے ہی وہ واپس سونے لگی نجانے کس خیال کے تحت وہ دبے قدموں سے چلتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی.

بہت ہی محتاط انداز میں کمبل ایک کونے سے پکڑ کر اُس نے جیسے ہی زرا سا کھسکایا. سامنے کا منظر دیکھ اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں.

وہاں یزدان کا تو نام و نشان نہیں تھا. مگر تکیوں کا ڈھیر کمبل کے نیچے ایک ترتیب سے سیٹ کر کے دیکھنے والے کو بے وقوف بنانے کی اچھی کوشش کی گئی تھی.

" کس قدر شاطر اور چالباز انسان ہے یہ. تو اِس کا مطلب میرا شک ٹھیک نکلا یہ واقعی پاگل نہیں ہے. یہ سب جان بوجھ کر کر رہا ہے."

حُرمت کمبل دور اُچھالتی غصے سے بولی.

حُرمت کا چہرا یہ سوچ کر خفت اور غصے کی شدت سے لال ہو چکا تھا کہ پچھلے اتنے دنوں سے وہ پاگل بن کر جو حرکتیں کر رہا تھا وہ سب اُس کا ناٹک تھا.

" چھوڑوں گی نہیں میں اِسے. مگر یہ اِس وقت ہو گا کہاں. اور کیا کر رہا ہو گا. مجھے دیکھنا چاہیئے کیا پتا میں اُسے رنگے ہاتھوں پکڑ سکوں."

حُرمت بنا لائٹ آن کیے خاموشی سے روم کا دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی تھی.

فرسٹ فلور اور گراؤنڈ فلور کے سارے روم چیک کرنے کے بعد وہ سیکنڈ فلور کی جانب بڑھی تھی. رات کے اِس پہر اتنے بڑے بنگلے میں مٹر گشت کرتے اُس کا سانس اب بُری طرح پھول چکا تھا.

اُوپر کے بھی تمام روم دیکھنے کے بعد وہ پرجوش ہوتی واپس پلٹی. اُسے یقین ہو چکا تھا یزدان گھر میں نہیں ہے. اب وہ صدام اور باقی سب کو بلا کر اُن پر یزدان کا پول کھول دے گی.

واپس مڑتے اُس کی نظر سیڑھیوں کے دائیں جانب بنے اکیلے روم پر پڑی تھی. جس کا دروازہ بالکل بند تھا.

" اوہ یہ روم تو میں نے چیک ہی نہیں کیا. "

حُرمت سر پر ہاتھ مارتی دل کی تسلی کرنے اُس کی جانب بڑھ گئ تھی.

وہ اپنے جوش میں سائیڈ پر رکھے گلدان کو نہیں دیکھ پائی تھی. جب بازو لگنے کی وجہ سے وہ زمین بوس ہوتا خاموش فضا میں شور برپا کر گیا تھا.

مگر حُرمت اُس پر دھیان دیئے بغیر جلدی سے روم میں داخل ہوئی تھی. جہاں پھیلا دھواں اُس کے نتھنوں میں گھستا اُس نازک جان پر کھانسی کا عذاب لے آیا تھا.

حُرمت کھانسنے کے ساتھ ساتھ گہری نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیتے آگے بڑھی تھی. جب اچانک کسی نے اُس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے ایک جھٹکے سے اُسے اپنے قریب کیا تھا.

اِس اچانک حملے پر حُرمت کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں. دل اُچھل کر حلق میں آن پہنچا تھا.

وہ اِس سخت گرفت سے نکلنے کے لیے چیخنا چاہتی تھی مزاحمت کرنا چاہتی تھی. مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اُس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی سے پھٹ چکی تھیں.

" تم..... تم یہاں."

حُرمت اپنے سامنے خود ک اُسی نقاب پوش کی گرفت میں قید دیکھ ساکت ہو چکی تھی.

حُرمت کو دھویں کی وجہ سے ابھی بھی بہت کھانسی آ رہی تھی. ایک طرف کھانسی سے بے حال ہوتی دوسری جانب خود کو اِس نقاب پوش سے چھوڑوانے کی کوشش کر رہی تھی. جو پہلے یونی اور اب اُس کے گھر تک پہنچ چکا تھا.

اندھیرے کی وجہ سے حُرمت اُس کو ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی تھی.

حُرمت کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے. جس پر شاید مقابل اُس پر ترس کھاتا اُسے اُسی طرح اپنے بازو کے گھیرے میں لیے کھڑکی کی جانب بڑھا تھا. کھڑکی کا پٹ وا کرتے تازہ ہوا کا جھونکا حُرمت کی نتھنوں سے ٹکراتا اُس کو کسی حد تک نارمل کر گیا تھا.

" چھوڑو مجھے تم ہو کون. اور کیا کر رہے ہو یہاں. "

حُرمت اپنے گرد حصار قائم کیے اُس کے بازوؤں کو ہٹاتے طیش بھرے لہجے میں بولی.

وہ تو یہاں اپنے شوہر کی تلاش میں نکلی تھی. مگر یہاں یہ نقاب پوش اُسے دوبارہ مل گیا تھا.

" کہیں یہ کوئی دہشت گرد تو نہیں...ایک منٹ یہ.... "

حُرمت جو کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔ اچانک اُس کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔ کوئی اور شخص بھلا اتنی ٹائٹ سیکیورٹی کی وجہ سے رحمانی ہاؤس میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ تو پھر کہیں یہ نقاب پوش یزدان تو نہیں.....

حُرمت کے تجسس اور بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اُس نے کسی شک کے تحت نظریں اُٹھا کر غور سے مقابل کی جانب دیکھا تھا۔ جو پہلے ہی انتہائی فُرصت سے حُرمت کے نقوش کا جائزہ لے رہا تھا۔ جیسے حُرمت کے دل و دماغ میں چلتی ہر اُلجھن کا پتا اُس کے چہرے سے چلا لینا چاہتا ہو۔

حُرمت اُس کے کچھ نہ بولنے پر مزید شک میں مبتلا ہوتی۔ خود میں ہمت پیدا کرتے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اُس کا نقاب پکڑ کر کھینچنا چاہا تھا۔

مگر مقابل بھی اُس سے اتنا بے خبر نہیں تھا. فوراً سے پہلے اُس نے حُرمت کے دونوں ہاتھ تھام کر واپس اُسی کی کمر پر موڑ دیئے تھے.

" تم ہر بار ایسی حرکت کیوں کرتی ہو کہ مجھے تمہیں اُس کا پے بیک کرنا پڑتا ہے."

نقاب پوش کی گھمبیر بھاری آواز حُرمت کو یزدان کی آواز جیسی بالکل بھی نہیں لگی تھی. بے شک آواز کا گھمبیر پن ملتا جلتا تھا مگر اُن کے ایکسنٹ میں زمین آسمان کا فرق تھا.

حُرمت کو اُس کی بات پر خوف سا محسوس ہوا تھا. لاسٹ ٹائم بھی اُسے یاد تھا کیسے اِس شخص نے اُسے اتنا ٹائم آفس میں اپنے ساتھ بند رکھا تھا. اور آخر میں زبردستی بینڈ ایج بھی کروائی تھی.

" تم یزدان رحمانی ہو نا. بہت ناٹک کر لیا تم نے پاگل ہونے کا اب اور نہیں. میں سب جان چکی ہوں اب تمہارے بارے میں. اور کل ہی سب گھر والوں کو تمہاری اصلیت بتا دوں گی."

حُرمت نے چاند کی مدھم روشنی میں اُس نقاب پوش کی آنکھوں میں جھانکتے اُس کاری ایکشن جاننے کے لیے اپنی جانب سے ایک تکا مارا تھا.

جبکہ مقابل کی آنکھوں سے حُرمت تو کوئی اندازہ نہیں لگا پائی تھی. مگر مقابل اِس دھان پان سی لڑکی کی حرکتوں پر اپنا بے ساختہ اُمڈ آنے والا قہقہ نہیں روک پایا تھا.

حُرمت نے انتہائی غصے سے اُسکی جانب دیکھتے خود کو آزاد کروانا چاہا تھا. اُس کے ہاتھ ابھی تک اِس نقاب پوش نے اپنے ہاتھ میں قید کر کے حُرمت کی کمر سے ٹکا رکھے تھے.

اُس کی یہ حرکت مقابل کی گرفت کم کرنے کے بجائے مزید سخت کرواگئی تھی. اُس نے حُرمت کو ہلکا سا جھٹکا دیتے اپنے مزید قریب کیا تھا. حُرمت کا چہرا اب نقاب پوش کے چہرے کے بہت قریب تھا.

" چھوڑو مجھے.... یہ کیا بے ہودگی ہے.."

اُس کی لال آنکھیں اپنے اتنے قریب دیکھ حُرمت کی دھڑکنوں کا شور بڑھ چکا تھا.

مدھم روشنی میں حُرمت کا چاندنی میں نہایا حسین سراپا مقابل کے دل پر بجلیاں گر رہا تھا. کب سے خود پر قابو پاتا آخر میں جیسے اِس لڑکی کے آگے بے بس ہوا تھا.

اُس نے حُرمت کا رُخ اپنی جانب سے پھیرتے دوسری جانب موڑا تھا. وہ حُرمت کو اپنی مرضی سے ایسے اِدھر اُدھر گھما رہا تھا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو.

حُرمت اُس کی آہنی گرفت میں صرف بن پانی کی مچھلی کی طرح پھڑ پھڑا رہی تھی. اُسے معلوم ہو رہا تھا. اِس گرفت سے اتنی آسانی سے رہائی ملنا نا ممکن تھا.

حُرمت کا رُخ دوسری جانب موڑتے اُس کے ہاتھوں کو قید کرتے اُس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا یا تھا. اور بہت ہی نرمی اور محبت سے حُرمت کی کان کی لوح کو چوم لیا تھا. حُرمت کو لگا تھا جیسے اُسے کسی انگارے نے چھو لیا ہو.

حُرمت ہر چیز سے دھوکہ کھا سکتی تھی. مگر یہ لمس وہ اِس لمس میں چھپی دیوانگی اچھے سے محسوس کر سکتی تھی.

حُرمت اُس سے خود کو چھڑانے کی پوری کوشش کر رہی تھی. مگر وہ اپنے ہاتھ تک ہلا نہیں پا رہی تھی.

مقابل کی گرم سانسیں اب اُسے اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں.

" پلیز چھوڑو مجھے. تم غلط کر رہے ہو. تم جو کوئی بھی ہو میں تمہیں نہیں جانتی. اور نہ ہی ہمارے درمیان کوئی ایسا رشتہ ہے جو تم اِس طرح میرے قریب آؤ. غلط ہے یہ چھوڑ دو مجھے."

وہ شخص دل کے ہاتھوں مجبور اپنی بے قرار روح کو سکون پہنچانے حُرمت کی گردن پر جھکنے ہی والا تھا. جب حرمت کے نم لہجے میں کی گئی بات اُس کا موڈ غارت کر گئی تھی.

اُس نے فوراً حُرمت کو خود سے دور کیا تھا. اُس کو واپس جانے کے لیے پلٹتا دیکھ حُرمت نے اُس کی شرٹ کا گریبان دبوچتے وہی روکا تھا. مقابل شاید حُرمت سے اِس حرکت کی توقع نہیں کر رہا تھا اِس لیے حیرت بھری سوالیہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" میں تمہارا چہرا دیکھے بغیر تمہیں نہیں جانے دوں گی. کون ہو تم."

حُرمت میں اچانک ہمت ناجانے کہاں سے آئی تھی کہ اُس نے آنکھوں میں غصہ لیے اُس نقاب پوش کو دیکھا تھا. جس نے بلیک سکارف سے اپنا چہرا اِس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ اُس کی آنکھیں بھی ٹھیک سے نہیں دیکھ رہی تھیں.

مگر حُرمت آج یہ ڈرامہ ختم کرنا چاہتی تھی. اُس کو ففٹی پرسنٹ چانسز لگ رہے تھے کہ یہ یزدان رحمانی ہی ہے. جو اُس سمیت اپنے پورے خاندان کو بے وقوف بنانے کے ساتھ ساتھ دھوکہ بھی دے رہا تھا.

مقابل کی آنکھیں حُرمت کے نڈر انداز پر جیسے مزید خمار آلود ہوئی تھیں. حُرمت کو نجانے کیوں اب اِس شخص سے ڈر نہیں لگتا تھا. اُسے جیسے پتا تھا کہ یہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا. کس قدر مشکل سے اُس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے خود کو کوئی گستاخی کرنے سے روکا تھا. مگر حُرمت کی یہ حرکت اُس کے جذبات کو مزید ہوا دے گئی تھی.

" اگر میری شکل دیکھ لی تو اُس کا بہت بڑا معاوضہ دینا پڑے گا. جو شاید تمہاری نازک جان پر بہت بھاری ثابت ہو سکتا ہے."

حُرمت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے ٹچ کرتے وہ اپنی حرکت کے ساتھ ساتھ الفاظ سے بھی حُرمت کو لال ٹماٹر کر گیا تھا.

وہ فوراً اُس کا گریبان چھوڑتی پیچھے ہٹی. حُرمت کی بے ساختہ حرکت مقابل کے چہرے پر ایک جاندار سی مسکراہٹ چھوڑ گیا تھا. اگر وہ مزید یہاں کھڑا رہتا تو ضرور کوئی نہ کوئی گستاخی سرزد ہو سکتی تھی. اِس لیے اُس نے ایک مسکراتی نظر اپنے سامنے شیرنی بنی کھڑی حُرمت پر ڈالی جو آج اُس کا چہرا دیکھنے پر بضد تھی اور ہلکے سے اُس کے کان کے قریب جھکا تھا.

" تمہیں اگر میں اتنا ہی اچھا لگ رہا ہوں تو کیوں نہ پہلے تمہارے شوہر کو ہی راستے سے ہٹا دیا جائے. میرے آدمی اُس کے کمرے میں جا چکے ہیں. اگر تم کہوں تو کام تمام کر دو اُس کا. "

اُس کا لہجہ اِس قدر سرد اور سپاٹ تھا کہ حُرمت نے خوفزدہ ہو کر اُس کی جانب دیکھا تھا. اور اگلے ہی لمحے وہ نیچے کی جانب بھاگی تھی. اگر یہ شخص واقعی یزدان نہیں تھا. تو پھر یزدان کہاں تھا.

حُرمت کا دماغ بالکل گھوم چکا تھا.

وہ تیز قدموں سے واپس کمرے میں آئی تھی. جہاں کی لائٹ ابھی تک ویسے ہی آف تھی. اور بیڈ خالی پر اُسی طرح تکیوں کا ڈھیر موجود تھا. حُرمت کو وہاں اُس نقاب پوش کے آدمی تو کیا یزدان بھی کہیں نظر نہیں آیا تھا.

اُس نے لائٹ آن کرتے پورے کمرے پر ایک نظر دوڑائی تھی. مگر وہاں کوئی ہوتا تو نظر آتا.

حُرمت جلدی سے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر رکھے لینڈ لائن کی جانب بڑھی تھی. تاکہ نیچے سے گارڈ کو کال کر کے اُس نقاب پوش کے بارے میں بتا سکے.

وہ اپنے دھیان میں آگے بڑھتی بیڈ کی دوسری جانب نیچے کارپٹ پر سوئے وجود کو نہیں دیکھ پائی تھی. اور اُس کے وجود سے پیر بُری طرح اُلجھنیں کی وجہ سے توازن برقرار نہ رکھ پاتے اگلے ہی لمحے وہ اُس کے اُوپر جا گری تھی.

حُرمت کی چیخ اور اُس کے اپنے اُوپر گرنے کی وجہ سے وہاں کارپٹ پر سویا یزدان ہڑ بڑا کر اُٹھا تھا.

یزدان کو وہاں سویا دیکھ حُرمت کے چہرے کا رنگ اُڑ چکا تھا. اگر یزدان یہاں تھا تو اِس کا مطلب وہ نقاب پوش شخص کوئی اور تھا.

کچھ دیر پہلے کسی اجنبی کا اپنے اتنے قریب ہونا حُرمت کا چہرا بالکل سفید کر گیا تھا. اُس نے دل ہی دل میں اُس نقاب پوش کو ہزاروں گالیوں سے نواز دیا تھا.

حُرمت اپنی ہی سوچوں میں اِس بُری طرح اُلجھی ہوئی تھی کہ وہ یہ فراموش کر گئی تھی کہ وہ اپنے بستر پر نہیں بلکہ یزدان رحمانی کے اُوپر لیٹی ہوئی ہے. جو بہت ہی غور سے اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ ملاحظہ فرما رہا تھا.

" تم یہاں پر کیا کر رہے ہو. "

حُرمت اچانک ہوش میں آتی اُس کے اُوپر سے اُٹھنے کی کوشش کرتے بولی. جو بازو اُس کے گرد پھیلائے اُس کی کوشش ناکام بنا چکا تھا.

" کرکٹ کھیل رہا تھا. "

یزدان نے چہرے پر اپنی مخصوص مسکراہٹ سجائے بہت ہی سکون سے جواب دیا تھا۔ جس پر حرمت کا دل چاہا تھا اِس ڈرامے باز شخص کا منہ توڑ دے۔

" تم نے بیڈ پر وہ تکیے کیوں جوڑے۔ چھوڑو مجھے۔"

حُرمت مسلسل اُس سے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی ساتھ ساتھ تھانے دارنی بنی سوال جواب بھی کر رہی تھی۔

" تم جو دو دن سے رات کو بار بار اُٹھ کر مجھے دیکھتی ہو کہ میں سو رہا ہوں یا نہیں۔ تو سوچا کیوں نہ تمہاری خواہش پوری کر دوں۔"

یزدان جس انداز میں اُسے جواب دے رہا تھا وہ حُرمت کو ایک بار پھر شک میں مبتلا کر گیا تھا۔

" اُوپر روم میں وہ نقاب پوش تم ہی تھے نا. تم پاگل نہیں ہو نا. جان بوجھ کر کر رہے ہو نا یہ سب. "

حُرمت کی بات پر اُس کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی. جس پر حرمت فوراًاُس کے حصار سے باہر نکلی تھی.

" میں سب کو کب سے یقین دلا رہا ہوں میں پاگل نہیں ہوں. شکر ہے کسی کو تو یقین آیا میں پاگل نہیں ہوں. تم پلیز بتاؤ نا سب کو یہ بات. "

اُس نے ایک جاندار قہقہ لگاتے حُرمت کی جانب دیکھا تھا. جواب پھر اُس کے پاگلوں والے انداز پر ہونق بنی اُسے دیکھ رہی تھی.

" تم نہیں میں پاگل ہوں. صرف پاگل نہیں بلکہ بہت بڑی سٹوپڑ ہوں. "

حُرمت کا دماغ اِس وقت سخت خراب ہو چکا تھا. وہ ایک جھٹکے سے یزدان کے قریب سے اُٹھتی واپس صوفے کی جانب بڑھ گئی تھی.

اپنی پوری رات اِس شخص کی جاسوسی میں برباد کرنے کے بعد اُسے ملا کیا تھا. صرف ٹھینگہ. مگر وہ دل میں یہ تو ڈیسائیڈ کر چکی تھی کہ اگر یہ شخص پاگل نہ ہوا اور واقعی یہ سب اُس کا کوئی ڈرامہ ہوا تو وہ اِسے بالکل بھی نہیں چھوڑے گی.

حُرمت خود سے ہی اُلجھتی بار بار صوفے پر اِدھر سے اُدھر کروٹ بدلتی یہ نہیں دیکھ پائی تھی کہ وہ اِس وقت کسی کی دو مسکراتی جذبے لُٹاتی محبت بھری نظروں کے حصار میں ہے.

" میری خونخوار جنگلی بلی. "

وہیں کارپٹ پر لیٹے دونوں بازو کو تکیے کی طرح سر کے نیچے رکھے یزدان رحمانی کا دل چاہا تھا۔ اِس لڑکی کو اُٹھا کر اپنے سینے میں چھپا لے۔ جو اُس کی سانسوں میں بستی تھی۔ مگر اِس وقت وہ شاید زندگی میں پہلی بار اتنا بے بس ہوا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اِس لڑکی کے سامنے اپنی سچائی ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔

اُسے ابھی اپنوں کے خون کا بدلہ لینا تھا۔ جنہیں بہت ہی بے دردی سے اُس سے چھین لیا گیا تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام کا یہ ایونٹ بہت اچھا گزرا تھا. وہ بہت خوش تھا. کیونکہ اُس کا پروجیکٹ سلیکٹ کر لیا گیا تھا. اُسے اُس کی محنت کا پھل مل گیا تھا. مگر ایک چیز جو اُسے اُلجھا رہی تھی وہ تھا ایونٹ سے کچھ دیر پہلے اپنے پراجیکٹ کا سارا ڈیٹا اور امپورٹنٹ فائلز اُس شخص سے ملنا جو اُس کی سب سے بڑی مخالف کمپنی کا مینیجر تھا.

صدام ایونٹ کے لیے تیار ہو رہا تھا. جب اُس مینیجر نے وہ سارا ڈیٹا صدام کے حوالے کیا تھا. جو صدام نے یہاں آنے سے پہلے عمار کو دیئے تھے. صدام کو سمجھ نہیں آیا تھا. اُس شخص کا کیسے شکریہ ادا کرے. جس نے مخالفین کا ساتھی ہوتے ہوئے بھی اُس کا ساتھ دیا تھا.

یہ الگ بات تھی کہ صدام یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ شخص اُس کا مخالف نہیں. بلکہ دشمنوں کے بھیس میں اُس کے اپنے دوست کا خاص آدمی تھا. جو مخالفین میں شامل بھی تھا تو صرف یزدان رحمانی کے کہنے پر.

اُس شخص کے الفاظ ابھی بھی صدام کے کانوں میں گونج رہی تھی.

" سر جیسے میں آپ کا دشمن نہیں ہوں. ویسے ہی آپ کے ساتھ موجود لوگ آپ کے خیر خواہ نہیں ہیں. سو پلیز بی کیئر فُل."

صدام اتنا تو جانتا تھا کہ عمار اُس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا. وہ بہت عرصے سے اُس کے ساتھ کام کرتا اُس کے وفاداروں میں سے ایک تھا.

" تو پھر کیا امل......امل نے کیا یہ اب."

صدام کے دماغ نے اِس جانب سوچنا چاہا تھا. مگر اُس کا دل صاف انکاری تھا.

" نہیں امل ایسا کیسے کر سکتی ہے بھلا. نہیں وہ غلط نہیں ہو سکتی."

صدام نے سختی سے اِس خیال کو رد کیا تھا.

" تو کیا پھر یہ فاریہ کی کوئی چال تھی۔ مگر یہ جو کوئی بھی تھا۔ اب مجھ سے بچ نہیں پائے گا۔ بہت ہو گیا یہ چھپن چھپائی کا کھیل۔ اب میرے دشمن کو میرے سامنے آنا ہی ہو گا۔"

صدام ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کف لنکس بند کرتا اپنی ہی سوچوں میں بڑی طرح اُلجھا ہوا تھا۔ وہ لوگ آج صبح ہی کراچی سے واپس آئے تھے۔ صدام نے عمار اور امل کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

" بھائی جلدی سے نیچے آجائیں ماما بلا رہی ہیں آپ کو فنکشن شروع ہونے ہی والا ہے۔"

نبیہا ناک کر کے دروازے کے باہر سے ہی اُسے آواز لگاتی واپس پلٹ گئی تھی۔ آج حمنہ کی انگیجمنٹ کا فنکشن تھا۔ جو بہت ہی بڑے پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا۔

نبیہا کی آواز پر صدام ہوش کی دنیا میں لوٹتا اپنے بال سیٹ کرتا باہر نکل گیا تھا۔

بڑے سے لان میں بہت ہی زبردست ارینجمنٹ کی گئی تھی. فنکشن میں رشتہ داروں اور فیملی

فرینڈز کے ساتھ ساتھ اُن کے آفس کے سٹاف کو بھی مدعو کیا گیا تھا.

ُلان م ی ں ق دم رک ھ ت ے ہ ی ص دام ک ی ن ظر آف س ک ی ف ی م ی ل ز

آج بھی اپنے روٹین کے گیٹ اپ میں موجود تھی. عام سے حلیے میں ہونے کے باوجود وہ سب

سے منفرد اور دلکش لگ رہی تھی.

صدام آس پاس کا خیال کیے بغیر یک ٹک اُسے دیکھے گیا تھا.

" کافی خوبصورت معلوم ہوتی ہے. آنکھیں بھی بہت دلکش ہیں."

نائمہ بیگم صدام کے پاس آکر کھڑی ہوتیں بہت ہی دوستانہ مگر شوخی بھرے لہجے میں اُس سے

مخاطب ہوئی تھیں.

جب کے اُن کی آواز پر صدام جز بز ہوتا خفیف سا ہو کر چہرا جھکا گیا تھا.

" کس کی بات کر رہی ہیں آپ."

صدام نے نا سمجھی سے نائمہ بیگم کی جانب دیکھا تھا.

" وہی جس نے اتنے دنوں سے میرے بیٹے کو ڈسٹرب کیا ہوا ہے. اپنے خلاف بہت بڑے بڑے سکینڈل چھپنے پر بھی پر سکون رہنے والا جس لڑکی کے ساتھ اپنی ایک غلط انداز میں تصویر دیکھ غصے سے پاگل ہو اُٹھا تھا.

اور جس کو وہ اپنے آفس میں بیٹھ کر کام کرنے کے بجائے چھپ چھپ کر دیکھتا ہے. اُس لڑکی کی بات کر رہی ہوں میں."

نائمہ بیگم ایک ہی سانس میں بولتی صدام کے سامنے مکمل طور پر واضح کر گئی تھیں کہ وہ اُس کے معاملات سے پوری طرح باخبر ہیں.

" ایسا کچھ نہیں ہے. آپ کو جس نے بھی بتایا ہے. غلط بتایا ہے."

صدام کو اِس طرح اپنا بے نقاب ہونا بالکل بھی برداشت نہیں ہوا تھا.

" تو مطلب تم اِس لڑکی میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہو. اور ایک مہینہ پہلے جو تم نے اپنی شادی کا فیصلہ میری مرضی پر چھوڑا تھا. اُس پر عمل کرتے میں اپنی پسند کی لڑکی سے تمہارا رشتہ طے کر دوں."

نائمہ بیگم آنکھوں میں شرارت بھرے اپنے خوبرو بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں. وہ جانتی تھیں اِس سے اقرار کروانا اتنا آسان کام نہیں تھا.

" اب میں نے ایسا بھی تھوڑی نا کہا ہے. اب اگر آپ سب کچھ جان ہی گئی ہیں تو ہاں ہار مانتا

ہوں میں آپ کے آگے. بہت اچھی لگتی ہے وہ مجھے. "

صدام نائمہ بیگم کے آگے ہار مانتا آخر کار گھٹنے ٹیک گیا تھا.

نائمہ بہت کچھ پتا لگوا تو چکی ہی تھیں. مگر اب صدام کا اقرار اُنہیں بے پناہ خوشی سے دوچار کر گیا

تھا.

وہ صدام کی شادی کرنا چاہتی تھیں. اُن سے اُس کی یہ روبوٹ جیسی زندگی نہیں دیکھی جاتی تھی.

پچھلے ایک سال سے وہ اُسے نجانے کتنی لڑکیوں کی تصویریں دیکھا چکی تھیں. اور نجانے کتنیوں

سے ملوا بھی چکی تھیں. مگر صدام کا ایک ہی جواب تھا. مجھے شادی نہیں کرنی.

لیکن اب کچھ دن پہلے اُن کے کانوں میں صدام اور اُس کی سیکرٹری کے بارے میں جو افواہیں پڑی تھیں۔ اُن پر پہلے تو وہ بہت پریشان ہوئی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھیں آّن کا بیٹا کسی ایسی ویسی لڑکی کے چکر میں پڑے۔

مگر امل کے بارے میں سٹاف کے کچھ لوگوں سے بہت اچھا سننے اور آفس جا کر اُسے دیکھنے کے بعد نائمہ بیگم بہت خوش ہوئی تھیں۔ اگر واقعی یہ لڑکی اُن کے بیٹے کو پسند تھی۔ تو اُنہیں بھی وہ سر آنکھوں پر منظور تھی۔

" تو پھر رشتہ لے کر جاؤں اُس کے گھر۔"

نائمہ بیگم تو جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتی تھیں۔

" نہیں پلیز ابھی آپ کچھ نہیں کریں گی جب تک میں آپ کو نہ کہوں۔"

صدام نے مسکراتے اُنہیں اِس قدر جلد بازی سے روکا تھا. وہ پہلے خود امل سے بات کرنا چاہتا تھا.

وہ امل کے رویے سے اتنا تو اندازہ لگا چکا تھا کہ امل بھی اُسے پسند کرنے لگی ہے. یہی بات اُس کے

لیے کافی اطمینان کا باعث تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" مجھے کس نے بلایا. یہاں تو کوئی ہے ہی نہیں."

امل خالی کمرے پر ایک نظر دوڑاتے واپس پلٹی تھی. جب دروازے سے اندر داخل ہوتے

صدام کو دیکھ اُسے کے قدم تھمے تھے.

وہ فنکشن میں اپنی کولیگز کے ساتھ کھڑی تھی. جب ملازمہ کے پیغام پر وہ یہاں آئی تھی. لیکن شاید وہ یہاں آکر غلطی کر چکی تھی.

صدام کو دروازہ لاک کرتا دیکھ امل کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں.

" سر آپ نے مجھے کیوں بلایا یہاں."

صدام کو گہری بولتی نگاہیں خود پر گاڑھ کر آگے بڑھتا دیکھ امل اپنی شال کے اندر اپنی ہتھیلیاں مسلتی کمزور سی آواز میں بولی.

صدام کے سامنے آنے سے اُس کے دل کی حالت جو بدل جاتی تھی. وہ امل کے لیے کافی پریشان کن تھی.

" مجھے کچھ پوچھنا اور بتانا بھی ہے آپ کو."

صدام کو امل کا نروس ہونا مزا دے رہا تھا.

" جج جی پوچھیں. "

امل نے اب کی بار اُس کی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا. اُسے اپنی کنڈیشن پر خود پر ہی بے پناہ غصہ آ رہا تھا.

وہ دل ہی دل میں خود کو بار بار یاد دلا رہی تھی کہ یہ شخص اُس کے خاندان کی بربادی کا ذمہ دار ہے. قاتل ہے اُس کے اپنوں کا. تو پھر وہ اُس کے سامنے کمزور کیوں پڑ رہی تھی.

" آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں. آئی تھنک آئی لو یو. وِل یو میری می."

صدام بغیر کوئی تمہید باندھے ایک ہی سانس میں امل پر بم پھوڑ گیا تھا.

امل صدام کے قریب آنے پر دو قدم پیچھے ہٹی تھی. مگر بے دھیانی میں پیچھے رکھے ڈیکوریشن پیس سے ٹکرائی تھی. جو اُسی لمحے زمین بوس ہوتا خاموش ماحول میں ایک ارتعاش پیدا کر گئی تھی.

امل جس قدر بھی خود کو مضبوط ظاہر کرتی. مگر کسی مرد سے ایسے الفاظ سننا اُس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا. مرد بھی وہ جو آج کل ہر وقت اُس کی سوچوں پر سوار اُسے پاگل کیے ہوئے تھا.

صدام بڑے ہی مطمئن انداز میں امل کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ سے لُطف اندوز ہو رہا تھا.

" میں اِس شخص کی اتنی بڑی بات کے جواب میں خاموش کیوں ہوں. میں کیوں بھول رہی ہوں. یہ شخص وہ نہیں ہے جو یہ نظر آتا ہے. یہ میری خوشیوں کا قاتل ہے. تو میں کیسے اِسے خوش رہنے دوں."

امل کا دماغ اُس کے دل سے کچھ دیر پہلے کے سارے خوبصورت احساسات بالکل مٹا گیا تھا.

اپنے بھائی کی جھلسی ہوئی لاش اور بہن کا تڑپتا وجود نظروں کے سامنے لاتی وہ پہلے دن والی امل بن چکی تھی.

امل نے آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد کیے کھڑے صدام کی جانب دیکھا تھا. اُس کا بنایا گیا پلان کامیاب ہو چکا تھا. وہ صدام جعفر کے دل پر وار کر کے اُسے اپنا شکار بنا چکی تھی.

" کیا ہوا مس امل آپ خاموش کیوں ہیں. آپ کو میری بات بُری لگی کیا."

صدام کو امل کے انداز سے کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا.

" نو سر. مجھے آپ کی بات کا بُرا بالکل نہیں لگا. آپ کو اپنی بات کہنے کا حق ہے. میں آپ کی فیلنگ کی قدر کرتی ہوں. مگر آئم سوری. میں کسی اور سے بے پناہ محبت کرتی ہوں. اور بہت جلد اُس سے شادی کرنے والی ہوں. "

امل بہت ہی سکون سے صدام کا چین لوٹتی اُس کی اُڑی رنگت دیکھ دل ہی دل میں ہنس دی تھی.

یہی تو وہ چاہتی تھی اِس شخص کو ہر طرح سے برباد ہی تو کرنا چاہتی تھی.

مگر اُس کے دل کا ایک کونا بے چین کیوں تھا. حُرمت یہ سمجھنے سے قاصر تھی.

امل صدام کا سفید پڑتا چہرا دیکھ اُس کے پاس سے گزرتی باہر کی جانب بڑھی تھی.

جب اُس کی کلائی صدام کی سخت گرفت میں قید ہوئی تھی. صدام نے اُسے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا تھا.

امل کو صدام سے اِس حرکت کی اُمید بالکل بھی نہیں تھی.

" جھوٹ بول رہی ہو تم. میں نے خود تمہاری آنکھوں میں چاہت کے رنگ دیکھے ہیں. وہ میری نظر کا دھوکہ بالکل نہیں ہو سکتے."

صدام نے بہت مشکل سے خود پر ضبط کرتے امل سے سوال کیا تھا.

امل کو صدام کی گرفت میں اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی. اگر وہ چاہتی تو ایک ہی سیکنڈ میں اپنی کلائی آزاد کروا سکتی تھی. مگر وہ ایسا کچھ کر کے صدام کی نظروں میں مشکوک نہیں ہونا چاہتی تھی.

اِس لیے وہ ہلکی سی مزاحمت کرتی اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی تھی.

" سر پلیز یہ کیا کر رہے ہیں آپ. چھوڑیں میرا بازو. آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے. میں شروع دن سے کسی اور کو پسند کرتی ہوں.

پلیز جانے دیں مجھے یہاں سے. اگر کسی نے مجھے یوں آپ کے ساتھ بند کمرے میں دیکھ لیا تو میں مزید بدنام ہو جاؤں گی."

امل آنکھوں میں آنسو لیے منت بھرے لہجے میں صدام سے مخاطب ہوئی تھی.

صدام امل کی بات پر ایک سرد نگاہ اُس پر ڈالتا اُس کی کلائی آزاد کر گیا تھا.

آزادی ملتے ہی عمل فوراً روم سے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یزدان باسط کے ساتھ لان میں داخل ہوا تھا. وہ جانتا تھا وہ اِس وقت بہت ساری نگاہوں کا مرکز ہے. اِسی لیے وہ اپنی اداکاری جاری رکھتے ایک کونے کے ٹیبل پر جا بیٹھا تھا.

اُس کی متلاشی نگاہیں حُرمت کو ڈھونڈ رہی تھیں. جو رات والے واقع کی وجہ سے اِس قدر چڑی ہوئی تھی کہ ایک بار بھی یزدان کے سامنے نہیں آئی تھی.

اب تو یزدان کا بھی ضبط جواب دے چکا تھا. وہ دل میں حُرمت کو اِس گستاخی کی اچھی سی سزا دینے کا سوچتا ارد گرد نگاہیں روڑانیں لگا تھا.

سٹیج پر رسم شروع ہو چکی تھی. یزدان کی نظر سٹیج سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑے صدام پر پڑی تھی.

جس کی لال آنکھیں یزدان کا پریشان کر گئی تھیں. ویٹر کے ہاتھ سے جوس کا گلاس تھامتا صدام

اُسے بہت ہی ٹوٹا بکھرا سا لگا تھا.

جب اچانک اُسے کان میں لگائے اپنے ایئر پیس سے آتی آواز نے متوجہ کیا تھا.

" سر صدام جعفر کے ہاتھ میں جو جوس ہے. وہ کوئی عام جوس نہیں ہے. بلکہ اُس میں وافر

مقدار میں انتہائی خطرناک ڈرگ شامل کی گئی ہے. جو اُنہیں شدید نقصان پہنچا سکتی ہے. اُنہیں

کسی بھی طرح روکنا ہو گا."

اپنے آدمی کی بات سنتے ہی یزدان جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا. صدام گلاس ہونٹوں سے لگانے والا تھا. یزدان کے پاس سوچنے سمجھنے کا زیادہ ٹائم نہیں تھا. اُس کے بھائی کی زندگی اُس کے راز سے بڑھ کر تھی.

یزدان یہی بات سوچتا بنا ارد گرد لوگوں کا خیال کیے. صدام کی جانب بھاگا تھا اور اُس کے گھونٹ بھرنے سے پہلے ہی یزدان نے اُس کے ہاتھ سے گلاس چھین لیا تھا.

صدام ہکا بکا سا یزدان کی یہ حرکت دیکھ رہا تھا.

جب یزدان وہ گلاس ٹیبل پر رکھتا اُس ویٹر کو فرار ہوتا دیکھ اُس کے گریبان سے پکڑ کر دبوچ چکا تھا.

" بولو کس کے کہنے پر اِس گلاس میں زہر مکس کیا تم نے. ورنہ مار مار کر ہڈیاں توڑ دوں گا میں تمہاری. "

یزدان ویٹر کو بُری طرح پیٹتے پوچھ رہا تھا.

جبکہ وہاں موجود تمام افراد بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے یزدان کا یہ نارمل انداز دیکھ رہے تھے.

حُرمت نے جیسے ہی وہاں قدم رکھا سامنے کا منظر دیکھ وہ بھی اپنی جگہ شاک ہو چکی تھی. یزدان کے سب فیملی ممبرز اُسے بالکل نارمل ری ایکٹ کرتا دیکھ خوشی کی انتہاؤں کو چھونے لگے تھے. کسی کو ویٹر کا خیال ہی نہیں آیا تھا. جو بُری طرح پٹنے کے باوجود منہ نہیں کھول رہا تھا.

امل جو وہاں سے جانے لگی تھی. سامنے کا منظر دیکھ وہ بھی حیران رہ گئی تھی.

" بولو کس کے ساتھ ملے ہوئے ہو تم. ورنہ جان سے مار دوں گا میں تمہیں."

یزدان کو ویٹر کی خاموشی مزید غصہ دلا رہی تھی. جب اچانک صدام ہوش میں آتے یزدان کی طرف بڑھا تھا.

" یزدان تم ٹھیک ہو. کیا تم واقعی ٹھیک ہو چکے ہو. میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں. "

صدام یزدان کی گرفت سے ویٹر کو چھڑاتا اُس کا بازو تھامتے بے پناہ خوشی اور محبت سے بولتا یزدان کو ایک لمحے کے لیے منجمند کر گیا تھا. یزدان نے ایک نظر ارد گرد موجود لوگوں پر دوڑائی تھی. جو اُسے شاکی نظروں سے دیکھ رہے تھے. یزدان غصے سے مُٹھیاں بھینچ گیا تھا. اُس کی سچائی سب کے سامنے آچکی تھی. اگر وہ چاہتا تو اِس وقت بھی سچویشن کو اپنی فیور میں کر کے واپس پہلے کی طرح ری ایکٹ کر سکتا تھا.

مگر کچھ وجوہات کی بناپر اب اُس نے منظرِ عام پر آنے کا سوچ لیا تھا. وہ صدام کو دشمنوں کے نشانے پر اب نہیں دیکھ سکتا تھا. جس پر اُن کے دشمن آئے دن کوئی نہ کوئی حملہ کر کے اُسے نقصان پہنچانے کے لیے تیار رہتے تھے.

یزدان نے ویٹر کو گرفت سے آزاد کرتے کچھ فاصلے پر کھڑے اپنے آدمی کو اِسے یہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا تھا. ویٹر جو یزدان سے آزادی ملتے ہی بھاگا تھا. باہر کھڑے یزدان کے آدمیوں کی گرفت میں دوبارہ قید ہو چکا تھا.

یزدان آگے بڑھ کر صدام سے بغل گیر ہوا تھا. دونوں کی آنکھیں اِس وقت نم تھیں. اتنے ٹائم بعد وہ اِس طرح مل رہے تھے. صدام اکیلے دشمنوں کے وار سہتے بُری طرح تھک چکا تھا. مگر یزدان کو سہی سلامت اپنے سامنے دیکھ وہ اِس قدر خوش تھا. کہ کچھ دیر پہلے امل کے انکار سے ملنے والی پریشانی اور تکلیف خوشی کے نیچے دب چکی تھی.

سب لوگ باری باری یزدان سے ملتے اِس بات کو تو فراموش ہی کر گئے تھے کہ یزدان اچانک ٹھیک کیسے ہو گیا. مگر اُن سب کے لیے اتنی بڑی خوشی کے آگے کوئی بھی چیز ضروری نہیں رہی تھی.

" یزدان تم جانتے نہیں ہو تم لوگوں کے بغیر میں کتنی اکیلی پڑ گئی تھی."

عائشہ یزدان کے گلے لگی بُری طرح سسک رہی تھی. ایک حادثے نے اُس سے اُس کا پورا خاندان چھین لیا تھا. مگر آج پھر اپنے بھائی کو ٹھیک ٹھاک اپنے سامنے دیکھ وہ ایموشنل ہوئی تھی.

"آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا. تمہیں چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گا."

یزدان اپنی لاڈلی بہن کو سینے میں بھینچتا اُس کا دکھ اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا. کیونکہ وہ بھی پچھلے چار سال سے اُس جیسی تکلیف کا شکار ہی رہا تھا.

اپنوں کے عرصے سے مرجھائے چہروں پر آج اتنی خوشی اور رونق دیکھ یزدان کو ایک پچھتاوے نے بھی آن گھیرا تھا. کاش وہ بہت پہلے اپنی سچائی سب کے سامنے کھول دیتا. تو اُس کے اپنے اتنی تکلیف میں نہ رہتے.

بہت سارے خوشی بھرے چہروں میں ایک ایسا انسان بھی تھا. جس کو یہ خوشیاں ایک آنکھ نہیں بھارہی تھیں. وہ تھی ایس پی نورِامل. جس کو صدام جعفر کا خوشی سے جگمگاتا چہرا زہر لگ رہا تھا. یہ سب برداشت نہ کر پاتے وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھی.

" میرا پیارا بیٹا مجھے واپس مل گیا. "

نائمہ بیگم یزدان کی پیشانی چومتے ممتا بھرے لہجے میں بولی تھی. جس کے جواب میں یزدان نے محبت پاش نظروں سے اُن کی جانب دیکھتے اُنہیں اپنے سینے سے لگایا تھا. وہ اتنے سالوں سے اِن سب کے قریب ہوتے ہوئے بھی بہت دور تھا.

سب سے ملتے یزدان کی بے اختیار نظر نے اپنی ناراض بیوی کو ڈھونڈنا چاہا تھا.

جب توقع کے عین مطابق وہ یزدان کو تنے ہوئے نقوش کے ساتھ ایک کونے میں کھڑی اُسے ہی غصے سے گھورتے نظر آئی تھی. اُس کی ہاتھ میں تھامے گلاس پر سخت گرفت یزدان یہاں سے بھی باآسانی دیکھ سکتا تھا. جو اُس کے شدید ترین غصے کا ثبوت تھا.

یزدان اُس کے پاس جانا چاہتا تھا. مگر سب لوگ اُس کو اِس طرح گھیرے کھڑے تھے کہ وہ وہاں سے نکل ہی نہیں پا رہا تھا.

" حُرمت بیٹا میں نے کہا تھا نا آپ سے ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا. تو دیکھو یزدان سر بالکل ٹھیک ہو چکے ہیں. اب میری بہن کی زندگی خوشیوں سے بھر جائے گی. اب تو اپنی ناراضگی ختم کر دو ہم سے."

بلال اور اقصیٰ کے چہرے بھی خوشی سے جگمگا رہے تھے. وہ سپاٹ اور سرد تاثر چہرے پر سجائے کھڑی حُرمت کے قریب آتے بولے.

جو شادی کے بعد نہ تو اُن سے ملنے واپس گھر آئی تھی. اور نہ ہی اُن کے رحمانی ہاؤس آنے پر ٹھیک سے اُن سے ملی تھی.

حُرمت جو خونخوار نظروں سے اپنوں کے درمیان گھرے کھڑے یزدان رحمانی کو گھور رہی تھی. بلال کی بات پر کچھ سوچتے وہ اُن کی جانب پلٹی تھی.

" آپ چاہتے ہیں میں آپ سے اپنی ناراضگی ختم کر دوں تو ٹھیک ہے. ابھی اور اِسی وقت مجھے اپنے ساتھ گھر لے چلیں. "

حُرمت کا دل چاہا تھا وہ یزدان رحمانی سمیت پوری دنیا کو تہس نہس کر دے. یہ شخص پچھلے ایک مہینے سے اُس کو بے وقوف بناتا اُس کے جذبات سے کھیل رہا تھا. جس پر زرا سا بھی شرمندہ ہونے کے بجائے وہ اِس قدر خوش و خرم کھڑا تھا. یہ سارا تماشہ دیکھنا حُرمت کے بس سے باہر تھا.

حُرمت کی بات پر بلال نے حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا. اُنہیں تو لگا تھا. کہ یزدان کو ٹھیک دیکھ حُرمت بہت خوش ہو گی. مگر یہاں تو حالات کچھ اور ہی بیان کر رہے تھے.

" ہاں میری گڑیا آپ آنا گھر. وہ گھر آپ ہی کا تو ہے. مگر ابھی اِس وقت آنا مناسب نہیں ہو گا. دیکھو سب کتنے خوش ہیں. اور یزدان سر بالکل ٹھیک ہو گئے ہیں. یہ دیکھ کر بہت بڑا بوجھ میرے اُوپر سے سرک چکا ہے."

بلال حُرمت کو پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا.

" میری شادی کی ڈیکنگ تو صدام بھائی سے ہوئی تھی نا آپ کی. جب آپ کے وہ یزدان سر دماغی طور پر معذور تھے. تو اب اُنہیں کیسے پتا ہو گا کہ میں اُن کی بیوی ہوں.

میرے خیال میں آپ لوگوں کی ڈیکنگ صرف یہیں تک تھی. اِس سے پہلے کے آپ کے یزدان سر مجھ سے کسی قسم کے رشتے سے انکار کر دیں. ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے. اگر آپ کو مجھے ساتھ لے جانے سے اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے تو کوئی بات نہیں. میں آپ کی جاب

خطرے میں ڈال کر آپ کے ساتھ نہیں آؤں گی. میں ابھی اپنی فرینڈز کے پاس اُن کے ہاسٹل جا رہی ہوں. "

حُرمت اِس قدر بھری پڑی تھی. کہ ایک ہی سانس میں بلال کے سامنے کڑوا سچ رکھتے اُس کی نظریں جھکا گئی تھی. وہ جانتی تھی کہ اُس کے یہ بتانے پر کہ یزدان پاگل نہیں تھا. صرف ناٹک کر رہا تھا. کوئی اور تو کیا بلال بھی اُس کی بات ہر یقین نہیں کرے گا. اِس لیے اُس نے دوسرا طریقہ اپنایا تھا.

حُرمت کی بات پر بلال نے تڑپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا. وہ اپنی بہن کو مزید بدگمان اور ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا. اُس نے ایک نظر یزدان کی جانب دیکھا تھا. جو اپنی فیملی میں کافی بزی لگ رہا تھا.

بلال صدام اور یزدان کو بتائے بغیر نہیں جانا چاہتا تھا مگر حُرمت نے اُسے اِس قدر مجبور کر دیا تھا

کہ وہ حرمت سے نظر بچا کر ویٹر کو صدام کو اپنا پیغام دینے کا کہتا وہاں سے نکل آیا تھا.

حُرمت دل ہی دل میں یزدان سے ڈائیورس لینے کا سوچتی رحمانی ہاؤس سے نکل آئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا ہوا بھائی اتنی بے چینی سے کسے ڈھونڈ رہے ہیں."

یزدان حُرمت کو متلاشی نظروں سے دیکھ رہا تھا. مگر وہ اُسے کہیں دیکھائی نہیں دے رہی تھی.

یزدان کی یہ بے تابی وہاں موجود گھر کے تمام افراد نوٹ کر رہے تھے. عائشہ سے جب رہا نہ گیا تو

وہ یزدان کو چھیڑتے آخر بول ہی پڑی. جس پر سب کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

فنکشن سے سب مہمان تقریباً رخصت ہو چکے تھے. اب وہاں صرف گھر کے لوگ ہی موجود تھے. یزدان وہاں کسی کو بھی کسی قسم کے شک میں مبتلا ہونے سے پہلے کچھ جھوٹ اور سچ کی ملاوٹ کرتے بتا چکا تھا کہ وہ ایک مہینہ پہلے ہی ریکور کر چکا تھا. مگر ڈاکٹر کو اِس لیے منع کیا تھا. تاکہ وہ مکمل صحت یاب ہو کر سب گھر والوں کو اِس طرح سرپرائز دے سکے.

یزدان کی کہانی پر باقی سب تو یقین کر چکے تھے. لیکن صدام بالکل بھی مطمئین نہیں ہوا تھا.

" اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہا ہوں. اور کسے ڈھونڈوں گا. "

یزدان بھی اُن سب کے چھیڑنے پر بناشرمندہ ہوئے بولا.

" کونسی بیوی یزدان بیٹا پہلی بیوی فاریہ یا دوسری بیوی حُرمت. "

شہلا بیگم جو کب سے سب کو خوشیاں مناتے دیکھ رہی تھیں. موقع ملتے ہی آخرکار بول ہی پڑی تھیں.

جب کہ ہمیشہ کی طرح اُن کی بات وہاں موجود تمام افراد کے چہروں سے مسکراہٹ غائب کر گئی تھی. وہ کوئی بھی اِس وقت اتنے خوشی کے موقع پر فاریہ کا ذکر نہیں سننا چاہتے تھے.

" میں اپنی دوسری بیوی حُرمت یزدان رحمانی کی بات کر رہا ہوں. مگر لگتا ہے آپ کو میری پہلی بیوی کی بہت یاد آ رہی ہے. "

یزدان جو تمام حالات سے واقف تھا. شہلا بیگم کی بات پر بنا اپنا موڈ آف کیے سرد لہجے میں اُنہیں جواب دے گیا تھا. وہ اتنے دنوں بعد اپنے گھر والوں کو خوش دیکھ اِس وقت کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا.

اُس کے ہلکے پھلکے الفاظ مگر سخت تنبیہہ کرتے لہجے نے شہلا بیگم کو وہی چپ کروا دیا تھا. وہ سمجھ گئی تھیں یزدان کو اُن کی بات بہت بُری لگی ہے. اور اگلی بار وہ اُن کو اتنی عزت سے جواب بالکل بھی نہیں دیگا.

یزدان گھر کے باقی مردوں کی طرح بالکل بھی نہیں تھا. کہ شہلا بیگم اپنی فطرت سے مجبور اُس پر کوئی بھی طنز کرتیں اور وہ چپ رہتا. اُس کا غصہ عام غصہ بالکل بھی نہیں ہوتا تھا. شاید شہلا بیگم یہ بات بھول گئی تھیں. اُنہیں گیلانی ہاؤس کی ہر خوشی میں کچھ اُلٹا سیدھا بول اور کر کے اُن کی

خوشیاں غارت کرنے کی عادت ہو چکی تھی۔ مگر اِس وقت اُن کی مزید کسی گل اِفشانی سے پہلے ہی یزدان کے ایک ہی جواب نے اُنہیں خاموش کروا دیا تھا۔

" ابھی بلال صاحب کا میسیج ملا ہے۔ حُرمت بھابھی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ تو وہ اُن کو ساتھ لے گئے ہیں۔ تم سے مل کر اور بتا کر جانا چاہتے تھے۔ مگر ڈسٹرب کرنے کے خیال سے ویٹر کو میسیج دے کر چلے گئے۔"

صدام نے یزدان کے چہرے کے بگڑتے نقوش دیکھ بہت مناسب الفاظ میں بات بتائی تھی۔ مگر یزدان اصل بات سے واقف تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ حُرمت نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

باقی سب کو بھی حُرمت کا ایسے جانا عجیب سا لگا تھا۔ مگر کوئی کچھ بولا نہیں تھا۔

" مسز حُرمت یزدان رحمانی مجھ سے ٹکرلے کر ٹھیک نہیں کر رہی تم. اِس کی بہت بڑی قیمت بھی ادا کرنی پڑ سکتی ہے تمہیں."

یزدان نے حُرمت کی یہ حرکت کیسے ضبط کی تھی یہ وہی جانتا تھا. مگر اُس کے تنے نقوش بتا رہے تھے اب حُرمت کی خیر نہیں ہونے والی تھی.

" بھابھی سے کل مل لینا. فلحال مجھ سے تو مل لو تم. پچھلے چار سال کے بہت سارے حساب بے باک کرنے ہے تم سے. "

صدام یزدان کے کندھے پر ہاتھ رکھتا جتاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا.

جبکہ اُس کے طنزیا انداز پر یزدان اپنی ہنسی نہیں روک پایا تھا.

" ٹھیک کہا تم نے. مجھے واقعی تم سے آج کی رات کافی لمبی میٹنگ کرنی ہے."

یزدان حُرمت سے بعد میں اچھی طرح نبٹنے کا فیصلہ کرتے پہلے صدام کی جانب متوجہ ہوا تھا.

جس کا معاملہ کچھ زیادہ سیریس تھا

آج گیلانی ہاؤس اور رحمانی ہاؤس کا منظر دیکھنے لائق تھا. منگنی کا فنکشن تو کب سے ختم ہو چکا تھا.

مگر اُن سب گھر والوں کی محفل عروج پر تھی. وہ سب لوگ بہت ایکسائیٹڈ ہو کر یزدان کو بیتے

چار سال میں آئے بدلاؤ کے بارے میں بتا رہے تھے. جس پر یزدان کے ایکسپریشنز ایسے ہی تھے

جیسے وہ واقعی کچھ نہ جانتا ہو. جبکہ حقیقت اِس کے بالکل بر عکس تھی.

یزدان نہ صرف اِن سب باتوں کے بارے میں جانتا تھا. بلکہ اُسے اُن باتوں کا بھی علم تھا. جو

یہاں بیٹھے کسی شخص کو نہیں پتا تھیں.

صدام یزدان کی ایکٹنگ پر اُسے شرم دلاتی نظروں سے دیکھتا صرف پہلو بدل کر رہ گیا تھا.

" میرے خیال میں اب ہمیں سو جانا چاہیئے. یزدان کے لیے اتنی دیر تک بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے. ابھی وہ بیماری سے اُٹھا ہے. باقی باتیں آپ لوگ کل کر لینا. "

صدام جو خود یزدان سے تفصیلی بات کرنا چاہتا تھا. کسی کو وہاں سے اُٹھنے کو تیار نہ دیکھ آخر کار صدام کو خود کی بولنا پڑا تھا.

جس پر سب ہی یزدان کے آرام کا خیال کرتے تھوڑی دیر بعد اُٹھ گئے تھے. صدام باقی سب کے اُٹھنے سے پہلے ہی اپنے روم میں جا چکا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یزدان جیسے ہی صدام کے روم میں انٹر ہوا. صدام نے اُس پر کشنز کی برسات کر دی تھی.

" بہت بڑے ایکٹر ہو نا تم. مجھ سے بھی چھپائی تم نے اتنی بڑی بات. زرا شرم نہیں آئی تمہیں. کس قدر خوار کرتے رہے ہو تم مجھے."

وہ پوری پاور سے مارتا یزدان پر اپنا غصہ نکال رہا تھا. جبکہ یزدان خاموشی سے کشن کھاتا. صدام کے اتنا غصہ کرنے پر ہنس ہنس کر بے حال ہو رہا تھا. اُس کی نظروں کے سامنے وہ تمام لمحے گھوم رہے تھے. جب صدام اُسے کوئی پاگل انسان تصور کرتا چھوٹے بچوں کی طرح پچکارتا تھا.

لیکن صدام کی اگلی بات یزدان کی مسکراہٹ غائب کر گئی تھی.

" تم جانتے ہو کس قدر اکیلا پڑ گیا تھا میں. اور تمہاری وہ حالت کس قدر تکلیف کا باعث تھی میرے لیے."

صدام اپنی اچھی طرح بھڑاس نکالنے کے بعد سنجیدہ ہوتے صوفے پر جا بیٹھا تھا. جس پر یزدان بھی سنجیدہ ہوتے اُس کے سامنے براجمان ہوا تھا.

" میں جانتا ہوں مگر اِس سب کے پیچھے ایک بہت بڑا ریزن ہے. جو بہت جلد بتاؤں گا میں تمہیں. مگر آج بالکل بھی نہیں میں اُس تکلیف دہ ماضی میں فلحال نہیں جانا چاہتا. "

یزدان کے چہرے کے تاثرات یکدم پتھریلے ہوئے تھے. یزدان کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ صدام کو اُس کا درد اپنے دل میں محسوس ہوا تھا. وہ اچھے جانتا تھا. کہ بظاہر سب کے سامنے ہنس کر بات کرتے یزدان اپنے پیرنٹس کو یہاں سب کے بیچ نہ دیکھ کس قدر تکلیف میں تھا.

" اچھا اور حُرمت کا کیا چکر ہے. اُسے دیکھ کر جناب کا چہرا کیوں کھل اُٹھتا تھا. "

صدام نے یزدان کی بات سمجھتے دوبارہ وہ بات نہیں دوہرائی تھی۔ لیکن اُس کا اگلا سوال یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔ حُرمت کے اِس طرح چلے جانے پر بہت غصہ ہونے کے باوجود اُس کے ذکر پر یزدان کو دل میں ایک سکون سا اُترتا محسوس ہوا تھا۔

مگر اتنی جلدی یزدان رحمانی کا ظاہر ہونا آسان نہیں تھا۔

" مجھے کیا پتا۔ تم نے ہی نکاح کروایا میرا۔ میں تو پاگل تھا۔ کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر مسکرا سکتا تھا۔"

یزدان کے معصوم بننے پر صدام افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

" ہمم تم سے زیادہ معصوم انسان اِس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اتنے تم شریف کہ میرے کہنے پر نکاح کر لو۔"

صدام نے اُس کے انداز پر جل کر جواب دیا تھا. جس پر یزدان کا زوردار قہقہ برآمد ہوا تھا.

" میری چھوڑو. تم بتاؤ بہت محبت کرنے لگے ہو اُس لڑکی سے. "

یزدان بہت ہی نارمل انداز میں بات گھماتا اُس موضوع پر آیا تھا. جو اُس کے لیے سب سے زیادہ ضروری تھا.

" مطلب تم اِس بارے میں بھی باخبر ہو. "

یزدان کی بات پر صدام کی آنکھوں کا رنگ بدلا تھا.

" محبت تھی. مگر اُس کے مطابق وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے. "

صدام نے کنپٹی مسلتے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے.

" اُس نے کہا اور تم مان گئے. اور پیچھے ہٹ گئے. ویری ویلڈن. "

یزدان کو اپنا دوست بہت بکھرا سا محسوس ہوا تھا.

" پیچھے نہیں ہٹا. اِس بات پر تو بالکل بھی نہیں کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے. بلکہ تھوڑا کمزور پڑ گیا ہوں. یہ جان کر کہ وہ شدید نفرت کرتی ہے مجھ سے."

صدام کی بات پر یزدان نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" مطلب تم سب جانتے ہو."

یزدان کو لگا تھا. شاید صدام امل کی خود کے لیے نفرت سے لا علم ہے.

" سب کچھ نہیں صرف یہی کہ بہت نفرت کرتی ہے مجھ سے. اور میرے پاس جاب کرنے کے پیچھے اِسی قسم کا کوئی مقصد ہے اُس کا. ابھی کچھ گھنٹوں پہلے ہی یہ خبر ملی ہے مجھے. اِس سے زیادہ کچھ پتا نہیں چل سکا."

صدام کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ تھی.

" ھمم بہت ہوشیار ہے. بہت بڑی پلاننگ کر کے رکھی ہے اُس نے. میرے آدمی پتا لگانے کی کوشش کر رہے ہیں بہت جلد اُس کی اصلیت سامنے آ جائے گی. "

یزدان سے صدام کا یہ انداز دیکھنا مشکل ہو رہا تھا. اُس پر ہوتا تو اب تک امل کو اُس کے انجام تک پہنچا چکا ہوتا. مگر صدام کی آنکھوں میں اُس لڑکی کے لیے بے پناہ محبت دیکھ وہ مجبور ہو چکا تھا.

" تمہیں وعدہ کرنا ہو گا مجھ سے. امل چاہے میرے خلاف کچھ بھی کرے. مگر تم اُسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاؤ گے. اُسے اُس کے ہر عمل کا جواب میں خود دوں گا."

صدام جیسے یزدان کے چہرے کے تاثرات سے اُس کے ارادے سمجھ گیا تھا. اِس لیے اُسے ایسا کچھ بھی کرنے سے باز رکھا تھا.

" اور اگر میں کہوں کہ اُس دن تم پر حملہ اور آج تمہیں زہر دلوانے کے پیچھے اُسی کا ہاتھ ہے تو. "

یزدان صدام کی محبت کی شدت جان چکا تھا. اِس لیے امل کے حوالے سے اپنے شک اُس کے سامنے لاتے ہوئے بولا.

یزدان کی بات پر صدام نے تلخی سے مسکراتے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" تو اُس کی اصلیت سامنے آنے سے پہلے میں اُس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں. "

صدام کے دوٹوک انداز پر یزدان نے گہری نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے. مگر میں شدید محبت کرنے لگا ہوں اُس سے. اُس پر پورا اختیار حاصل کرنا چاہتا ہوں. اُس کی اصلیت سامنے آنے کے بعد جو بھی ہو. میں اُس سے نفرت کروں یا محبت مگر وہ میری ہونی چاہیئے. اُس پر صرف اور صرف میرا حق ہونا چاہئے. "

صدام کی آنکھوں میں غصے اور اضطراب کی جھلک دیکھ یزدان ہولے سے مسکرا دیا تھا. شدت پسندی میں اُس کا دوست اُسی پر ہی گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بابا پلیز آپ سے کہا تھا نا میں نے. ابھی کچھ عرصے تک میں شادی نہیں کرنا چاہتی. اُس کے بعد آپ جس سے بھی کہیں گے. میں خاموشی سے شادی کر لوں گی. پر پلیز ابھی نہیں."

امل اشفاق صاحب کی پھر وہی شادی والی ضد پر اچھی خاصی ٹینشن کا شکار ہوئی تھی. کیونکہ پہلے کی نسبت وہ اُسے کافی زیادہ سنجیدہ نظر آرہے تھے. امل کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے اُنہیں سمجھائے. کہ وہ اِس وقت خود کو کن کاموں میں اُلجھائے ہوئے تھی.

" کب شادی کرو گی تم جب میں مر جاؤں گا تب. آج تک تمہاری ہر خواہش پوری کی ہے. تم نے کہا فورسز میں جانا ہے جانے دیا. تم راتوں اپنی ڈیوٹیز کی وجہ سے گھر سے غائب رہتی ہو کبھی نہیں ٹوکا تمہیں. پچھلے چار سال سے مسلسل تم میری بات کو ٹال رہی ہو. لیکن اب اور نہیں. میری بیماریاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں. میں مرنے سے پہلے تمہیں اپنے گھر کا ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں. ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے تمہارے لیے. میں آج ہی سارا کچھ فائنل کر چکا ہوں. دو دن بعد نکاح کی رسم ہے تمہاری. اگر تمہارے دل میں زرا سی میری عزت اور لحاظ ہے. تو تم اب انکار نہیں کرو گی. لیکن اگر انکار کیا تو اُس کے بعد اپنی شکل مت دیکھانا مجھے."

اشفاق صاحب کھردرے اور سفاک لہجے میں کہتے اپنی جگہ سے اُٹھے تھے. وہ جانتے تھے اُن کی ضدی بیٹی کو وہ کیسے قابو کر سکتے ہیں. آج ہی امل کے لیے اُن کے دوست کے توسط سے بہت اچھا رشتہ آیا تھا. جسے وہ امل کی بے جا ضد کی وجہ سے کسی صورت گوانا نہیں چاہتے تھے. اِس لیے آدھی بات اپنے پاس سے جوڑتے وہ امل کو راضی کرنا چاہتے تھے.

جبکہ امل اُن کی بات پر پھٹی پھٹی نظروں سے اُن کی جانب دیکھ رہی تھی. وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی کہ یہ اُس کے وہی شفقت اور محبت برسانے والے مہربان بابا ہیں. جنہوں نے کبھی اُس سے اُونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی.

اور آج کیا کیا بول گئے تھے.

امل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے. اُسے محسوس ہوا تھا. شاید وہی بہت زیادہ ضد کر رہی ہے. جو اُس کے بابا کو ایسے بات کرنی پڑی.

" اوکے بابا میں تیار ہوں اِس نکاح کے لیے. مگر میری ایک شرط ہے."

اشفاق صاحب جو حال سے نکل رہے تھے. امل کے اقرار نے جہاں اُنہیں خوشی دی تھی وہیں اُس کی شرط رکھنے پر واپس پلٹے تھے.

" کیسی شرط."

اشفاق صاحب کو کچھ کچھ اندازہ تو تھا ہی کہ امل کیا کہنا چاہتی ہے.

" آپ اُن لوگوں کو نہیں بتائیں گے. کہ میں ایک پولیس آفیسر ہوں. پلیز بابا میری یہ ایک بات مان لیں. آپ جو کہیں گے میں وہ بات مانوں گی. مگر پلیز آپ میری یہ شرط مان لیں."

امل بھیگی آنکھوں سے اپنے بابا کی جانب دیکھتی ملتجی لہجے میں بولی.

وہ اِس سب کے چکر میں اپنے مشن کو رسک میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی.

" ٹھیک ہے نہیں بتاؤں گا. لیکن اگر تم نے اپنا افسری پنا جھاڑتے اِس نکاح کو رکوانے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا ہوئی نہیں ہو گا. "

اشفاق صاحب جیسے اپنی بیٹی کی حرکتوں سے واقف تھے. اِس لیے اُسے سختی سے وارن کرتے اپنے روم کی جانب بڑھ گئے تھے.

اُن کے جانے کے بعد امل بے جان سی ہوتی صوفے پر ڈھے گئی تھی. یہی بات اگر اشفاق صاحب اُس سے ایک مہینہ پہلے کہتے تو شادی کے لیے رضامندی دیتے امل کو اِس قدر تکلیف نہ ہوتی. مگر اِس وقت اُس کا دل عجیب بے چین سا ہو چکا تھا. کسی کا محبت بھرا اقرار اُس کی سماعتوں

میں گونجتا اُس کو بے کل سا کر گیا تھا. اپنے دل کی بگڑتی حالت پر اُسے اب اپنے بابا کا فیصلہ ٹھیک لگ رہا تھا.

شاید یہ نکاح ہی اُس کے دل و دماغ کو عجیب و غریب کیفیت سے نکال پائے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اب بس بھی کر دو تم لوگ. ایک مہینے کی چھٹیوں پر گئی تھی میں. ایک سال کی نہیں جو تم لوگوں کے طعنے اور ناراضگی ختم ہی نہیں ہو رہی. "

حُرمت آخر کار اُن سب کے سوالوں سے تنگ آتی چڑ کر بولی.

کل سے وہ ویسے ہی غصے سے اندر ہی اندر پاگل ہو رہی تھی. اُس کا دل چاہ رہا تھا یزدان رحمانی اُس کے سامنے ہو اور وہ اپنے ہاتھوں سے اُسکا قتل کر دے. جس نے پورا ایک مہینہ اُس کو بے وقوف بنا کر کس حد تک ستایا تھا. اور پاگل پن کی آڑ میں معصوم بن کر جو خدمتیں کروائی تھیں.

وہ تو سوچ کر ہی حُرمت کے پسینے چھوٹ جاتے تھے.

اُس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب کبھی اُس شخص کے سامنے نہیں جائے گی. اور بہت جلد اُس سے طلاق لے لے گی.

یزدان رحمانی کے ساتھ رہتے اُسے اُس سے ایک انسیت سی ہو گئی تھی. اُسے یزدان رحمانی کا اپنے حواسوں میں نہ ہونے کے باوجود اتنا کیئرنگ انداز بہت اچھا لگنے لگا تھا. مگر باقی سب کی طرح یزدان رحمانی نے بھی اُس کا بھروسہ بہت بُری طرح توڑا تھا.

اقصیٰ کے منع کرنے کے باوجود وہ آج یونی آگئی تھی. اقصیٰ اور بلال کل اُس کے اِس طرح بنا بتا کر آنے کی وجہ سے کافی پریشان تھے. اُن کے مطابق یہ حُرمت کے سسرال کا معاملہ تھا. اتنے بڑے لوگوں کے ساتھ رشتہ داری نبھانا ویسے ہی مشکل تھا. اُوپر سے حُرمت کا بچکانہ بی ہیوئیر اُن کو مزید پریشان کر گیا تھا.

مگر حُرمت کو تو پرواہ ہی نہیں تھی. نہ یزدان رحمانی کی نہ ہی اُس کے اُونچے خاندان کی.

" اچھا ناراض کیوں ہو رہی ہو. یہ بتاؤ اِس ایک مہینہ کیا کیا. کہاں گئی تھی تم جو اتنی چھٹیاں لینی پڑی تمہیں."

کشمالہ حُرمت کا بدلتا موڈ دیکھ جلدی سے بولی.

" کہیں نہیں. بس یہی سمجھ لو غلطی سے ایک جلاد کی قید میں چلی گئی تھی. مگر اب میں بالکل آزاد ہوں. "

حُرمت بڑے ہی سکون سے جواب دیتی کچھ فاصلے پر موجود شخص کو نہیں دیکھ پائی تھی. جو کیپ کی مدد سے اپنا چہرا ڈھکے اپنی بیوی کی بات ملاحظہ فرما رہا تھا.

رات کو اُس نے بہت مشکل سے حُرمت کو چھوٹ دی. مگر اب مزید حُرمت کا اُسے خود سے دور رہنا گوارہ نہیں تھا. ابھی بھی آفس جانے سے پہلے وہ ایک بار پھر اُس کا وہ چیختا چلاتا رُوپ دیکھنا چاہتا تھا.

" مس حُرمت آپ کو ایچ او ڈی اپنے آفس میں بلا رہے ہیں. "

پین کے پیغام پر حُرمت کا چہرا لٹک گیا تھا. وہ جانتی تھی. بنا بتا کر چھٹیاں کرنے کی وجہ سے اب

اُس کی سر سے اچھی خاصی انسلٹ ہونے والی تھی.

حُرمت نے جیسے ہی آفس میں قدم رکھا اُسے سر کہیں نظر نہیں آئے تھے.

" سر مجھے بلا کر کہاں چلے گئے. بیٹھوں یا چلی جاؤں."

حُرمت آفس کے بیچوں بیچ کھڑی ابھی یہی سوچ رہی تھی. جب اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی

آواز پر وہ ڈر کر پلٹی تھی.

اپنے پیچھے کھڑے نقاب پوش کو دیکھ حُرمت کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا.

"تم...... تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی. اور مجھے یوں بلانے کی. یزدان رحمانی میں تمہارا

سارا کھیل سمجھ گئی ہوں. اب میرے سامنے یہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے."

حُرمت اب کسی قیمت پر اِس شخص کے ڈراوے میں نہیں آنا چاہتی تھی.

اِس لیے بنا اُس سے خوف کھائے اُس کی جانب دیکھتی نڈر لہجے میں بولی.

جبکہ حُرمت کا یہ انداز یزدان کو مزید اپنا دیوانہ بنا گیا تھا. جہاں اُسے باقی کسی بھی فرد کا اُس سے اُونچی آواز میں چلانا یا بات کرنا سخت ناپسند تھا. وہیں باقی بہت سی خلافِ مزاج باتوں کی طرح یزدان کو اپنی چہیتی بیوی کی یہ بات بھی بہت پسند تھی. یہ لڑکی اپنی ہر ادا سے اُس کو بُری طرح گھائل کرتی جا رہی تھی.

وہ بنا کچھ بولے خاموشی سے اُس کی جانب بڑھا تھا. بند کمرہ اُوپر سے جو تیور لیے وہ حُرمت کے قریب آ رہا تھا. حُرمت کی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگ گئی تھیں.

مگر چہرے سے اُس نے ابھی بھی اپنا خوف ظاہر نہیں ہونے دیا تھا.

" تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ کیوں بلاوجہ پیچھے پڑے ہو میرے۔"

حُرمت پیچھے ہوتی دیوار سے آلگی تھی۔ یزدان کو خود سے چند قدموں کے فاصلے پر دیکھ وہ آخرکار اُس کی خاموشی پر زچ ہو کر کہتے اُس کی دائیں جانب سے نکلنا چاہا تھا۔

" تم ہو میرا مسئلہ۔ بہت اچھی لگتی ہو مجھے۔ شادی کرو گی مجھ سے۔"

یزدان اُس کی کلائی تھام کر اُسے واپس دیوار سے لگاتا خمار بھری سرگوشی کرتا حُرمت کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

وہ جب بھی اِس بات پر یقین کر لیتی تھی۔ کہ یہ نقاب پوش یزدان ہی ہے۔ وہ کوئی ایسی حرکت کر دیتا تھا۔ کہ حُرمت پھر کنفیوز ہو جاتی تھی۔

اِس وقت بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

" تم واقعی ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو. شرم آنی چاہئے تمہیں ایک شادی شدہ لڑکی سے ایسی بکواس کرتے ہوئے."

اُس نقاب پوش کی بات حُرمت کو آگ لگا گئی تھی. جس پر طیش میں آتے حُرمت کی زبان پھسل گئی تھی.

اُسے ہوش تب آیا جب مقابل کا چھت پھاڑ قہقہ اُس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا.

حُرمت نے فوراً زبان دانتوں تلے دبائی تھی. اگر یہ شخص یزدان ہی تھا. تو وہ بہت بڑا بلنڈر کر چکی تھی.

" تمہارے اُس پاگل شوہر کو ختم کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے."

حُرمت کے ارد گرد بازو ٹکاتے اُس پر ہلکا سا جھکتے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اُس کا سانس روک گیا تھا.

" دور رہو مجھ سے۔ پاگل میرا شوہر نہیں تم ہو۔ ہر وقت میرا پیچھا کیوں کرتے ہو تم۔ تم اِس نقاب کو اپنے چہرے سے ہٹاتے کیوں نہیں ہو۔"

حُرمت دیوار کے ساتھ بالکل چپکی کھڑی عجیب سی کشمکش کا شکار تھی۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کہ کیا یہ واقعی یزدان ہی ہے یا کوئی اجنبی ہے۔ یزدان کے دروازہ بند کرتے ہی کمرے میں اندھیرا اچھیل گیا تھا۔ اِس وجہ سے وہ آج بھی اُسے واضح طور پر دیکھنے اور پہچاننے سے قاصر تھی۔

" ہاں میں تو پاگل ہوں۔ تمہارے پیار میں پاگل دیوانہ۔ اور جہاں تک بات نقاب ہٹانے کی ہے۔ اگر یہ چہرے سے ہٹ گیا تو خیر تمہاری ہی نہیں ہونی۔ سوچ لو۔"

یزدان کو حُرمت کی اُڑی رنگت دیکھ مزا آ رہا تھا۔ وہ اِس وقت غصے سے لال ہوتی یزدان کو اتنی پیاری لگی تھی کہ وہ بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے کھڑا تھا۔ اور اُس نے حُرمت کو ٹھیک ہی کہا

تھا. اگراب تک اُن کے بیچ یہ نقاب حائل نہ ہوتا تو یزدان سے کوئی گستاخی ضرور سرزد ہو چکی ہوتی.

حُرمت کو یہ نقاب پوش پہلے دن سے ہی انتہائی چھچھورا لگا تھا. اور آج تو اُس نے حد ہی کر دی تھی. مگر حُرمت آج کسی بھی صورت اُس کی شکل دیکھنا چاہتی تھی. اِس لیے اُس کی فضول باتوں کے جواب میں وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ گئی تھی.

" میں نہیں ڈرتی کسی بھی بات سے. تم میں اگر زرا سی بھی ہمت ہے تو نقاب اُتار کر دیکھاؤ."

حُرمت کو اُس کی مسکراتی آنکھیں زہر سے بھی بُری لگ رہی تھیں.

" سوچ لو."

یزدان نے اُس کی چٹیا سے نکلی بالوں کی لٹوں کو اُنگلی پر لپیٹتے مخمور لہجے میں کہا تھا. حُرمت کی خوشبو اُس پر بُری طرح اثر کرتی اُس کے اعصاب کو مزید بہکنے پر مجبور کر رہی تھی.

حرمت نے اُس کا ہاتھ پیچھے کرتے خونخوار نظروں سے اُسے دیکھا.

" سوچ لیا. "

اب کی بار یزدان کا گستاخیاں کرتا ہاتھ حُرمت کے نرم گالوں پر پھسلا تھا. جس پر حُرمت کا دل چاہا تھا. اِس ہاتھ کو ہی توڑ دے.

حُرمت نے زچ ہو کر دانت پیستے جواب دیا تھا.

یزدان حُرمت کا خون چھلکاتا لال چہرہ دیکھ اُس کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہاتھ بڑھا کر اپنے چہرے سے نقاب ہٹانے لگا تھا.

حُرمت سانس روکے ساکت نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی. جیسے ہی یزدان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا حُرمت کا چہرا مزید لال ہوا تھا. اُس کا شک بالکل ٹھیک نکلا تھا.

لیکن ابھی جو تھوڑی دیر پہلے اُس نے اپنے شادی شدہ ہونے کا بتا کر اپنے شوہر کے حوالے سے جو بکواس کی تھی. اُس کا دل چاہا تھا کہیں زمین پھٹے اور وہ اِس میں سما جائے.

یزدان رحمانی کو نقاب پوش کی جگہ دیکھ حُرمت کا دل اب زور زور سے دھڑک رہا تھا.

حُرمت کے دل سے آخری اُمید بھی ختم ہو چکی تھی. اِس شخص نے اُسے ہر طرح سے دھوکہ ہی دیا تھا.

" ہٹو میرے آگے سے یزدان رحمانی. تم سے بڑا فراڈ اور دھوکہ باز انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا. تم نے......"

حُرمت نے یزدان کی گہری پر تپیش بولتی نظروں سے خود کو کمزور پڑتا محسوس کیا تھا. اِس لیے یزدان کو دیوار بن کر اپنے آگے تنے دیکھ ابھی مزید کچھ سخت بولنے ہی والی تھی. جب یزدان نے اُس کے نازک ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے حُرمت کے الفاظ کے ساتھ اُس کی سانسیں بھی جیسے روک دی تھیں.

" مسسز یزدان رحمانی مانتا ہوں آپ کو حق حاصل ہے مجھ پر چلانے غصہ کرنے کا. لیکن اپنے الفاظ کی سنگینی پر تھوڑا دھیان دیں یہ گستاخی آپ کو کافی مہنگی پڑ سکتی ہے. ابھی تو کل بنا مجھے بتائے میری اجازت کے بغیر گھر سے جانے والی گستاخی کی سزا دینا باقی ہے. اِس نازک جان کا اتنی سزائیں برداشت کرنا انتہائی مشکل ہو جائے گا. "

یزدان حُرمت کی کان کی لوح پر ہونٹ رکھتے حُرمت کی جان نکال گیا تھا.

حُرمت جس کو اِس ڈرامے باز شخص پر بہت غصہ تھا. اُس کا استحقاق بڑھا انداز اور قریب آنا اُس کی دھڑکنیں بے ترتیب کرنے کے ساتھ ساتھ مزید طیش دلا گیا تھا. اُس نے یزدان کے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کی جانب دھکیلنا چاہا تھا.

" یزدان رحمانی مجھے کوئی عام بزدل لڑکی سمجھنے کی غلطی مت کرنا. جو تمہاری پرسنیلٹی اور حیثیت دیکھ تم پر مر مٹے گی. اور تمہاری ہر فضول حرکت برداشت کرے گی. میں حُرمت قریشی ہوں جس کو اپنی خوشی اور حق کے لیے لڑنا اچھے سے آتا ہے. تم مجھ سے اِس قسم کی کوئی زبردستی نہیں کر سکتے. "

حُرمت اِس شخص کی گہری تپش زدہ نظروں سے گھائل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اِس لیے چیختے چلاتے اُسے خود سے دور رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ جبکہ یزدان اُس کے ارد گرد بازو جمائے آرام سکون سے کھڑا اُس کی خفگی انجوائے کر رہا تھا۔

پچھلے ایک مہینے سے اِس شخص نے اُس کا جو جینا حرام کر کے رکھا ہوا تھا۔ اور اب پھر جو دوبارہ اُس پر اپنی مرضی چلا رہا تھا۔ یہ سب اب حُرمت کی برداشت سے باہر تھا۔

ہمیشہ سے اُس کی لائف میں اُسی کی چلتی آئی تھی۔ اُسے بالکل بھی گوارہ نہیں تھا کوئی اُس پر حکم چلائے۔ جبکہ دوسری جانب بھی معاملہ کچھ ایسا ہی تھا۔ یزدان نہ صرف اپنی لائف اپنی مرضی سے گزارتا تھا۔ بلکہ اپنے سے منسلک لوگوں پر بھی کافی حد تک اپنی مرضی چلانے کی عادت تھی اُسے۔ مگر دوسروں کی خوشی کا خیال رکھتے ہوئے۔ اور اُسے حُرمت کی خوشی بھی صرف اپنے

ساتھ میں ہی نظر آرہی تھی. اِس لیے اُس کے چیخنے چلانے کے باوجود وہ اُسے ہر حال میں اپنے ساتھ ہی رکھنا چاہتا تھا.

" میری جان تمہاری یہی باتیں تو مجھے تمہارا دیوانہ بناتی ہیں. میں جانتا ہوں تمہیں میری شخصیت میری دولت جائیداد سے پیار نہیں ہے. اور نہ ہی کبھی ہوگا. کیونکہ مجھے یقین ہے ایک دن تم میری روح سے محبت کروگی.

اور یزدان رحمانی کی اتنی جرأت کہاں کہ وہ مسز یزدان رحمانی سے زبردستی کرے. میں تو بس تھوڑا سا پیار کر کے اُن تمام خدمتوں کا معاوضہ ادا کرنا چاہتا تھا. جو پچھلے ایک مہینے سے میری بیوی میری کررہی ہے. تاکہ اِن بہت سارے الزاموں کے ساتھ مجھ پر یہ الزام نہ لگ جائے کہ میں بہت بڑا احسان فراموش بھی ہوں."

یزدان جب بھی اِس لڑکی کے قریب ہوتا تھا. اُس کی روح تک میں سکون اُتر جاتا تھا. مگر ستم یہ تھا کہ نہ تو یہ لڑکی ابھی اُس کی بے پناہ محبت سمجھ رہی تھی اور نہ ہی وہ ابھی سمجھا سکتا تھا.

" مگر میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی مجھے نہ ہی تم سے کوئی پیار محبت کرنی ہے. اور نہ ہی مجھے اُن خدمتوں کا صلا چاہیئں. "

حُرمت بس کسی طرح اِس شخص کے چنگل سے نکلنا چاہتی تھی. اِس لیے وہ خود کو مضبوط کیے یزدان کے ہر وار سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی. جواب اُس کے اُوپر جھکا اپنا چہرا حُرمت کے چہرے کے بہت قریب کیے ہوئے تھا.

یزدان پر حُرمت کی سانسوں کی مہک ایک دلفریب احساس چھوڑ رہی تھی. یزدان حُرمت سے بے پناہ محبت کرتا تھا. وہ اُس کے قریب رہنا چاہتا تھا. اُسے محسوس کرنا چاہتا تھا. حرمت جس بات کے حق میں بالکل نہیں تھی.

لیکن یزدان نے کبھی کسی کی بات سنی تھی جو اب سنتا. اُس پر حُرمت کی باتوں کا ایک پرسنٹ اثر نہیں ہو رہا تھا. بلکہ اُس کا غصہ دیکھ مزید پیار آرہا تھا.

یزدان نے جھک کر اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتے باری باری حُرمت کے گلابی دھکتے گالوں پر ہونٹ رکھتے حُرمت کو ہلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا.

" تمہیں پسند ہے یا نہیں. تمہاری مرضی ہو یا نہ ہو. تمہیں اب رہنا ہے تو صرف یزدان رحمانی کے ساتھ. اور زبردستی کرنے میں تو مجھے ویسے بھی بہت مزا آتا ہے. "

یزدان حُرمت کے گالوں کی نرمی اپنی اُنگلی کی پوروں سے چھوتا اُس کی رہی سہی کسر بھی پوری کر گیا تھا.

" یزدان رحمانی تم واقعی ایک پاگل انسان ہو. میں نے جب کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی. مجھے ابھی اور اِسی وقت تم سے طلاق چاہیئے. "

حُرمت یزدان کی بڑھتی جسارتوں سے گھبرا کر غصے سے چیختے ہوئے بولی. جبکہ اُس کا آخری جملہ کب سے اُسکی گستاخیاں اور بدتمیزیاں برداشت کرتے یزدان رحمانی کے غصے کو ہوا دے گیا تھا.

یزدان نے حُرمت کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا تھا. اتنا کہ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کہ بہت قریب تھے. حُرمت بالکل اُس کے کسرتی وجود کے ساتھ چپکی کھڑی تھی.

حُرمت کو یزدان کی لال آنکھیں اور چہرا اتنا قریب دیکھ حالت خراب ہوئی تھی. اُس کا دل زور زور سے دھڑکنیں لگا تھا.

یزدان نے جھک کر حُرمت کے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوا تھا. حُرمت اُس کے حصار میں بالکل کانپ کر رہ گئی تھی. اُسے یزدان سے اِس قدر جرأت کی اُمید بالکل نہیں تھی.

" یہ لفظ پہلی اور آخری بار اِن ہونٹوں سے نکلا ہے. اگر دوباہ یہ الفاظ یہاں سے ادا ہوئے تو میری سزا سہنہ تمہارے بس کی بات نہیں رہے گی. آج تمہاری پہلی اور آخری غلطی مان کر بہت مہلت دی ہے."

یزدان کے ہونٹوں کی گستاخیاں عروج پر تھیں. وہ رکا نہیں تھا. اُس کا اگلا شکار حُرمت کی تھوڑی پر موجود خم تھا. جس پر ہونٹ رکھتے اُس نے اپنے دل تک سکون اُترتا محسوس کیا تھا.

حُرمت کو سمجھ نہیں آرہا تھا. اِس اُلٹے دماغ کے شخص کو کیسے کنڑول کرے. جو یہ سب کرنے کا حق تو رکھتا تھا. لیکن اُسکی بڑھتی جسارتیں حُرمت پر قیامت ثابت ہو رہی تھیں.

جبکہ دوسری جانب یزدان حُرمت کو بتانا چاہتا تھا. کہ حُرمت کا لمس اُس کے لیے کسی مرہم سے کم نہیں تھا. صبح, شام اور رات اُسے صرف حُرمت چاہیئے تھی.

" یزدان رحمانی چھوڑو مجھے. میری کلاس ہے مجھے جانا ہے."

حُرمت اب سمجھ چکی تھی کہ وہ جتنی ضد اور غصہ دیکھائے گی یہ شخص ڈبل دیکھائے گا. اِس لیے بہت حوصلہ پیدا کرتے وہ بہت آرام سے بولی تھی. مگر اُس کا ہر انداز ہی یزدان رحمانی کے دل پر بجلیاں گرانے کے لیے کافی ہوتا تھا. جیسے ابھی حُرمت کے نرم الفاظ یزدان کے دل کو مزید پاگل کر گئے تھے.

یزدان نے جھکتے حُرمت کو اپنے بازوؤں میں اُٹھا لیا تھا. حُرمت کا دل اُس کی اِس حرکت پر اُچھل کر حلق میں آن پہنچا تھا. اُس نے گرنے کے ڈر سے یزدان کا گریبان مُٹھی میں دبوچ لیا تھا.

حُرمت کا دماغ بالکل گھوم چکا تھا. وہ چاہے غصے سے بولے یا نرمی سے یزدان رحمانی جیسے اپنی مرضی کرنے والے اُلٹے دماغ کہ شخص کو سنبھالنا اور سمجھنا واقعی بہت مشکل تھا.

" چھوڑو مجھے یہ کیا بے ہودگی ہے."

حُرمت دانت پیستے چلائی تھی. مگر دوسری جانب اثر کس کو تھا. یزدان اُس کی ہر بات کا جواب اب باتوں سے نہیں عمل سے دے رہا تھا.

" پہلے تو بے ہودگی نہیں دیکھائی مگر اب دیکھانے لگا ہوں."

یزدان نے جھک کر حُرمت کی سُرخ ہوتے گال پر ہلکے سے دانت گاڑھتے اپنے دل کی ایک اور خواہش پوری کی تھی. جبکہ حُرمت اُس کی ایک اور گستاخی پر جی جان سے سُلگ اُٹھی تھی.

یزدان رحمانی کی لمحہ بالمحہ بڑھتی گستاخیاں پر حُرمت کا سارا خون نچوڑ کر چہرے پر آگیا تھا. اور دل زور زور سے دھڑکتا اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ رہا تھا.

یزدان کا ہر لمس اِس قدر استحقاق اور شدت بھرا ہوتا تھا. کہ حُرمت کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی.

یزدان بہت ہی نرمی سے حرمت کو وہاں پڑے صوفے پر بیٹھاتے خود اُس کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ چکا تھا.

جبکہ حُرمت اُس کو اِس طرح اپنے قدموں میں بیٹھتا دیکھ بوکھلا سی گئی تھی. کیونکہ وہ ابھی تک اِس شخص کی زندگی میں اپنے مقام سے واقف نہیں ہوئی تھی. یزدان حُرمت کے سامنے ابھی اپنی کوئی بھی بات کھولنا نہیں چاہتا تھا. مگر اُسے ہر وقت اپنے پاس بھی رکھنا چاہتا تھا. اُس لیے اُس نے حُرمت کو اپنے طریقے سے ڈیل کرنے کا سوچا تھا.

" تمہیں مجھ سے آزادی چاہیئے. "

یزدان حُرمت کے نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامتا بہت ہی ضبط سے بولا تھا.

یزدان جس طرح حُرمت کے اتنے سخت لفظوں کو خاموشی سے سہتا اب اُس کے سامنے بیٹھا تھا.

اگر یہ سب صدام یا گھر کا کوئی فرد دیکھ لیتا تو اُس کا صدمے میں جانا لازمی تھا.

یزدان رحمانی جو ہمیشہ پریکٹیکل زندگی گزارتا آیا تھا. اُس کا اِس طرح کسی لڑکی کے آگے جھکنا بہت ہی ناممکن بات تھی. لیکن سامنے بیٹھی لڑکی یزدان کی بے پناہ محبت اور چاہت ہونے کے ساتھ ساتھ اُس کی دوا بھی تھی.

اُس کی جو بیماری بہت سارے ڈاکٹرز اور بڑے بڑے سرجنز ٹھیک نہیں کر پائے تھے. وہ اِس لڑکی کی قربت اور لمس نے کر دیکھایا تھا. اِس نے یزدان رحمانی سے بہت بے دردی سے اُس کے عزیز ترین رشتے چھن جانے کے بعد اُس کو درندہ بننے سے بچایا تھا. ایسے بہت سے راز تھے

جو کوئی اور تو کیا ابھی تک حُرمت بھی نہیں جانتی تھی. اور یزدان خود سے یہ بات ڈیسائیڈ کر چکا تھا. کہ وہ یہ باتیں حُرمت کو تب تک نہیں بتائے گا. جب تک وہ بھی اُس کی محبت میں ویسے ہی گرفتار نہ ہو جائے. جیسے وہ اُس کا دیوانہ ہے.

حُرمت کا اُس کے قریب رہنا یزدان کے لیے اُس کی سانسوں کے برابر اہمیت رکھتا تھا.

یزدان نے حُرمت کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کرتے اُس کے ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں چوم لی تھیں. یزدان کے پر شدت لمس پر حُرمت کا دل جی جان سے کانپ اُٹھا تھا.

اِس شخص کا لمس برداشت کرنا تو حُرمت کے لیے مشکل تھا ہی مگر اُس سے بھی زیادہ مشکل تھا یزدان کی گہری جان لیوا نگاہوں کا وار.

یزدان نے جس طرح اُس کے قدموں میں بیٹھ کر بنا لفظوں سے بیان کیے اُسے اپنی زندگی میں اُس کے مقام کی اہمیت واضح کی تھی یہ بات حُرمت کے دل پر بہت گہرائی سے رقم ہوچکی تھی.

اُس نے ہمیشہ ہر رشتے سے ایسی امپورٹنس اور محبت ہی تو چاہی تھی. مگر ہمیشہ اُسے دھوکہ ہی ملا تھا. اُس کا دل بُری طرح سے توڑا گیا تھا. اِس لیے اب کسی سے بھی کوئی اُمید وابستہ کرنا حُرمت نے سختی سے ترک کردیا تھا. اور یزدان تو اُس کی لائف میں بہت پیچھے سٹینڈ کرتا تھا. اُس پر تو وہ کسی صورت اعتبار نہیں کرنا چاہتی تھی. جس نے اُس سے اپنے رشتے کی بنیاد ہی جھوٹ پر رکھی تھی.

لیکن اِس وقت یزدان کے تیور اِس قدر بدلے ہوئے تھے کہ حرمت جیسی نڈر لڑکی بھی اُس کے سوال پر صرف اثبات میں سر ہلا پائی تھی.

" آزادی حاصل کرنے کے لیے پہلے تمہیں میری شرط ماننی ہو گی۔ "

یزدان حُرمت کے ہاتھوں کی نرماہٹ محسوس کرتا اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

یزدان کا اِس طرح دیکھنا حُرمت کو بُری طرح کنفیوز کر رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

مگر وہ ابھی کوئی بھی اُلٹی سیدھی حرکت کر کے یا بول کر اچھے بھلے ٹریک پر آئے یزدان کو واپس

نہیں موڑنا چاہتی تھی۔ وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ اِس شخص کو قابو کرنا انتہائی مشکل تھا۔

مگر وہ اِس وقت بہت بڑی غلط فہمی میں تھی کہ یزدان کو اُس نے نہیں بلکہ اُس نے یزدان کو قابو

کیا ہوا ہے۔

حُرمت نے ایک دو بار یزدان کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام

ہو کر خاموش ہو چکی تھی۔

" کیسی شرط."

حُرمت کو سمجھ آگئی تھی یہ شخص اتنی آسانی سے اُسے بخشنے والا بالکل بھی نہیں تھا.

" تین مہینے ظاہری طور پر دنیا کی نظروں میں بالکل ایک نارمل وائف کی طرح میرے ساتھ رہنا ہو گا. اُس کے بعد تم جو چاہو گی میں تمہاری بات مانوں گا."

یزدان بہت ہی طریقے سے حُرمت کو اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے حُرمت کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے ایک شرط رکھی تھی. جس پر عمل کرنے کے لیے اُسے پورا یقین تھا. حُرمت کو تو وہ منا لیتا. مگر بعد میں خود اِس بات پر بالکل بھی قائم نہیں رہنے والا تھا.

حُرمت کو یقین نہیں آیا تھا کہ یہ شخص اُس کا کام اتنا آسان کر دے گا. اُسے تو لگا تھا کورٹ اور وکیلوں کے چکر کاٹے بغیر یہ شخص اُسے آزاد کرنے والا بالکل بھی نہیں تھا.

لیکن ایک بات جو انتہائی کھٹن تھی. وہ تھا تین مہینے اِس شخص کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہنا.

مگر یزدان سے چھٹکارا حاصل کرنے کا سوچ حُرمت کو حامی بھرنی پڑی تھی.

وہ اب مزید اپنے بھائی کہ احسانوں پر نہیں رہنا چاہتی تھی. اور اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنے تک اُسے کہیں نہ کہیں تو رہنا ہی تھا. تو یزدان کی بات ماننے پر اُس کا دل مسلسل اُسے اکسا رہا تھا.

" مگر میں کیسے ٹرسٹ کروں تم پر. اگر تم بعد میں مکر گئے تو."

حُرمت نے اپنا خدشہ اُس کے سامنے رکھا تھا. جس پر یزدان نے بہت مشکل سے بے ساختہ اُبھر آنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا.

" تو کوٹ کچہری کا تمہارا دوسرا آپشن تو موجود ہے نا. وہ ٹرائے کر لینا."

یزدان کی بات پر حُرمت نے جھٹکے سے نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا. جو بڑے ہی ریلیکس انداز میں اُس کے سامنے نیچے کارپٹ پر بیٹھا تھا. حُرمت کو اُس کا یوں اپنے آگے جھک کر بیٹھا دیکھ اندر کہیں بہت بُرا فیل ہو رہا تھا. مگر وہ اپنی انا کہ ہاتھوں مجبور اُسے اُٹھنے کا کہہ بھی نہیں رہی تھی.

یزدان جیسے اُس کی یہ کشمکش سمجھ چکا تھا. اِس لیے اگلے ہی لمحے نیچے سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا.

" تمہیں پہلے پرامس کرنا ہو گا. "

حُرمت جیسے پہلے ہی پوری سیکیورٹی کر لینا چاہتی تھی.

حرمت کی بات پر یزدان نے ہلکا سا جھکتے اُس کی کلائی سے کھینچ کر کسی گڑیا کی طرح اپنے مقابل کھڑا کیا تھا. اور حُرمت کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر اُس کی سر کی شفاف مانگ پر لب رکھ دیئے تھے. جو کب سے اُسے اپنی جانب متوجہ کیے ہوئے تھی.

یزدان کو حُرمت کے بال بہت پسند تھے. حُرمت نے روم میں بہت کم اُس کے سامنے سر سے دوپٹا اُتارا تھا. مگر جب ایک دو بار بھول کر اُترا تھا تو اُس کے حسین سلکی سیاہ بال یزدان کے دل پر بجلیاں گرا گئے تھے. اور یہ بال یزدان کو بہت بُری طرح اپنا اسیر کر گئے تھے.

اِس وقت حُرمت نے ماتھے سے مانگ نکال کر لمبی سی چٹیا میں اُنہیں قید کر رکھا تھا. جن کی قید یزدان کے دل پر گراں گزر رہی تھی.

حُرمت یزدان کے لمس پر اچانک گھبراتی پیچھے ہوئی تھی. مگر یزدان نے اُس کے گرد بازو حمائل کرتے اُسے دور ہونے کے بجائے اپنے سینے کے قریب کیا تھا. حُرمت کی سانسیں تھم سی گئی تھیں.

وہ محسوس کر سکتی تھی کہ اُس کے قریب رہنے کی وجہ سے یزدان کی دھڑکنیں کس رفتار سے چل رہی ہیں.

حُرمت نے یزدان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اُسے خود سے دور کرنا چاہا تھا. جو بات یزدان کو فلحال بالکل بھی گوارہ نہیں تھی. یزدان نے اُس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اُس کو اپنے مزید قریب کیا تھا.

" زندگی کا بھروسہ بہت کم ہے اور دشمن بہت زیادہ. تو میں ایسا پرامس کرنا ہی نہیں چاہتا جسے پورا کرنے کی مہلت ہی نہ ملے مجھے. جس چیز کو تم میرا ڈرامہ اور ناٹک سمجھ رہی ہو. اصل بات یہ ہے کہ میں موت کے منہ سے نکل کر آیا ہوں. سواِس قسم کے پرامسز میں افورڈ نہیں کر سکتا. تمہیں یقین رکھنا ہو گا کہ اگر میں نے ایک بار کوئی بات کہہ دی ہے تو وہ پوری کر کے رہوں گا."

حُرمت کا دماغ تو یزدان کے پہلے جملے میں ہی اٹک چکا تھا. اُس کے دل کا کوئی ایک کونا یہ بات سن کر جیسے بے چین سا ہوا تھا. مگر چہرے پر ایسے کوئی آثار نہیں تھے.

وہ جلد از جلد یزدان کے حصار سے نکلنا چاہتی تھی. جو اُسے سینے میں بھینچے ہوئے اُس کی دھڑکنوں کی رفتار خطرناک حد تک بڑھا چکا تھا. لیکن اصل قیامت تو حُرمت پر اُس وقت ٹوٹی جب اُسے یزدان کے ہونٹ اپنی گردن پر محسوس ہوئے تھے.

حُرمت نے تڑپ کر اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا. مگر ایسی کسی بات کہ حق میں نہیں تھا. کب سے بہت ضبط کر کے اُس کو دی مہلت اب یزدان پر بھاری پڑ چکی تھی. اُس کی محبت اُس کی بیوی اُس کی بانہوں میں تھی. وہ کب تک اُس کے خوشبوئیں لُٹاتے وجود سے نظریں چُراتا آخر کار وہ ایک سنگین گستاخی سرزد کر ہی گیا تھا.

حُرمت اپنی گردن پر اُس کے شدت بھرے لمس کو برداشت کرتی جیسے گرنے والی ہو چکی تھی. اُسے اِس اچانک حملے کی توقع قطعی نہیں تھی.

یزدان جو حُرمت کی گردن پر جابجا اپنی محبت کے نشان چھوڑتا کسی اور ہی جہان میں پہنچ چکا تھا. سینے پر حُرمت کے ہاتھوں کی مزاحمت محسوس کرتے یزدان جیسے ہوش میں آتے پیچھے ہٹا تھا.

ایک نظر بلکل لال انگارہ ہوتی حُرمت پر ڈال کر بہت دلکش مسکراہٹ یزدان کے ہونٹوں پر پھیل گئی تھی. حُرمت کی غصے اور خفت کے مارے حالت ایسی ہو چکی تھی کہ وہ نظریں اُٹھا کر یزدان رحمانی سے لڑ بھی نہیں پائی تھی.

لیکن یزدان کی ڈھیلی گرفت دیکھ اُس کے حصار سے نکل چکی تھی.

" آج شام کو ڈرائیور بھیجوں گا میں. تمہیں ہر حال میں واپس آنا ہو گا. ورنہ بعد میں شاید میرے لانے کا طریقہ تمہیں پسند نہ آئے."

یزدان خود سے فاصلے پر رُخ موڑے کھڑی حُرمت کو دیکھ ہولے سے مسکراتے اُس کے قریب آیا تھا. بہت ہی نرمی سے اُسے دھمکی دیتے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُس کی گال پر پھر سے لب رکھتے وہ وہاں سے نکل گیا تھا.

جبکہ حُرمت اُس کو جاتے جاتے بھی اُلٹی حرکت کرتا دیکھ غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھی. اُس نے نوٹ کیا تھا اُس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا. حُرمت سمجھ گئی تھی کہ وہ بہت بُری پھنسی ہے. اِس شخص کی بات مانے بغیر اُس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا.

بلال اُسے کبھی بھی طلاق لینے کے لیے کورٹ کچہریوں میں نہ جانے دیتا. اور ایسے اِس ضدی شخص نے اُسے دینی نہیں تھی.

حُرمت ایچ او ڈی آفس سے نکل کر کوریڈور میں چل رہی تھی. جب اچانک اُس کی نظر سائیڈ پر لگے مرر پر پڑی تھی. وہ وحشی انسان اُس کی گردن بُری طرح لال کر گیا تھا.

حُرمت دل ہی دل میں اُسے نجانے کن القابات سے نوازتی وہاں سے نکل آئی تھی.

حُرمت کے ڈپارٹمنٹ کا ایچ او ڈی یزدان کا بہت اچھا دوست تھا. جس بات کا آج یزدان نے

بہت اچھا فائدہ اُٹھایا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" جی سر آپ نے بلایا مجھے. "

امل صدام کے بلاوے پر سر جھکائے اُس کے آفس میں داخل ہوئی تھی.

" آپ کو تین دن کی لیو چاہیئے. کیا آپ ریزن بتا سکتی ہیں. "

صدام کا رویہ بالکل نارمل تھا. مگر امل کو اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر نظر آیا تھا. جس کا ریزن وہ اپنا انکار سمجھتی اگنور کر گئی تھی. پہلے ہی اپنے بابا کہ اچانک فیصلے پر وہ اچھی خاصی چڑی ہوئی تھی. اُوپر سے اِس شخص کی انکوائریاں اُس کا مزید دماغ خراب کر رہی تھیں.

" سر ایک امپورٹنٹ کام ہے. آئم سوری ریزن نہیں بتا سکتی."

امل سر جھکائے صرف اتنا ہی بولی.

" تو ٹھیک ہے. آئم سوری میں بھی آپ کو لیو نہیں سکتا. جب تک مجھے اِس کا کوئی سالڈ ریزن پتا نہ ہو."

صدام بھی جیسے اُسے زچ کرنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا.

امل کا دل چاہا تھا. ابھی ہی اِس شخص کو شوٹ کر کے قصہ ہی ختم کر دے. جو اُس کی زندگی کی سب سے بڑی پریشانی تھا.

" سر میرا نکاح ہے اِس لیے لیو چاہیئے مجھے. "

صدام جو امل کو اگنور کرتے فائل پر جھکا ہوا تھا. اُس کی بات پر جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" واٹ. "

صدام کا ری ایکشن امل کا دل باغ باغ کر گیا تھا. وہ ایسے ہی اِس شخص کو توڑنا اور ہرٹ کرنا چاہتی تھی. جیسے پہلے پرپوزل ٹھکرا کر کیا تھا اور اب نکاح کی خبر سنا کر.

" یس سرپرسوں نکاح ہے میرا. اِسی وجہ سے لیو چاہیئے مجھے."

امل نے بہت خوشی سے اپنی بات دوہرائی تھی. جبکہ اُس کے الفاظ اور انداز صدام کے دل پر چھریاں سی چلا گئے تھے.

مگر بنا کچھ بولے اُس نے خاموشی سے سائن کر دیا تھا.

سائن کرنے کے بعد پیپر امل کی جانب بڑھانے کی بجائے وہ اُٹھ کر اُس کے قریب آیا تھا.

" یہ لیں. ایڈوانس میں میری طرف سے نکاح کی بہت بہت مبارک باد."

صدام امل کے نقاب سے ڈھکے چہرے پر نظریں گاڑھے اُس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا. آج نجانے کیوں صدام کے دل میں امل کا چہرا دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی. مگر ہمیشہ کی طرح اُس پر کوئی حق نہ ہونے کی وجہ سے وہ اِس بات کو دل میں ہی دبا گیا تھا.

مگر کل کا واقعہ یاد کر کے کہ یہ لڑکی اُس سے اتنی نفرت کرتی ہے. کہ پہلے اُسے محبت کے جھوٹے جال میں پھنسا کر بُری طرح اُس کا دل توڑا اور پھر اُسے جان سے مارنے کے لیے اُس کی ڈرنک میں زہر ملا دیا. صدام کو یقین نہیں آ رہا تھا. یہ بظاہر نرم و نازک سی دکھنے والی لڑکی اِس قدر ظالم اور سنگدل ہو سکتی ہے.

صدام کو اچانک نجانے کیا ہوا تھا کہ اُس نے واپس مڑتی امل کی کلائی دبوچ کر اُسے پاس رکھے اپنے ٹیبل پر پٹخ دیا تھا.

امل اچانک اِس غیر متوقع حملے لے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی. وہ سیدھی ٹیبل پر جا گری تھی.

جبکہ صدام نے اُسے اُٹھنے کا موقع دیئے بغیر اُس کا رُخ موڑ کر اپنے جانب کیا تھا. اور ٹیبل پر امل کے ارد گرد ہاتھ رکھتے اُس کے اُوپر جھکا تھا.

وہ اِس بے حس لڑکی کو جھنجھور کر اُس سے اِس دھوکے کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا.

" کیوں کر رہی ہو یہ سب. "

امل جو ایک ہاتھ سے اپنا نقاب تھامے اور دوسری ہتھیلی ٹیبل پر ٹکائے کچھ بہتر پوزیشن میں آنے کی کوشش کر رہی تھی. مگر صدام جیسے ہی اُس کے اُوپر بہت قریب جھکا امل درمیان میں فاصلہ رکھنے کی کوشش کرتی واپس پیچھے ٹیبل پر گری تھی.

اُس کی کہنی بُری طرح ٹیبل پر لگی تھی. مگر اِس وقت درد اور صدام کے قریب آنے سے زیادہ امل کو اُس کے الفاظ نے ڈرایا تھا. اُس کے اندر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی. اُسے محسوس ہوا تھا. جیسے صدام جعفر اُس کے ہر راز سے واقف ہو چکا ہے. اور ابھی تو وہ ایسا بالکل بھی نہیں چاہتی تھی.

" سر یہ آپ کیا کر رہے ہیں. اور میں سمجھی نہیں آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں."

صدام کی گرم سانسیں امل کا چہرا جھلسا رہی تھیں. مگر خود کو بہت نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کرتے امل نے اُس سے پوچھا تھا.

" تم یہ نکاح کیسے کر سکتی ہو. تم جانتی ہو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں. تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں. پھر تم کیسے یہ سب کر سکتی ہو. اور میں نے خود تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت بھرے جذبات دیکھے ہیں."

صدام نے ایک دم بات بدل دی تھی. وہ امل سے بہت سی باتوں کے حساب چاہتا تھا. مگر کچھ وقت بعد.

صدام کی بات سن کر امل نے سکھ کا سانس لیا تھا. مگر صدام کو ابھی بھی خود پر جھکا دیکھ امل کا دل زور سے دھڑکا تھا.

" سر پلیز. آپ مجھ سے یوں زبردستی نہیں کر سکتے. اور میں آپ سے محبت نہیں کرتی. جس سے میرا نکاح ہو رہا ہے. محبت بھی میں اُسی سے کرتی ہوں. نہ کبھی میں نے آپ سے محبت کا اظہار کیا ہے نہ کوئی وعدہ. آپ مجھ پر ایسا کوئی الزام نہیں لگا سکتے."

امل صدام کو ٹچ نہیں کرنا چاہتی تھی. مگر وہ خود پیچھے ہونے کو تیار ہی نہیں تھا. وہ اُس کے اُوپر جھکا اُس کو گہری نظروں سے گھوری جا رہا تھا. جبکہ امل کے الفاظ پر صدام کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر اُبھرا تھا.

امل کو حیرت ہو رہی تھی کہ صدام کو آخر ہو کیا گیا ہے. آج سے پہلے تو اُس نے ایسا کبھی نہیں کیا تھا. آج کیوں وہ اُس کے قریب ہو کر اُس کے اوسان خطا کر رہا تھا. جس کا دل آج کل ویسے ہی صدام کے قریب آتے زور زور سے دھڑک کر امل سے کچھ کہنے لگتا تھا.

صدام کی قربت اُس کی سانسوں کی تپش امل کو کمزور کر رہی تھی. جس پر تنگ آ کر امل نے خود ہی صدام کے سینے پر ہاتھ رکھتے اُسے پیچھے دھکیلا تھا. صدام بھی جیسے اِسی کی تلاش میں تھا. امل کے ملائم ہتھیلی کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے اُس کی دھڑکنیں جیسے اِس کٹھور لڑکی کو پکارتے اُس کی جانب ہمکنے لگی تھیں.

صدام پیچھے تو ہوا تھا. مگر اُس نے امل کی کلائی اپنے ہاتھ میں جکڑ لی تھی.

" سر پلیز یہ کیا کر رہے ہیں آپ."

صدام کا یہ عجیب سا رویہ آج امل کی سمجھ سے بالکل باہر تھا.

اور دوسری طرف صدام جیسے اِس لڑکی کے دھوکے اور دل کی تکلیف پر یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ اپنے بیڈروم میں نہیں آفس میں کھڑا ہے. جہاں کبھی بھی کوئی بھی آ سکتا ہے.

صدام نے امل کی کلائی کو جھٹکا دیتے اُس کو اپنے قریب کیا تھا.

" مس نورِ امل دشمنی نبھانے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں. کسی کے دل اور جذبات سے کھیلنا بدلے میں آپ کو بھی بہت بڑے نقصان سے دوچار کر سکتا ہے. اور شاید یہی بات آپ کی پوری زندگی کا روگ بھی بن سکتی ہے."

اُس کی کاجل سے لبریز سیاہ آنکھوں میں جھانکتے صدام نے زہر خند لہجے میں بولتے اُس کا بازو زور سے جھٹکا تھا. جس پر امل لڑکھڑا کر پیچھے رکھی کرسی پر جا گری تھی.

صدام بنا پلٹ کر اُس کی جانب دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس سے نکل گیا تھا.

اگر وہ مزید کچھ دیر رُکتا تو اُسے ڈر تھا کہیں وہ امل کو زیادہ ہرٹ نہ کر دے. اِسی لیے وہ وہاں سے نکل آیا تھا.

جبکہ امل وہیں کرسی پر بیٹھے نجانے کتنی دیر ہل بھی نہیں پائی تھی. صدام کے الفاظ اُس کے کانوں میں گونجتے اُسے پریشانی میں مبتلا کر رہے تھے. لیکن امل کو دوسری جانب یہ اپنا وہم ہی لگ رہا تھا. کیونکہ اُس کے مطابق اگر صدام کو اُس کی دشمنی کے حوالے سے زرا سی بھی بھنک پڑ جاتی تو صدام نے اُسے دھکے مار کر آفس سے باہر نکالنا تھا.

اور یہی امل کی سب سے بڑی غلطی تھی کہ اُس نے صدام جعفر کو ٹھیک سے پہچانا نہیں تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" حرمت تم یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو فوراً نیچے آؤ. "

حُرمت جو اپنے روم میں بیٹھی نوٹس تیار کر رہی تھی. اقصٰی کی اچانک آتی ایکسائٹڈ سی آواز پر وہ گھبرا گئی تھی.

" بھابھی آپ بھی نا ڈرا دیا مجھے. میں بہت امپورٹنٹس نوٹس تیار کر رہی ہوں. نہیں آ سکتی نیچے. "

حُرمت اقصٰی کو انکار کر کے واپس اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی.

" نیچے یزدان رحمانی آئیں ہیں تمہیں لینے. اور تم ہو کہ نوٹس میں گھسی ہو. "

اقصٰی کی بات پر حُرمت اُچھل کر بیڈ سے اُتری تھی. اُسے یزدان کی دھمکی یاد آئی تھی. کہ ڈرائیور کے ساتھ آجانا. ورنہ میرا طریقہ تمہیں پسند نہیں آئے گا.

یزدان کے الفاظ یاد کرتے حُرمت کے چہرے کی ہوائیاں اُڑ رہی تھیں.

اُس نے ایک رات اور آزادی سے یہاں رُکنے کا سوچ کر بڑے ہی سکون سے شام کو ڈرائیور کو واپس بھیج دیا تھا. مگر اِس دوران وہ اپنے نیم پاگل شوہر کی دھمکی بھول گئی تھی.

" اوکے آپ جائیں میں آرہی ہوں."

حُرمت نے انتہائی بے دلی سے اقصٰی کو جانے کا کہا تھا. اِس وقت کسی بچے کی طرح اُس کا دل چاہا تھا. یہاں کہیں چھپ جائے مگر یزدان رحمانی کے سامنے نہ جائے.

مگر اُس کے پاس ایسا کوئی آپشن نہیں تھا.

حُرمت نے جیسے ہی نیچے قدم رکھا اُس کے کانوں سے یزدان رحمانی کی گھمبیر آواز ٹکرائی تھی.

وہ ڈرائنگ روم میں جانے کے بجائے سیدھی کچن میں آگئی تھی. جہاں یزدان رحمانی کے شایانِ شان چیزیں تیار کی جارہی تھیں.

" حُرمت تمہارا ہزبینڈ کتنا گڈ لکنگ اور ہینڈسم ہے. اور اُس کی حیثیت تو اِس سے بھی اُوپر ہے. کتنی لکی ہو تم یار. شکر کرو آفاق سے جان چھوٹ گئی تمہاری. وہ تو یزدان رحمانی کے آگے کہیں سٹینڈ ہی نہیں کرتا."

اقصیٰ کی بہینس جو اُن کے گھر رہنے آئی ہوئی تھیں. حُرمت کو آتا دیکھ وہ یزدان کی شان میں قصیدے پڑھنا شروع ہو چکی تھیں.

لیکن حُرمت اُن کی بات پر ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ بھی نہ لا پائی تھی. کیونکہ یہ دونوں فرد ہی اُس کے لیے سخت ناپسندیدہ تھے.

اُسے بھی کچھ ٹائم پہلے دولت اور پرسنیلٹی رکھنے والے لوگ بہت اچھے لگتے تھے. مگر اب اِس پیسے و دولت کی وجہ سے ہی اتنے دھوکے کھا کر اور یزدان رحمانی سے مل کر اُسے اچھا سے اندازہ ہو چکا تھا کہ اِن جیسے اکثر لوگوں کے لیے رشتے سودا بازی سے زیادہ کچھ نہیں تھے.

" حُرمت تم یہاں کیوں آ گئی ڈرائنگ روم میں جاؤ. بلکہ اگر آ ہی گئی ہو تو یہ ٹرے لیتی جاؤ. ہم باقی چیزیں لے کر آ رہی ہیں."

اقصیٰ کی بات پر حُرمت بے دلی سے منہ بسورتے ٹرے لیے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی.

" اسلام و علیکم!"

ڈرائنگ میں قدم رکھتے حُرمت کی سیدھی نظر سامنے صوفے پر بیٹھے یزدان رحمانی پر پڑی تھی.

سیاہ تھری پیس میں بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے اپنی شاندار چھا جانے والی پرسنیلٹی کے ساتھ بڑے ہی مغرورانداز میں صوفے پر براجمان وہ حُرمت کو ناچاہتے ہوئے بھی اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا.

حُرمت کے سلام پر سر ہلا کر جواب دیتے ایک جتاتی نظر اُس پر ڈالی تھی. جیسے اُسے بتانا چاہتا ہو کہ میری بات نہ ماننے کا انجام کیا ہو سکتا ہے.

حُرمت اُس کے دیکھنے پر اُسے صاف نظرانداز کرتی بلال کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی تھی. جو اپنے باس کو اپنے گھر دیکھ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے.

یزدان نے ایک ہی نظر میں حُرمت کا پورا جائزہ لے ڈالا تھا. ٹی پنک کلر کے سادہ سے ٹراؤزر شرٹ میں دوپٹہ بہت سلیقے سے خود پر اوڑھے وہ اپنے دونوں ہاتھ کی اُنگلیاں آپس میں مسلتی یزدان کے خراب موڈ پر اچھا اثر ڈال گئی تھی.

یزدان نے حُرمت کو مخاطب نہیں کیا تھا. جس پر حُرمت مزید نڈر ہو کر بیٹھ گئی تھی. اُسے لگ رہا تھا. یزدان اُس کے گھر والوں کے سامنے اُسے کچھ نہیں کہہ سکتا. مگر شاید یہی اُس کی سب سے بڑی غلط فہمی تھی. وہ یزدان رحمانی تھا. جو کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی بول سکتا تھا.

" بلال صاحب مجھے حُرمت سے کچھ بات کرنی ہے. کیا اجازت مل سکتی ہے."

یزدان نے بہت ہی طریقے سے بات کرتے بلال کو ایسے الفاظ میں وہاں سے جانے کو کہا تھا. کہ اُسے بُرا بھی نہیں لگا تھا. اور وہ اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے اُٹھ گیا تھا. بلال تو آج بہت خوش

لگ رہا تھا۔ ہر وقت سرد رویہ رکھنے والا اُس کا باس نہ صرف آج بہت اچھے سے اُس سے بات کر رہا تھا۔ بلکہ حُرمت کے لیے اُس کی فکر اور اتنی اہمیت دیتا دیکھ بلال کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا تھا۔

جبکہ حُرمت یزدان کی حرکت پر بلال کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو چکی تھی۔ اُسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔ کہ باقی بہت سی چیزوں کے ساتھ اِس میں شرم وحیا نام کی چیز بھی ناپید ہے۔

" یزدان رحمانی یہ کیا حرکت تھی۔ بھائی کیا سوچتے ہوں گے۔ اور یہ میرا گھر تمہاری جاگیر میں بالکل بھی نہیں آتا جو تم یہاں بھی اپنا حکم چلاؤ۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

حُرمت نے غصے اور خفت سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھ کر صوفے پر بڑے ہی ریلیکس انداز میں بیٹھے یزدان کو گھورتے اُس کے پاس سے گزرتے وہاں سے جانا چاہا تھا۔ جب

یزدان نے اُس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے اُسے اپنی جانب کھینچا تھا. جس کے جواب میں حُرمت سیدھی یزدان کی گود میں آن گری تھی.

حُرمت اِس افتاد کے لیے قطعی تیار نہیں تھی اُس نے منہ پر اپنی ہتھیلی جماتے بہت مشکل سے اپنی چیخ نکلنے سے روکی تھی. وہ نہیں چاہتی تھی کوئی بھی اُس کی چیخ سن کر یہاں آئے اور یہ منظر دیکھ لے. یزدان رحمانی کی تو صحت پر کوئی اثر نہیں پڑنا تھا. مگر حُرمت نے شرم سے ڈوب مرنا تھا.

" یزدان رحمانی یہ کیا حرکت ہے. چھوڑو مجھے."

یزدان نے حُرمت کے گرد اپنی باہوں کا حصار قائم کرتے اُسے بالکل بے بس کر دیا تھا.

حُرمت کوشش کے باوجود ہاتھ ہلا بھی نہیں پا رہی تھی. ایک تو یزدان کے اتنے قریب ہونے اور اپنی سچویشن پر اُس کا چہرا لال ہوا تھا. اُوپر سے کسی کا یہاں آجانے کا ڈر الگ اُس کا سانس روکے ہوئے تھا.

" تمہاری معلومات میں اضافہ کر دوں. کہ تم میری ہو تم پر تم سے بھی زیادہ حق میرا ہے. تو تمہاری جاگیر بھی میری جاگیر ہوئی. سو میں یہاں اپنا آرڈر چلا سکتا ہوں. "

یزدان کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا. مگر حُرمت کے غصے اور حیا سے پھولے پھولے گال اُسے کوئی شرارت کرنے پر اُکسا رہے تھے.

حرمت کی لال ہوتی ناک سے اپنا ناک مس کرتے اپنی ہی لاجک بیان کرتے وہ حُرمت کو مزید تپا گیا تھا.

جبکہ حُرمت جو پہلے ہی آفاق اور پھر اپنے بھائی کا پیسوں اور دولت کے حوالے سے بدلتا رُوپ دیکھ چکی تھی۔ یزدان کی بات میں چھپی شرارت سمجھنے کے بجائے وہ اُس کی بات کے کچھ اور معنی نکال چکی تھی۔ اُسے یہی لگا تھا کہ یزدان کا بھی اُس کے ساتھ یہ رشتہ ختم نہ کرنے کے پیچھے کوئی مقصد ہے۔ اور یزدان کی بات سن کر وہ یہی سمجھی تھی کہ شاید یزدان کی بھی نظر اُس کے اِس کرڑوروں کی ملکیت رکھنے والے گھر پر ہے۔ لیکن اپنی نادانی میں وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یزدان رحمانی اُس کے ایک اشارے پر اِس سے کہیں زیادہ مالیت کے گھر اُس کے قدموں میں ڈھیر کر سکتا تھا۔

اگر اِس وقت یزدان اُس کی سوچ جان جاتا تو اُس کے لیے اپنے قہقہوں پر قابو پانا ناممکن ہوتا۔

مگر ایسا سوچنے میں حُرمت کی بھی کوئی غلطی نہیں تھی۔ وہ اپنے بہت قریبی لوگوں کا یہ رُوپ دیکھ چکی تھی۔ تو یزدان پر بھروسہ کرنا اُس کے لیے انتہائی مشکل تھا۔

" چھوڑیں مجھے."

یزدان کی حرکت پر حُرمت کا دل بے قابو ہوا تھا. وہ بالکل کسی گڑیا کی طرح اُس کی گود میں تھی.

اُوپر سے یزدان رحمانی کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ آنکھوں کی معنی خیزی الگ اُس

کی جان نکال رہی تھی.

" میں چھوڑنے نہیں لینے آیا ہوں. تمہیں میری بات یاد تو ہو گی."

یزدان حُرمت کو بنا مزید کچھ بولنے یا مزاحمت کرنے کا موقع دیئے بانہوں میں اُٹھاتا باہر کی جانب

بڑھ گیا تھا. جبکہ حُرمت کتنی ہی دیر یزدان کی اِس قدر دیدہ دلیری پر کچھ بول ہی نہیں پائی تھی.

ہوش تو اُسے اُس وقت آیا جب یزدان اُسے لیے پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچ چکا تھا.

" یہ کیا بدتمیزی ہے میں خود چل کر بھی آسکتی ہوں."

حُرمت کو پتا لگ چکا تھا کہ وہ اِس شخص کو ہلکے میں لے رہی ہے. یہ اُس کی سوچ سے بڑھ کر بے شرم, ضدی اور اپنی مرضی چلانے والا ایک اُکھڑ انسان تھا. جو اپنی کہی ہر بات کو کیسے منوانا ہے اچھے سے جانتا تھا.

" خود چل کر آنے کا موقع دیا تھا. مگر شاید وہ تمہیں پسند نہیں آیا. "

جہاں حُرمت کو یزدان کی اِس حرکت پر انتہائی غصہ آ رہا تھا. وہیں یزدان نے بہت ہی پر سکون سا اُسے لا کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیا تھا.

" مجھے بھائی بھابھی کو بتانے تو دو کہ میں جا رہی ہوں. "

حُرمت دل ہی دل میں نجانے کتنے نفل مان چکی تھی کہ کسی نے بھی اُنہیں اِس طرح آتے نہ دیکھا ہو.

" میں نے بتادیا ہے۔"

یزدان نے گاڑی کے ڈور لاک کرتے حُرمت کی راہِ فرار ختم کردی تھی۔

" تم سمجھتے......"

حُرمت اِس سے پہلے کہ یزدان کو مزید کوئی سخت الفاظ بولتی یزدان نے اُس کا بازو تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔ جس پر حُرمت کو وہیں بریک لگی تھی۔ کیونکہ یزدان اُس کو اپنے انتہائی قریب کرتے اُس کے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ گیا تھا۔

یزدان جو آج صبح سے حُرمت کو چھوٹے چھوٹے جھٹکے دے رہا تھا۔ اِس وقت اُس کے خطرناک تیور حُرمت کی دھڑکنیں سینے میں ہی اُلجھا گئے تھے۔

یزدان کی ضبط سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ حُرمت کو اُس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

" میں اِن حسین لبوں سے اپنے لیے لفظ آپ سننا چاہتا ہوں. ایک اور بات ڈئیر وائف مجھے کبھی بھی اپنے آگے کسی کی سننے کی عادت نہیں ہے. تو مجھ سے اُلجھ کر تم اپنی انرجی کیوں ویسٹ کرتی ہو. اِس طرح کر کے تم اپنے اور میرے لیے مزید مشکلیں بڑھا رہی ہو. تم جانتی نہیں ہو. تم اِس طرح چیختے چلاتے لڑتے جھگڑتے مجھے کتنی پیاری لگتی ہو. اور میں خود پر کتنی مشکلوں سے پہرے بیٹھاتا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں. اور آج صبح سے تم مسلسل میرے ضبط کا امتحان لے رہی ہو. اگر یہ ضبط ٹوٹ گیا تو میری شدتوں کو برداشت کرنا تم جیسی نازک جان کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا. میری جان میری دی ہوئی مہلت کو خود ہی ختم کرنے کی کوشش مت کرو. بعد میں پرابلم بھی پھر تمہیں ہی ہونی. "

یزدان حُرمت کے نرم ہونٹوں پر اُنگلی پھیر کر اُنہیں سہلاتا بہت ہی پیار و محبت سے اُسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا.

یزدان بالکل سچ کہہ رہا تھا. اُسے دوسروں کی سننے کی عادت بالکل نہیں تھی. اُسے شروع دن سے ہی گھر میں اِس قدر پروٹوکول اور پیار ملا تھا. ہر بات ہر ضد پوری کی جاتی تھی. جس سے آج تک کسی نے بھی اُونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی. اِس سب سے وہ بگڑا تو نہیں تھا. بلکہ ہر معاملے میں ایک کامیاب انسان رہا تھا. مگر کچھ عادتیں اُس کی ایسی بن چکی تھیں جو اُسے اپنے ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے کافی ٹف انسان بناتی تھیں.

مگر کو جو بات اُس نے کہی تھی وہ بھی سچ تھی. حُرمت کا لڑنا جھگڑنا اُسے بُرا نہیں لگتا تھا. بلکہ اُس کی لائف میں آنے والی حُرمت ہی وہ واحد انسان تھی جسے یزدان اپنی ذات کے تمام حقوق سونپ چکا تھا. یہ الگ بات تھی کہ وہ اِس بات سے بے خبر تھی ابھی. یزدان حُرمت کا لڑنا بہت انجوائے کرتا تھا. اور کبھی تو وہ اُسے اتنی پیاری لگتی تھی کہ وہ خود کو بہت مشکل سے بہکنے سے روکتا تھا. مگر فلحال وہ مجبور تھا. وہ حُرمت کو اپنی محبت کی شدتوں سے روشناس نہیں کروانا چاہتا

تھا. اگر وہ حُرمت کو ابھی اپنے قریب کرتا تو آگے آنے والے وقت میں کچھ ایسا ہونے والا تھا جو

حُرمت کو ہرٹ کر سکتا تھا. حُرمت کو ہرٹ کرنے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا.

اِس لیے بہت مشکل سے خود پر ہی پہرے بیٹھائے ہوئے تھے. جو کہ اُس کے لیے دنیا کا سب

سے مشکل ترین کام تھا.

یزدان حُرمت کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ سٹارٹ کر چکا تھا.

جبکہ حُرمت کی دھڑکنوں کی رفتار کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں. اپنے ہونٹوں پر ابھی

تک اُس کی اُنگلی کا لمس محسوس کرتے اُس کے چہرے کا رنگ ہونٹوں سے زیادہ لال ہو چکا تھا.

حُرمت کا آنے والے وقت کا سوچ کر پسینے چھوٹ رہے تھے. جس انسان کے ساتھ کچھ لمحے

گزارنے اُس کے لیے انتہائی مشکل تھے. اُس کے ساتھ اتنے ٹائم کے لیے رہنا حُرمت کو دنیا کا

سب سے مشکل ترین کام لگ رہا تھا. اگر اِس شخص کا نارمل انداز اتنا سختی لیے ہوئے تھا. تو یزدان کے غصے کا تصور کرتے حُرمت نے جھجھری سی لی تھی.

وہ اپنی سوچوں میں اِس قدر کھوئی ہوئی تھی. کہ اُسے گھر آنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا. ہوش تو اُسے تب آیا جب یزدان اُسکی سائیڈ کا دروازہ کھولے اُس کے سر پر آن کھڑا ہوا تھا.

" لگتا ہے میری گود کی سواری زیادہ پسند آگئی ہے. ویسے مجھے یہ ڈیوٹی دینے میں کوئی پرابلم نہیں ہے. مے آئی."

یزدان حُرمت کو مزید تنگ کرتا اُس کو اُٹھانے جھکنے ہی والا تھا. جب حُرمت اُچھل کر گاڑی سے نکلی تھی. وہ یہاں تو بالکل بھی ایسا کوئی ڈرامہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی. کیونکہ یہاں ارد گرد بہت سارے ملازمین موجود تھے.

یزدان نے حُرمت کی حرکت پر دانتوں تلے لب دباتے بہت مشکل سے اپنا قہقہ روکا تھا.

کہنے کو رحمانی ہاؤس اور گیلانی ہاؤس دو الگ عمارتیں تھیں مگر وہاں کہ مکین اِن کو ایک گھر ہی تصور کرتے تھے. دونوں گھروں کے اندر سے ہی آنے جانے کا راستہ بنایا گیا تھا. یزدان حُرمت کو لیے پہلے گیلانی ہاؤس ہی داخل ہوا تھا.

رات کا وقت ہونے کی وجہ سے وہاں تقریباً گھر کے سبھی افراد موجود تھے. اُن دونوں کو ایک ساتھ آتا دیکھ سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

اُس گھر کے سبھی لوگوں کو ہنس مکھ سادہ سی حُرمت بہت پسند تھی. ایک مہینہ سب کے ساتھ رہنے کی وجہ سے حُرمت کی سب سے بہت اچھی بن چکی تھی.

سب سے مل کر حُرمت یزدان کے ساتھ ہی ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی. وہ یزدان کی وارننگ کے بعد اب مزید کوئی حرکت افورڈ نہیں کر سکتی تھی.

" یزدان آپ دونوں کے لیے کھانا لگواؤں. صبح بھی تم ناشتہ کیے بغیر چلے گئے تھے. اور صدام بتا رہا تھا. آفس میں بھی تم نے کچھ نہیں کھایا."

عائشہ کے لہجے میں یزدان کے لیے بڑی بہنوں جیسی فکر واضح تھی. اُس کو اپنا اکلوتا بھائی ویسے بھی بہت زیادہ عزیز تھا. اور اب تو اِس کے علاوہ اُس کے پاس اور کوئی رشتہ بچا ہی نہیں تھا.

" کیوں یزدان بیٹا. آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا."

جہاں آرا بیگم فوراً پریشان ہوئی تھیں.

" نہیں نانو ایسی کوئی بات نہیں ہے. میں بالکل فٹ فاٹ ہوں. وہ بس اپنے ہاتھ سے کھانا کھانے کی عادت نہیں رہی."

یزدان آنکھوں میں شرارت لیے ایک گہری مسکاتی نظر حُرمت پر ڈالتے اُس کے گرد صوفے پر اپنا بازو پھیلاتے بولا.

جہاں یزدان کی بات کا مفہوم سمجھتے باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری تھی. وہیں حُرمت کا دل چاہا تھا. اِس منہ پھٹ شخص کے ہونٹ گم سے چپکا دے. جس کو بالکل بھی لحاظ نہیں تھا. کونسی بات کہاں بولنی ہے.

سب لوگوں کے لیے یزدان کا یہ مختلف رُوپ بہت ہی خوشگواریت لیے ہوئے تھا. فاریہ کے ساتھ ہوتے کسی نے بھی کبھی یزدان کو اِس طرح خوش نہیں دیکھا تھا. جہاں آرا بیگم نے دل ہی دل میں اُن دونوں کی نظر اُتاری تھی. یزدان کو آج اتنے عرصے بعد اِس طرح خوش دیکھ اُن کا اتنے سالوں سے تڑپتا دل پر سکون ہوا تھا. اُنہوں نے محبت پاش نظروں سے حُرمت کی جانب دیکھا تھا. یہ چھوٹی سی لڑکی اُن کے نواسے کی زندگی میں بہار بن کر اُتری تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل کا آج نکاح تھا. وہ اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھی. صبح سے وہ نجانے کتنی بار رو چکی تھی.

جس کی وجہ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی. اُسے لگا رہا تھا شاید وہ اتنی اُداس اپنے بہن بھائی کے

اپنے پاس نہ ہونے کی وجہ سے تھی.

مگر اُس کے دل کا خالی پن اُسے کوئی اور کہانی ہی سنا رہا تھا. امل کے کانوں میں کسی کی گھمبیر بھاری

لہجے میں کہے الفاظ گونجتے اُسے مزید بے چین کر رہے تھے.

" مس نورِ امل دشمنی نبھانے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں. کسی کے دل اور جذبات سے کھیلنا

بدلے میں آپ کو بھی بہت بڑے نقصان سے دوچار کر سکتا ہے. اور شاید یہی بات آپ کی

پوری زندگی کا روگ بن جائے."

یہ الفاظ ہر بار اُس کی آنکھیں نم کر دیتے تھے. جیسے جیسے نکاح کا ٹائم قریب آ رہا تھا. امل کے سانسیں مدھم ہوتی جا رہی تھیں. اور اندر کی گھٹن بڑھ رہی تھی.

نکاح کے فنکشن کے لیے اُس کے بابا نے کیا تیاری کی تھی. کس کو انوائٹ کیا تھا وہ کچھ نہیں جانتی تھی. لیکن ایک چیز نے اُسے کافی حیران کیا تھا. وہ تھا لڑکے والوں کی سائیڈ سے آیا نکاح کا سیاہ جوڑا.

اُس نے شادی بیاہ کے زیادہ فنکشنز اٹینڈ نہیں کیے تھے. مگر وہ اتنا تو جانتی ہی تھی کہ دلہنیں جو بھی رنگ پہنیں مگر سیاہ رنگ کبھی نہیں پہنتی تھیں.

امل نے صدام کے سامنے آنے کے لیے جو گیٹ اپ اختیار کیا تھا اُس میں وہ روز بلیک کلر ہی پہنتی تھی. جو اُس کا فیورٹ کلر تو تھا ہی مگر اب اُسے ایسی عادت ہو چکی تھی. کہ وہ اپنے سارے

ڈریسز بھی اِسی کلر کے لینے لگی تھی. لیکن اِس بات کی اُس کو زرا سی بھی اُمید نہیں تھی کہ اُس کے نکاح کا جوڑا بھی بلیک کلر کا تھا.

امل کو کسی بھی چیز میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا. مگر اُس کی نظر بار بار بیڈ پر رکھے جوڑے کی جانب اُٹھ رہی تھی. جو پیروں تک آتی ایک لانگ میکسی تھی جس کے اُوپر بلیک کلر کے ہی موتیوں ستاروں سے فل ایمرائڈری کی گئی تھی. جو اُس جوڑے کی چمک دھمک میں مزید اضافہ کر رہے تھے.

" بیٹا آپ یہ ڈریس پہن لو. پارلر والی آچکی ہیں. پھر آپ کو تیار بھی ہونا ہے."

اُس کے رشتے کی خالہ جو اشفاق صاحب کے کہنے پر اُس کے نکاح میں شرکت کرنے ملتان سے آئی تھیں. اُس کا اُترا چہرا دیکھ محبت سے پچکارتے ہوئے بولیں.

جس پر امل بے دلی سے اُٹھ گئی تھی. اُس کا کسی قسم کا بھی بناؤ سنگھار کرنے پر زرا بھی دل نہیں تھا. مگر وہ بابا سے وعدہ کر چکی تھی. کہ وہ اُس کا پولیس آفیسر ہونے کا راز رکھیں وہ اُن کی ہر بات مانے گی. اِسی وعدے نے آج اُس کے منہ ہاتھ بالکل باندھ رکھے تھے. وہ کسی بات پر انکار ہی نہیں کر پا رہی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل کو لگا تھا یہ کوئی الفاظ نہیں بلکہ پگھلا ہوا سیسہ تھا. جو مولوی صاحب اُس کے کانوں میں اُنڈیل رہے تھے.

" نورِ امل اشفاق ولد اشفاق احمد آپ کا نکاح صدام جعفر گیلانی ولد جعفر گیلانی سے باعوض پانچ لاکھ حق مہر کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔"

مولوی صاحب نے اپنے الفاظ تیسری بار دوہرائے تھے۔ مگر اِس بار بھی امل کی جانب سے خاموشی پر اُنہوں نے سوالیہ نظروں سے پاس کھڑے اشفاق صاحب کی جانب دیکھا تھا۔ جو خود امل کے اِس ری ایکشن پر ساکت کھڑے تھے۔

" امل بولو بیٹا گھبراؤ مت۔"

صنوبر بیگم ہولے ہولے کانپتی امل کے ہاتھ تھام کر سہلاتے ہوئے بولیں۔

جبکہ امل کا دل چاہ رہا تھا یہاں سے اُٹھ کر کہیں دور بھاگ جائے۔ وہ اُس شخص کے نام اپنا سب کچھ کیسے لکھوا سکتی تھی۔ جو اُس کے اپنوں کا قاتل تھا۔

صدام جعفر اُس کے ساتھ بہت بڑی گیم کھیل گیا تھا. اور وہ اپنی نادانی میں ہی ماری گئی تھی. اُس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا. وہ اِس مقام پر آ کھڑی تھی کہ جہاں آ کر انسان کے پاس نہ جینے کا آپشن رہتا ہے نہ مرنے کا.

وہ اِس نکاح سے انکار کرنے والی ہی تھی. جب اُسے اپنے کندھے پر ایک لمس محسوس ہوا تھا.

امل نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر بھیگی آنکھوں سے اپنے بابا کی جانب دیکھا تھا. جن کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا. اپنی عزت مٹی میں مل جانے کے ڈر سے التجا, بے بسی, بھروسہ, اعتماد اور اُس کے انکار کر دینے کا بے پناہ خوف.

اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہ بے بس ہوئی تھی. آنکھوں کی برسات کے درمیان بہت مشکل سے اُس نے نکاح نامے پر سائن کر دیئے تھے. جو اُس کے آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے.

ناچاہتے ہوئے بھی اُس نے اپنا آپ اُس شخص کو سونپ دیا تھا. جس سے وہ اِس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی.

" صدام جعفر تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا. میں تمہارا جینا حرام کر دوں گی. اب میرے تم سے انتقام میں ایک اور بدلہ بھی شامل ہو چکا ہے."

امل اپنے بابا کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی. صبح سے اُس نے رو رو کر اپنا جو حال کیا تھا. اُس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اُس کا جسم بخار سے بُری طرح تپنے لگا تھا.

امل کا سر بھاری ہو رہا تھا. اُس کا دل چاہا تھا. اب کسی سے بھی سامنا کیے بغیر یہ ہار سنگھار خود سے نوچ کر اپنے کمرے میں جا کر خود کو لاک کر دے. تا کہ سیاہ جوڑا بھیجنے والے اُس صدام جعفر کو اُس کا یہ حسین رُوپ دیکھنا نصیب نہ ہو.

وہ ایسا کر بھی گزرتی اگر اُسے اپنے بابا کا خیال نہ ہوتا تو. اِسی جگہ آکر وہ بے بس ہو رہی تھی. ورنہ صدام کو آج ہی کے دن وہ بہت اچھی طرح دھول چٹوا سکتی تھی.

اُسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا. ایک پولیس آفیسر ہو کر ہر بات کی چھوٹی سے چھوٹی بات کی انکوائری کرنے والی اُس شُخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنا کیسے بھول گئی تھی. جس سے اُس کا نکاح ہونا تھا. اور زندگی کا سب سے اہم رشتہ جڑنا تھا.

امل نہیں جانتی تھی کس نے اُسے مبارک دی تھی. کون آیا کون نہیں. وہ تو بالکل کسی مجسمے کی طرح خاموش بیٹھی دل ہی دل میں بس صدام جعفر کی زندگی مزید اجیرن کرنے کی پلاننگ کرتی رہی تھی.

اُسے ہوش تو تب آیا جب لڑکیاں اُسے نیچے فنکشن میں لے جانے کے لیے لینے آئی تھیں. جہاں اُس کے سسرالی شدت سے اُس کا انتظار کر رہے تھے.

" خالہ مجھے نہیں جانا پلیز آپ منع کر دیں نا. میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے."

امل اِس وقت جس طرح ری ایکٹ کر رہی تھی. کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک پولیس آفیسر ہے جس کے ایک وار سے وہ دشمنوں کو ڈھیر کر دیتی تھی.

مگر اِس وقت وہ کسی بھیگی بلی سے کم نہیں لگ رہی تھی. جو کچھ دیر پہلے تو دل ہی دل میں صدام جعفر سے بدلہ لینے کے نجانے کیا کیا پلان سوچ چکی تھی. مگر اب اُس کے پہلو میں جا کر بیٹھنے کے خیال سے اُس کی جان نکل رہی تھی. یہ سب چیزیں مل کر امل کو مزید کوفت میں مبتلا کر رہی تھیں.

" بیٹا سب آپ کا ہی ویٹ کر رہے ہیں. منع کیسے کر سکتے. آپ ایک بار آ و تو بے شک تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس آ جانا."

صنوبر خالہ نے امل کو پیار سے پچکارتے راضی کرنا چاہا تھا.

" او کے مگر پلیز میں چہرا ڈھکے بغیر نہیں جاؤں گی. آپ لوگوں کو میری یہ بات ماننی ہو گی."

امل اب بھی کسی قیمت پر صدام جعفر کو اپنا چہرا دیکھانے کی روادار نہیں تھی. اِس بات سے انجان کہ اب وہ کچھ بھی کر لے صدام جعفر کو اپنا چہرا دیکھنے سے نہیں روک سکتی. کیونکہ ہمیشہ صدام کو جو اجنبیت کی دیوار روک دیتی تھی وہ اب گر چکی تھی. وہ امل کو مکمل اپنے نام لکھوا چکا تھا.

صنوبر بیگم نے امل کا جیولری اور میک اپ سے سجا حسین چہرا دیکھا تھا. جو وہ اپنی ضد میں اپنے ہی شوہر سے چھپانا چاہتی تھی. امل کی ضد پر اُس کے دلفریب رُوپ کو بڑے سے گھونگھٹ تلے چھپاتے وہ اُسے لیے باہر کی جانب بڑھ گئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

گیلانی ہاؤس اور رحمانی ہاؤس تو جیسے کچھ دنوں میں ہی خوشیوں سے جگمگا اُٹھا تھا. جہاں پہلے سب کو یزدان کی خوشی دیکھنے کو ملی تھی. وہیں جب شادی نہ کرنے کی قسم کھانے والے صدام نے جیسے ہی شادی کے لیے ہاں کی پورا خاندان میں جیسے خوشیوں کی بارات آچکی تھی.

صدام کے اِس فیصلے سے صرف ایک شخص ناخوش تھا اور وہ تھا یزدان رحمانی.

یزدان نہیں چاہتا تھا کہ صدام اپنی لائف کو ایسی لڑکی کے پیچھے برباد کرے جو اُس سے بے پناہ نفرت کرتی تھی. مگر وہ صدام کی اُس لڑکی کے لیے محبت دیکھ خاموش ہو گیا تھا. کیونکہ اب وہ خود محبت کا پجاری تھا. صدام کی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا.

جتنی جلد بازی میں یہ سب کچھ ہوا سب گھر والے بہت ہی حیران تھے. اور کچھ تو صدام کو مسلسل چھیڑ بھی رہے تھے. جو انسان پہلے شادی کے نام سے بھی چڑتا تھا. اب کیسے چند ہی دنوں میں ہتھیلی پر سرسوں جمانے جیسا کام کیا تھا.

سب لوگ نکاح کے بعد بہت ہی ایکسائٹڈ ہو کر صدام کی نئی نویلی دلہن دیکھنا چاہتے تھے. جسے ابھی تک صرف جہاں آرا بیگم اور نائمہ بیگم نے ہی دیکھ رکھا تھا.

سب سے زیادہ خوش تو آج حُرمت تھی. کیونکہ پرسوں رات کو ہی یزدان کسی بہت امپورٹنٹ میٹنگ کے لیے دبئی چلا گیا تھا. اور ابھی تک نہیں لوٹا تھا. یہ بات حُرمت کے لیے کافی اطمینان کا باعث تھی. وہ بہت ہی مزے سے یزدان کے پورے کمرے پر اپنی ملکیت جمائے ہوئے تھی. اور یہی چاہتی تھی کہ یزدان مزید ایک مہینہ اپنے کام میں ہی مصروف رہے.

" وہ امل بھابھی آ گئیں. مگر یہ تو گھونگھٹ میں ہیں ہم اِنہیں دیکھیں گے کیسے."

دلہن کو اندر آتا دیکھ حمنہ نے اُس طرف اشارہ کیا تھا.

جس پر صدام نے بھی مڑ کر اُس جانب دیکھا تھا. امل کے بارے میں یہ سچ جاننے کے باوجود صدام اُس سے نفرت نہیں کر پایا تھا. کہ وہ اُس سے شدید نفرت کرتی ہے یہاں تک کہ اُسے

مارنے کے لیے بہت بار سازشیں بھی کر چکی ہے. اُس کی محبت شاید امل کی نفرت سے کہیں زیادہ تھی.

امل کو چہرا آج بھی ویسے ہی ڈھکے دیکھ صدام کی آنکھیں مسکائی تھیں. وہ جانتا تھا یہ لڑکی خود کو صرف اُس سے ہی چھپانا چاہتی تھی. اور یہ گھونگھٹ کا تکلف بھی صرف اُس کے لیے ہی کیا گیا تھا.

" صدام یہاں کھڑے دیکھ کیا رہے ہو. تمہاری ہی ہے. جاؤ سٹیج پر لے جاؤ اُسے."

عائشہ نے مسکراتی نظروں سے امل کی ایک جھلک دیکھ اپنی جگہ ساکت کھڑے صدام کو چھیڑا تھا. جس پر وہ اُن کی طرف مسکرا کر دیکھتا امل کی جانب بڑھ گیا تھا.

امل جس کا سر بالکل جھکا ہوا تھا. اپنے آگے پھیلی صدام کی چوڑی ہتھیلی دیکھ اُس نے سختی سے اپنی مُٹھیاں بھینچ گئی تھی. وہ اِس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ کسی قیمت پر نہیں دینا چاہتی تھی.

صدام جیسے پہلے ہی اِس بات سے واقف تھا. اُس نے بنا کسی کو ظاہر ہونے دیئے امل کے برابر آتے اس کا دائیاں ہاتھ زبردستی اپنی گرفت میں لے لیا تھا. جسے چھوڑوانے کی امل نے بہت کوشش کی تھی. مگر اِس وقت صدام کے غصے کے آگے امل کا غصہ کوئی معنی نہیں رکھتا تھا.

صدام چہرے پر اِس وقت جس قدر مصنوعی سمائل لیے پھر رہا تھا. اندر اُس سے کئی گناہ زیادہ غصہ امل کے لیے اُس کے دل میں بھرا پڑا تھا. جس کا شکار آج امل ہونے والی تھی.

" آپ سے بڑا دھوکے باز اور منافق انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا. بہت بڑی گیم کھیلی ہے میرے ساتھ. "

امل اُس کے ساتھ سٹیج پر آکر بیٹھتی غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھی. وہ صدام کی سخت گرفت سے مسلسل اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی. جس پر ہاتھ چھوڑنے کے بجائے صدام کی گرفت مزید سخت ترین ہوتی جا رہی تھی.

" ابھی تو ساری گیمز تم ہی کھیلتی آئی ہو. میں نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں. مگر آج میں تمہیں بتاؤں گا گیم کیسے کھیلی جاتی ہیں. "

صدام آگ اُگلتے لہجے میں کہتا امل کو اپنی جگہ ساکت کر گیا تھا. اِس کا مطلب صدام اُس کی اصلیت جان چکا ہے. امل کو سب کچھ اُلٹتا محسوس ہوا تھا.

صدام نے محسوس کیا تھا. امل کا ہاتھ بہت زیادہ گرم تھا. جیسے اُسے شدید بخار ہو. صدام نے ایک نظر بلیک میکسی میں سر سے پیر تک سجی سنوری امل کی جانب دیکھا تھا. جو خود کو صرف اُس سے بچانے کے لیے گھونگھٹ میں چھپائے بیٹھی تھی.

صدام کو اپنی دائیں سائیڈ جلتی محسوس ہوئی تھی. جو امل کا شدید بخار میں ہونے کا ثبوت تھا. چاہے وہ جو بھی تھی. صدام کے خلاف جیسے بھی ارادے رکھتی ہو مگر صدام نے سچے دل سے اُس سے محبت کی تھی. اُس سے امل کو تکلیف میں دیکھنا بالکل بھی برداشت نہیں تھا.

اُسے نے اشارے سے نائمہ بیگم کو اپنے قریب بلا کر امل طبیعت خرابی کا بتا کر اندر لے جانے کو کہا تھا. جبکہ اُس کے ساتھ بیٹھی امل حیرت سے یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی. اُس کے مطابق اگر صدام اُس کی اصلیت جان چکا تھا. تو صدام کو تو اُس سے شدید نفرت کرنی چاہی تھی. مگر یہاں تو معاملہ ہی اور تھا.

اگلے پانچ منٹوں میں امل کو اُس کے بیڈ روم میں پہنچادی گئی تھی. جہاں جا کر وہ ریلیکس انداز میں بیڈ پر گرتے اِس غلط فہمی کا شکار ہوئی تھی کہ آج کا کٹھن ترین دن گزر چکا ہے. مگر ابھی اُسے ایک بہت بڑی صورتحال کا سامنا کرنا باقی تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت آج معمول سے ہٹ کر مہرون کلر کی لانگ میکسی میں راستہ بھول کر آئی کوئی اپسرا معلوم ہورہی تھی. اپنے لمبے سیاہ گھنے بالوں کو اُس نے سٹریٹ کر کے کھلا چھوڑ رکھا تھا. اور کناروں سے اُن کو ہلکا سا کرل دیتے اُن کی دلکشی میں مزید اضافہ کیا گیا تھا.

لائٹ سے میک اپ اور مہرون لپسٹک لگائے ہم رنگ مہرون دوپٹے کو ایک سٹائل سے سر پر ڈالے وہ یزدان رحمانی کا ضبط آزمانے کے لیے مکمل طور پر ہتھیاروں سے لیس تھی.

" عائشہ آپی زرا انٹرنس کی جانب دیکھیں. یہ منظر حقیقت ہی ہے یا میری نظر کا دھوکا."

حمنہ آنکھیں ملتے عائشہ سے مخاطب ہوئی تھی. جس پر عائشہ کے ساتھ ساتھ وہاں کھڑی حُرمت نے بھی پلٹ کر اُس جانب دیکھا تھا. مگر اگلے ہی لمحے وہ نظریں ہٹانا بھول چکی تھی.

صرف اُن تینوں کی نہیں بلک فنکشن میں موجود بہت سارے لوگوں کی نظریں انٹرنس پر ساکت ہو چکی تھیں. جہاں سے فاریہ یزدان کی بانہوں میں بانہیں ڈالے ہنستی کھلکھلاتی اندر داخل ہو رہی تھی.

" یہ یزدان پاگل ہو گیا ہے کیا."

صدام جس کا دماغ آج ویسے ہی گھوما ہوا تھا۔ یزدان کے اِس نئے کارنامے پر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا۔ کیونکہ آج کل یزدان کا ہر عمل اُس کی سمجھ سے باہر تھا۔ صدام کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ جب یزدان فاریہ کی ساری اصلیت سے واقف تھا تو پھر فاریہ کو اپنے اتنے قریب لانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ بھی حُرمت کے ہوتے فاریہ سے یزدان کی نزدیکیاں وہاں موجود تمام گھر والوں کی سمجھ سے باہر تھا۔

یزدان فاریہ کو اپنے بازو کے گھیرے میں لیے اُس جانب بڑھا تھا جہاں سب بڑے موجود تھے۔

" عائشہ آپی یہ لڑکی کون ہے۔"

حُرمت جو یزدان رحمانی کے کسی بھی عمل سے خود کو دور رکھنا چاہتی تھی۔ اِس وقت کسی لڑکی کو یزدان کے اتنے قریب دیکھ بہت کوشش کے باوجود یہ بات حُرمت کی زبان پر آہی گئی تھی۔

" یزدان بھائی کی فرسٹ وائف. "

عائشہ جو طریقے سے یہ بات حُرمت کو بتانے والی تھی. حمنہ کے فوراََ اِس طرح بول دینے پر اُس نے نہایت پریشانی سے حُرمت کا پھیکا پڑتا چہرا دیکھا تھا.

عائشہ کو خود سمجھ نہیں آرہا تھا. کہ یزدان کو اچانک ہو کیا گیا ہے وہ فاریہ کو لے کر ایسے بی ہیو کیوں کر رہا ہے. اُس کے لیے تو سب سے خاص حُرمت تھی جس کی طرف اُس نے ابھی تک ایک نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا. جبکہ دوسری طرف ہر وقت یزدان کے قریب آنے پر چڑنے والی حُرمت سے اِس وقت یزدان کا اگنور کرنا بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا.

" حُرمت میں تمہیں آج بتانے ہی والی تھی اِس بارے میں. "

عائشہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کہ وہ حُرمت کو کیسے مثبت انداز میں بات سمجھائے۔ کیونکہ حُرمت کا ایک دم مرجھاتا چہرہ دیکھ کر اُسے لگ رہا تھا۔ وہ یزدان سے بُری طرح بدگمان ہو چکی ہے۔ عائشہ اور صدام کو اُن دونوں کے اُلجھے رشتے کے بارے میں سب علم تھا۔ اور اب اِس طرح فاریہ کا سامنے آنا حُرمت کو یزدان سے مزید بدظن کر سکتا تھا۔

" ڈونٹ وری آپی۔ اٹس اوکے۔"

حُرمت کو عائشہ کا شرمندہ ہونا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ اِس لیے وہ اُس کے کچھ بتانے سے پہلے ہی اُسے روک گئی تھی۔ حُرمت جب بھی اِس شخص پر تھوڑا سا اعتبار کرنا شروع کرتی تھی یہ پھر کچھ ایسا کر دیتا تھا کہ سب کچھ چکنا چور ہو جاتا تھا۔ اور اِس بار تو صدام نے کچھ زیادہ ہی بڑا بم اُس کے اُوپر پھوڑا تھا۔ جو کسی بھی لڑکی کے لیے برداشت کرنا مشکل تھا۔ حُرمت کو یزدان اور بلال سمیت یہاں کھڑا ہر انسان جھوٹا اور دھوکے باز لگ رہا تھا۔

عائشہ حُرمت کے خطرناک حد تک سنجیدہ چہرا دیکھ خاموش ہو گئی تھی. اور ایک غصے بھری تیز نظر یزدان پر ڈالی تھی. جو فاریہ کے ساتھ کھڑا ایسے مسکرا رہا تھا. جیسے نجانے کونسا خزانہ اُس کے ہاتھ لگ گیا ہو.

صرف عائشہ کو یزدان پر غصہ نہیں آرہا تھا. بلکہ خاندان کے تمام افراد کو یزدان فاریہ کے ساتھ کھڑا اِس وقت زہر سے بھی زیادہ بُرا لگ رہا تھا.

جب عائشہ سے برداشت نہ ہوا تو وہ یزدان کی جانب بڑھ گئی تھی.

حُرمت عائشہ کو جاتا دیکھ خاموشی سے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی تھی. وہ گھر میں بھی جب بلال یا قصی سے ناراض ہوتی تھی تو اِسی طرح اُس کا دل کہیں چھپ جانے کو چاہتا تھا. اِس وقت بھی وہ بوجھل دل کے ساتھ بجھی بجھی سی سب کی نظروں سے چھپنے کے لیے سائیڈ پر آبیٹھی تھی.

حُرمت شروع سے اپنی چیزوں اور رشتوں کے معاملے میں بہت پوزیسو تھی. یہاں تک کہ شروع شروع میں بلال کو بھی اقصیٰ کے ساتھ بہت مشکل سے برداشت کیا تھا.

اور آج اپنے ہی شوہر جو بے شک اُس کے لیے ناپسندیدہ اور اَن چاہا تھا. اُس کو کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھ حُرمت کے اندر آگ سی لگ چکی تھی. اور لڑکی بھی وہ جو کوئی اور نہیں یزدان کی پہلی بیوی تھی. اور اُس پر حُرمت سے زیادہ حق رکھتی تھی.

حُرمت یزدان کی جانب دیکھنا نہیں چاہتی تھی مگر نجانے کیوں بار بار اُس کی نظریں بھٹک کر یزدان کی جانب اُٹھ رہی تھیں. اور فاریہ کے کندھے پر پھیلے یزدان کے بازو پر جیسے گڑھ سی گئی تھیں.

بلیک پینٹ شرٹ میں بالوں کو نفاست سے اپنی کشادہ پیشانی پر سیٹ کیے مغرور کھڑے نقوش سے سجے چہرے کے ساتھ فاریہ کی بات پر مسکراتا وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا. یزدان چہرے سے بہت ہی مغرور شخصیت کا مالک لگتا تھا. اِس لیے بہت سے لوگوں کو اُس سے بات کرنا بھی انتہائی مشکل لگتا تھا.

یزدان اِس وقت حُرمت کے ساتھ ساتھ بہت سی نگاہوں کا مرکز تھا. حُرمت نے شاید آج پہلی بار اُسے اتنی توجہ اور غور سے دیکھا تھا. وہ اُس کی شخصیت میں نجانے کب تک کھوئی رہتی مگر خود پر بہت سے لوگوں کی نظریں محسوس کرتی وہ چہرا موڑ گئی تھی.

" دھوکے باز جھوٹا شخص...... سب کی نظروں میں اچھا بننے کے لیے مجھے یہاں لایا ہے. جب واہ واہ سمیٹ لی تو لے آیا اپنی پسندیدہ بیوی کو. مگر میں بھی کونسا مری جا رہی ہوں. مجھے بھی اب نہیں رہنا اِس کے ساتھ. جب میں اِسے اور بلال بھائی کو بتاؤں گی ہی نہیں کہ میں کہاں جا رہی

ہوں تو دیکھتی ہوں کیسے ڈھونڈ پاتا ہے مجھے۔ ویسے بھی اِس نے یہ سب اچھا بننے کے لیے کیا ہے۔ مجھے نہیں ڈھونڈے گا یہ۔ یہ تو شکر کرے گا۔ اِس کو تو اِس کی پہلی بیوی جو مل گئی ہے۔"

حُرمت دل ہی دل میں یزدان سے لڑ رہی تھی۔ جب آخری بات سوچتے اُس کے دل میں ایک ہوک سی اُٹھی تھی۔ اُسے جو محسوس ہوا تھا وہ شاید اِس دنیا میں کسی کے لیے امپورٹنٹ ہے وہ احساس اب ختم ہو چکا تھا۔ یہاں بھی اُس کی کوئی ویلو نہیں تھی۔ یہ خیال آتے ہی حُرمت کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔

فیملی کے بہت سے لوگوں کی نظریں اِس وقت حُرمت پر ٹکی ہوئی تھیں۔ جس وجہ سے حُرمت نے خود کو بہت مشکل سے کمپوز کر رکھا تھا۔ وہ اپنا مزید مذاق نہیں بنوانا چاہتی تھی۔ یہ شخص اِس وقت اپنی پہلی بیوی کو لا کر جو اُس کا سب کی نظروں میں تماشہ بنا گیا تھا وہی کافی تھا۔

" بچپن کے دوست ہیں یہ۔ بہت محبت اور چاہت سے نکاح کیا تھا یزدان نے اپنی بیسٹ فرینڈ سے۔ حادثے سے پہلے کچھ مِس انڈرسٹینڈنگ کی وجہ سے کافی ناراضگی ہوگئی تھی دونوں کے درمیان۔ مگر پرسوں سے یزدان فاریہ کو منانے کے لیے اُسی کے ساتھ تھا۔ اور آج آخر منا کر لے ہی آیا۔ محبت میں ایسا ہی تو ہوتا ہے۔ محبوب زیادہ دیر ناراض نہیں رہ پاتا۔ "

شہلا بیگم حُرمت کو اکیلا بیٹھا دیکھ اُس کے قریب آتیں اُس کے جلے پر مزید نمک چھڑکنے لگی تھیں۔ کچھ جھوٹ سچ کی ملاوٹ کرتیں وہ حُرمت کو یزدان سے مزید بدگمان کر گئی تھیں۔

حُرمت جو ابھی تک اُن کی فطرت سے ٹھیک سے واقف نہیں تھی۔ اُن کی ہر بات پر ایمان لے آئی تھی۔

حُرمت اِس وقت اپنے آپ سے ہی اُلجھنے میں مصروف تھی. اُس کے مطابق اُسے تو یہ سب دیکھ کر خوش ہونا چاہئے تھا. کہ یزدان رحمانی کی پہلی بیوی واپس آچکی ہے. اب اُس کی جان چھوٹ جائے گی.

مگر حُرمت کے لیے پریشانی کی بات ہی یہی تھی. کہ ایسی کسی خوشی کا ایک پرسنٹ بھی اُسے محسوس نہیں ہو رہا تھا. بلکہ دل میں اِس قدر غصہ اور بے چینی سی بھر رہی تھی کہ اُس کا دل کر رہا تھا. کہ ابھی جا کر یزدان کا بازو فاریہ پر سے ہٹا کر اُسے اِس لڑکی سے ہمیشہ کے لیے دور کر دے.

حُرمت کی جان اِس وقت دوہرے عذاب میں تھی. یہ اچانک دل کا نیا ہونے والا انکشاف اُس کی نازک جان پر بہت کڑا ثابت ہوا تھا. جسے جھٹلانے کی وہ پوری کوشش کر رہی تھی.

شہلا بیگم اپنی بات کے جواب میں حُرمت کی ویسی ہی خاموشی دیکھ وہاں سے اُٹھ گئی تھیں.

کیونکہ حُرمت کا خطرناک حد تک لال پڑتا چہرا اُنہیں اُن کا تیر نشانے پر لگنے کا ثبوت دے گیا تھا.

حُرمت اپنی مُٹھی زور سے بند کیے اپنے اشتعال کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی. اور اِس وقت اُس کا دماغ اِس قدر آؤٹ آف کنڑول ہو چکا تھا. کہ انگلی میں پہنی انگوٹھی اُس کی ہتھیلی پر بُری طرح گڑھتی زخمی کر گئی تھی. اور کافی دیر سے دبائے رکھنے کی وجہ سے اب اُس میں سے خون بھی نکلنا شروع ہو چکا تھا. مگر حُرمت کو اُس درد کا احساس نہیں ہو رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ہائے عائشہ آپی کیسی ہیں آپ. "

فاریہ عائشہ کو قریب آتا دیکھ چہکتے ہوئے بولی.

جس پر عائشہ نے اُس کی جانب ایک نظر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا. جبکہ وہاں موجود باقی سب گھر والوں نے یزدان کی خاطر مروتاً فاریہ سے بات کرلی تھی. مگر صدام اور عائشہ نے ایسا کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا.

اُنہیں اِس وقت یزدان کے غصے کی بھی پرواہ نہیں تھی.

" یزدان مجھے تم سے بات کرنی ہے. میرے ساتھ چلو. "

عائشہ نے یزدان کو مخاطب کرتے تیز نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" عائشہ آئی تھنک آپ نے سنا نہیں فاریہ نے آپ کو مخاطب کیا ہے "

یزدان کی سرد لہجے پر سب نے ناپسندیدہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جو فاریہ کی وجہ سے عائشہ سے ایسے بات کر رہا تھا.

" میں ابھی تک تو بالکل ٹھیک تھی فاریہ. اور تم سے تو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے تم تو کافی سے زیادہ ٹھیک لگ رہی ہو مجھے."

عائشہ نے یزدان کی بات پر دانت پیستے بہت مشکل سے فاریہ کی بات کا جواب دیا تھا. جبکہ فاریہ عائشہ کی طنزیا بات پر دھیان دے ہی نہیں پائی تھی. اُسے تو یزدان رحمانی کا اتنا اہمیت دینا ہی ہواؤں میں اُڑا رہا تھا.

" یزدان کیا اب میں بات کر سکتی ہوں تم سے."

عائشہ کا ضبط جیسے جواب دے رہا تھا.

" یس شیور. میں ابھی آتا ہوں."

یزدان عائشہ کی بات پر سر ہلا کر محبت سے فاریہ کا گال تھپتپاتا دوسری جانب بڑھ گیا تھا.

جہاں صدام پہلے ہی خونخوار تیور لیے اُس کا منتظر تھا.

" یزدان یہ کیا نیا ڈرامہ ہے. میں تمہیں فاریہ کہ بارے میں ساری حقیقت بتا چکا ہوں پھر بھی تم اُسے کیسے اپنا سکتے ہوں. اتنی اہمیت کیسے دے سکتے ہو. جب کہ تمہارے مطابق تم حُرمت سے محبت کرتے ہو."

صدام جو فاریہ کی شکل دیکھنے کا روادار بھی نہیں تھا. یزدان کو اُس کے ساتھ دیکھ اُس کا غصے سے بُرا حال تھا.

" وہ میری بیوی ہے میں اتنی سی بات پر اُسے چھوڑ نہیں سکتا. اور رہی حُرمت کی بات تو وہ بھی میری بیوی ہے مگر میں نے تم سے ایسا بالکل بھی نہیں کہا کہ مجھے اُس سے محبت ہے. "

یزدان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے صدام اور عائشہ کو بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا. وہ دونوں صدمے کی کیفیت میں یزدان کی جانب دیکھ رہے تھے.

" تو پھر جب محبت نہیں کرتے تو اُس معصوم لڑکی کو اپنے ساتھ باندھ کر رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے. چھوڑ دو اُسے. تمہارے ایسے کرنے سے میرا گلٹ تو کم ہو گا. جو حُرمت کا زبردستی تم سے نکاح کروانے کے بعد آج مجھے شدت سے ہو رہا ہے. "

صدام کہاں پیچھے رہنے والا تھا. اُس نے بھی غصے سے بھڑکتے یزدان کے دل پر وار کیا تھا.

واپس مڑتا یزدان جھٹکے سے پلٹا تھا.

" تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ بات بولنے کی."

یزدان نے لال آنکھوں سے صدام کو گھورا تھا. صدام کا وار یزدان کے عین دل پر لگتا اُسے تڑپا گیا تھا.

" جیسے تمہاری ہمت ہوئی فاریہ کو لا کر ہم سب کے خاص کر حُرمت کے سر پر بیٹھانے کی."

صدام بھی یزدان کے سامنے کھڑا اُسے دو بدو جواب دیتے ہوئے بولا.

" صدام بہتر ہو گا تم میرے معاملے سے دور رہو."

یزدان کے لہجے سے اُس کا شدید غصہ صاف ظاہر تھا.

" جیسے تم رہتے ہو میرے معاملے سے دور."

صدام بھی اِس وقت بہت غصے میں تھا. اُسے فاریہ کی بات یاد آئی تھی. جب اُس نے منہ چڑ کر صدام کو کہا تھا کہ یزدان اُس کی باتوں کا یقین نہیں کرے گا اور آج ایسا ہی ہو رہا تھا.

عائشہ صدمے کی کیفیت میں آنکھیں پھاڑے اُن دونوں کو جھگڑتے دیکھ رہی تھی. جنہوں نے آج تک کبھی اُونچی آواز میں ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی. عائشہ کا دل چاہا تھا ابھی جا کر فاریہ کو گولی مار دے.

" تم دونوں پاگل ہو گئے ہو کیا. اور یزدان مجھے تم سے کم از کم اِس قدر بے وقوفی کی اُمید نہیں تھی. تم حرمت جیسی لڑکی کے اُوپر فاریہ کو ترجیح دے رہے ہو."

عائشہ اُن دونوں کے بیچ آتے افسوس بھری نظروں سے یزدان کی جانب دیکھتے بولی.

" آپ دونوں کو آخر ہو کیا گیا ہے. حُرمت بھی میری بیوی ہے. اُس کی اپنی جگہ ہے میری زندگی میں. اور فاریہ کی اپنی. اب میں حُرمت کی خاطر فاریہ کو چھوڑ تو نہیں سکتا نا. "

یزدان کا دماغ بُری طرح گھوم چکا تھا. یہ دونوں لوگ جو اُس کے سب سے زیادہ قریبی تھے. وہی اُسے سمجھ نہیں پا رہے تھے.

یزدان پہلے ہی کسی بات پر بہت غصے میں تھا. اور اب صدام اور عائشہ نے مل کر رہی سہی کسر پوری کر دی تھی. اُن دونوں کی باتیں یزدان کے اشتعال میں مزید اضافہ کر رہی تھیں. جو اُس کے لیے بہت خطرناک تھا.

صدام اور حُرمت جو یہ سمجھ رہے تھے کہ یزدان نے خود کو پاگل ظاہر کروانے کے لیے صرف ناٹک کیا ہے. ایسا نہیں تھا. حادثے کے بعد یزدان دو سال تک اِسی کنڈیشن میں رہا تھا. اور دو

سال بعد جب وہ ٹھیک ہوا تھا تب کسی بہت خاص وجہ سے اُس نے ڈاکٹر کو اعتماد میں لے کر کسی کو بھی بتانے سے منع کیا تھا.

لیکن ڈاکٹر کے مطابق ابھی وہ سو فیصد صحت یاب نہیں ہوا تھا. غصہ کرنا اُس کے لیے بہت خطرناک تھا. بہت زیادہ غصہ کرنے کی وجہ سے اُس کی طبیعت بگڑ بھی سکتی تھی.

اور ایک ہی انسان تھا جس کہ قریب ہونے کی وجہ سے یزدان کا غصہ ٹھنڈا ہو سکتا تھا. جسے دیکھ یزدان رحمانی کے دل و دماغ میں سکون اُترتا تھا. اور وہ تھی یزدان کی محبت اُس کی زندگی حُرمت. یہی وجہ تھی کہ یزدان اُس کو خود سے دور نہیں کر سکتا تھا. وہ نہیں جانتا تھا ایسی کونسی کشش تھی اُس لڑکی میں جو وہ اُسے دیکھ اپنا سارا غصہ سارا اگریشن بھول جاتا تھا.

اِس وقت اُس کے شدید غصے میں آنے کی وجہ صدام کی حُرمت کو چھوڑنے والی بات تھی.

عائشہ ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی. جب یزدان کے اشارے پر فاہم نے اُسے آواز دے کر بلا لیا تھا.

" اب اگر تم مزید کوئی بکواس کرتے تو میں تمہارا منہ توڑنے والا تھا. تمہیں میں بے وقوف لگتا ہوں جو فاریہ کی خاطر حُرمت کو چھوڑوں گا. اگر عائشہ کے سامنے میں کچھ بتانا نہیں چاہتا تھا تو تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے تھے. جبکہ تم اچھے سے جانتے ہو حُرمت میرے لیے کیا مقام رکھتی ہے. فاریہ کو یہ اہمیت دینے کا مقصد کیا ہے. وہ تمہیں خود ہی کچھ دنوں تک پتا چل جائے گا."

یزدان صدام کو قہر برساتی نظروں سے دیکھتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا.

" تو اِس کا مطلب اصل بات وہ نہیں ہے جو تم ہمیں دیکھانے کی کوشش کر رہے ہو."

صدام ایک ہی لمحے میں بہت کچھ سمجھ گیا تھا. جس کے جواب میں یزدان نے اُسے سخت قسم کی گھوری سے نوازہ تھا.

" ابھی جو بکواس تم نے کی ہے. اُس کا بدلہ تو میں تم سے بہت اچھے طریقے سے لوں گا."

یزدان کی بات پر صدام نے ہلکا پھلکا ہوتے قہقہ لگایا تھا.

" بیٹا پہلے اپنی دوسری بیوی سے نبٹ لو پھر مجھ سے بدلہ لینے کا سوچنا. کیونکہ اُس کے تاثرات تمہیں بخشنے والے بالکل بھی نہیں لگ رہے."

صدام نے یزدان کے غصے کو دیکھ اُس پر طنز کیا تھا.

" حُرمت کہاں ہے."

یزدان نے ارد گرد نظریں دوڑاتے اُس کے بارے میں پوچھا تھا. یہاں آکر اُس نے حُرمت کی جانب دیکھنے سے صاف گریز اِس لیے برتا تھا. کہ ہمیشہ سادہ حلیے میں رہ کر جب وہ لڑکی اُس کے ہوش اُڑا دیتی تھی. تو آج فنکشن کی مناسبت سے تیار ہو کر وہ الگ ہی غضب ڈھا رہی ہو گی.

اُسے دیکھ کر یزدان سے اپنی بے اختیاری پر قابو پانا مشکل تھا. اور فاریہ کے سامنے وہ ایسی کوئی حرکت افورڈ نہیں کر سکتا تھا.

" بہت جلدی خیال نہیں آگیا اُس کا. ابھی بھی کیا ضرورت تھی پوچھنے کی. وہاں ہے وہ. تمہارے اِس آئے دن بدلتے رُوپ نے اِس معصوم لڑکی کا صحیح خون جلانا ہے. "

صدام کی نشاندہی پر یزدان نے بے تاب نظروں سے اُس جانب دیکھا تھا.

ایک کونے میں کرسی پر بیٹھی حُرمت کو دیکھ یزدان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی. وہ اتنی دور سے بھی اُس کا غصے سے لال چہرا دیکھ سکتا تھا. جس کا مطلب تھا یزدان کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا اُس کے لیے آسان نہیں تھا. یہ بات یزدان کے دل میں خوشی کے بہت سے پھول کھلا گئی تھی.

وہ اُسے روٹھی سی بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی. اُس کے غصے سے پھولے گال یزدان کا دل بے ایمان کر گئے تھے.

جبکہ دوبارہ اُن کے قریب آتی عائشہ ہونک بنی اُن دونوں کی شکلیں دیکھ رہی تھی. جو کچھ دیر پہلے بُری طرح لڑ رہے تھے. اور ابھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو.

" فاریہ حُرمت کے پاس کیا کرنے جا رہی ہے. "

عائشہ کا دل چاہ رہا تھا. اِس فاریہ کو اپنے بھائی کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے غائب کر دے.

فاریہ کو حُرمت کے قریب جاتا دیکھ یزدان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے.

فاریہ کا تو سایہ بھی حُرمت پر وہ نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا. یزدان چہرے پر برہمی بھرے تاثرات لیے اُن دونوں کی جانب بڑھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خالہ پلیز مجھے ابھی کچھ نہیں کھانا اور نہ ہی کسی سے کوئی بات کرنی ہے. آپ پلیز کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دیں. "

امل بیڈ پر اُوندھے منہ لیٹی بھیگے لہجے میں بولی. روم میں آنے کے بعد امل بنا چینج کیے ابھی تک ویسے ہی گھونگھٹ لپیٹے منہ چھپائے بیڈ پر پڑی تھی. اُس کا دل عجیب بوجھل سا ہو رہا تھا. اِس وقت اُس کی کیفیت صبح کی کیفیت سے بالکل اُلٹ تھی.

دل کا ایک کونا جیسے اب سکون میں آ چکا تھا. مگر صدام سے اپنا انتقام اور اُس کی اِس دھوکہ بازی کا سوچتے امل کا غصہ اور اضطراب آخری حد تک پہنچ چکا تھا.

صنوبر خالہ اُس سے دوبار کھانے کا پوچھنے آ چکی تھیں. وہ اُس کی طرف سے سخت فکر مند تھیں کیونکہ امل نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اور اِس وقت اُسے بہت تیز بخار بھی تھا. لیکن امل شدید غصے میں خود کو ہی بھوکا رکھ کر اور میڈیسن نہ لے کر تکلیف دے رہی تھی.

اِس وقت بھی دروازہ کھلنے کی آواز پر بنا دیکھے امل سمجھ گئی تھی۔ کہ صنوبر خالہ پھر اُسے کھانے کا کہنے آئی ہیں۔

لیکن دوسری جانب سے اُن کی خاموشی اور دروازہ بند ہونے کی آواز پر امل کو حیرانی تو بہت ہوئی تھی مگر اُس نے چہرا اب بھی نہیں اُٹھایا تھا۔

" اتنی جلدی ڈر گئیں مسز صدام جعفر گیلانی۔ کہ ہمت ہی ہار بیٹھی۔ کھائے پیئے بغیر زندہ کیسے رہو گی اور اگر زندہ نہ رہی تو مجھ سے اپنی نفرت کیسے نبھاؤ گی۔"

صدام کی طنز میں ڈوبی گھمبیر آواز پورے کمرے میں گونجتی امل کے کانوں سے ٹکراتی کچھ پل کے لیے اُسے اپنی جگہ ساکت کر گئی تھی۔ امل کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔ صدام جعفر آج اُس کی ذات پر اپنے تمام اختیار حاصل کیے پورے حق سے اُس کے روم میں کھڑا تھا۔ آنے والی

سچویشن کے خیال سے امل ایک پل کے لیے تو کانپ گئی تھی. مگر پھر خود کو مضبوط کرتی وہ بیڈ سے اُٹھی تھی.

صدام کی گہری نظریں بیڈ پر لیٹی امل کے وجود سے اُلجھ رہی تھیں. جو اُس کے پسند کیے ہوئے لباس میں ملبوس آج بھی اپنے چہرے کو اُس سے چھپائے نازک سراپا لیے بہت حسین لگ رہی تھی.

" صدام جعفر تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی. تم سے بڑا شاطر اور گھٹیا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا. تم نے دھوکے سے نکاح کیا ہے مجھ سے. جس نکاح کی میری نظر میں کوئی ویلیو نہیں ہے. جسے میں بہت جلد ختم کر دوں گی. "

امل بنا گھونگھٹ ہٹائے صدام کو انگلی اُٹھا کر وارن کرتی اپنے قریب آنے پر مجبور کر گئی تھی. امل کے اتنے سخت الفاظ پہلے سے غصے اور اشتعال سے بھرے صدام کو مزید آگ لگا گئے تھے.

" میرے قریب مت آنا صدام جعفر ورنہ اچھا نہیں ہو گا."

امل صدام کو لال آنکھوں اور تنے ہوئے نقوش کے ساتھ اپنے قریب آتا دیکھ تیز آواز میں چلائی تھی. جس کا اُس پر زرا اثر نہیں ہوا تھا.

" او کے مجھے خود سے دور رکھنے کی کوشش کر لو."

صدام نے بھی اُسے کھلا چیلنج دیا تھا. جیسے کہیں نہ کہیں اُس کی مہارتوں سے واقف ہو. امل کوئی کمزور لڑکی نہیں تھی. وہ ایک پولیس آفیسر تھی. جس کو حملہ کرنے اور دفاع کرنے کی پوری ٹریننگ دی گئی تھی.

صدام نے جیسے ہی اُس کی کلائی دبوچی امل نے اُس سے بھی کہیں زیادہ پھرتی دیکھاتے صدام کے سینے پر اپنی دوسری کہنی سے وار کیا تھا. جس پر ایک لمحے کے لیے صدام کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی. اور امل نے ایک ہی جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کروالی تھی.

امل کے انداز دیکھ صدام سمجھ چکا تھا کہ وہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ فُل ٹرینڈ ہے.

امل کو اِس وقت صدام پر اِس قدر غصہ تھا کہ خود کو آزاد کروانے کے بعد وہ پیچھے نہیں ہٹی تھی.

بلکہ اب کی بار مُٹھی سے پنچ بناتے اُس کے چہرے پر وار کرنا چاہا تھا. مگر اِس دفعہ صدام مکمل طور پر الرٹ تھا. اُس نے امل کا ہاتھ فاصلے پر ہی روکتے اُس کی دونوں کلائیاں دبوچ کر کمر سے لگادی تھیں. جن کو آزاد کروانے کے لیے امل سر توڑ کوشش کر رہی تھی. مگر صدام جیسے بلیک بیلٹ سے خود کو آزاد کروانا آسان نہیں تھا.

بخار نے بھی اُسے کافی نڈھال کر دیا تھا.

صدام اپنے حصار میں قید اُس کے نازک وجود کی بخار کی شدت محسوس کر پا رہا تھا. جو نا چاہتے ہوئے بھی اُس کو اندر ہی اندر امل کے لیے فکر مند کر گئی تھی. جو بھی تھا مگر اُس نے اِس لڑکی سے بے پناہ محبت کی تھی. وہ امل کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا.

" صدام جعفر چھوڑو مجھے. "

امل کے چہرے پر موجود گھونگھٹ اُس کے لیے زیادہ مشکل پیدا کر رہا تھا. جس کو دونوں کے درمیان ہونے والی اتنی جھڑپ کے بعد بھی امل نے گرنے نہیں دیا تھا. اور نہ ہی صدام کو اپنے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے دی تھی.

" کیا ہوا اتنی جلدی کمزور پڑ گئی کیا. "

صدام نے اُس کی کلائی کو ہلکا سا جھٹکا دیتے امل کو اپنے قریب کیا تھا.

امل کا چہرا دیکھنے کی صدام کے دل کی منہ زور خواہش اب زور پکڑ چکی تھی. جبکہ وہ مسلسل پیچھے ہوئی جا رہی تھی. جس چکر میں صدام نیچے دوہرا ہوا کارپٹ نہیں دیکھ پایا تھا. پیر اُس میں اُلجھنے کی وجہ سے وہ لڑکھڑایا تھا. اور اگلے ہی لمحے وہ دونوں اُوپر نیچے بیڈ پر آ گرے تھے.

امل جو صدام کے حصار میں تھی وہ صدام کے چوڑے وجود کے نیچے دب سی گئی تھی. گرنے کے باوجود صدام نے اُس کی کلائیاں نہیں چھوڑی تھیں. جبکہ امل کی حالت اِس نئی صورتحال سے اِس قدر خراب ہو چکی تھی. کہ اُسے لگ رہا تھا دل پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا. اُس نے اُٹھنا چاہا تھا. مگر اُسے اپنی قید میں لیے اُس پر جھکا صدام اِس موڈ میں نہیں تھا.

" آج کیسے چھپاؤ گی اپنے چہرے کو مجھ سے. آج تو میں تمام حق محفوظ رکھتا ہوں اپنے پاس."

صدام نے امل کا چہرا دیکھنے کے لیے اُس کی کلائیاں اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتے دوسرا ہاتھ اُس کے گھونگھٹ پر رکھا تھا.

" نہیں پلیز میں تمہیں اِس بات کی اجازت نہیں دے رہی. تم میری مرضی کہ بغیر ایسا نہیں کر سکتے."

امل مسلسل خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی اُس کو اِس حرکت سے باز رکھنے کے لیے چلائی تھی.

" مرضی...... تم پر اب صرف میری مرضی چلے گی. اور رہی اجازت کی بات تو. میں تمہاری اجازت کے بغیر اِس سے بھی زیادہ بہت کچھ کر سکتا ہوں. سو ڈئیر وائف جتنی بد تمیزی سے پیش آؤ گی. اپنے لیے ہی مشکلیں پیدا کرو گی."

صدام کی بات پر امل کی مزاحمت کمزور پڑ چکی تھی۔ صدام کا یہ نیا رُوپ اُس کے لیے بہت ہی خوفناک تھا۔ جس شخص کو اُس نے ہمیشہ کالم و کمپوز دیکھا تھا۔ اور ہمیشہ اُس کی صوبر سائیڈ دیکھی تھی۔ آج اُسے رعب جماتے ایک ضدی اور اُکھڑ شوہر کے رُوپ میں دیکھنا امل کی جان مزید مشکل میں ڈال گیا تھا۔

" بہت خواہش ہے اِس دل کی۔ اُس دھوکے باز لڑکی کو دیکھنے کی جس نے اِس سے کھیل کر بہت بُری طرح توڑا ہے۔ تم اب........."

صدام جو بات کرنے کے دوران امل کا گھونگھٹ اُلٹ چکا تھا۔ امل کے چہرے پر نظر پڑتے اُس کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

وہ کچھ پل کے لیے پلکیں جھپکانہ بھول چکا تھا. اِس قدر حسین نقوش اور نزاکت بھرا حُسن اُس نے آج تک نہیں دیکھا تھا.

یہ لڑکی اِسی دنیا کا حصہ تھی یا کوئی دوسری مخلوق راستہ بھٹک کرادھر آنکلی تھی.

امل کے ملائی جیسے سفید ہاتھ تو ویسے ہی بہت نرم و ملائم تھے. جو صدام کو پاگل کیے رکھتے تھے.

مگر آج اُس کا چہرا دیکھ وہ کچھ لمحوں کے لیے سب کچھ فراموش کر گیا تھا.

کوئی انسان اتنا حسین کیسے ہو سکتا تھا. امل کی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں گولڈن آئی شیڈ کے ساتھ مسکارے اور کاجل سے لیس صدام کی دھڑکنیں سینے میں ہی اُلجھادے گئی تھیں. اِن قاتل نگاہوں نے ہی تو اُس کا سکون لوٹ کر اپنا دیوانہ بنایا تھا. مگر آج تو وہ مزید ہتھیاروں سے لیس صدام کا رہا سہا سکون بھی چھین گئی تھیں.

آنکھوں سے ہوتے صدام کی نگاہوں نے اُس کے ستواں ناک تک کا سفر کیا تھا. جس میں سجی چھوٹی سی گولڈ کی نوز رنگ جو امل ہمیشہ پہنتی تھی اِس وقت صدام کے دل پر بجلیاں گرا گئی تھی. وہاں سے نظر ہٹتے ہی صدام کی نظر امل کے روئی جیسے گالوں پر سجے تل پر جم سی گئی تھیں. یہی تو وہ تِل تھا جو اُس دن ٹکراؤ کے دوران صدام کی نظروں میں آیا تھا. اور تب سے اِسے حاصل کرنے اور چھونے کی خواہش دل میں گھر کر گئی تھی.

امل نے سختی سے آنکھین میچ رکھی تھیں اور خود کو آزاد کروانے کے لیے اُس کی سر توڑ کوششیں جاری تھیں. صدام کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اُس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو چکے تھے. اُس کے دل کی دھڑکنوں کا شور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا.

آج خود کو ہر طرح کے پہروں سے آزاد کرتے صدام دل کی خواہش پر ایمان لاتا امل کی گال پر موجود تل پر اپنے احمری لب رکھ چکا تھا.

وہ پہلے سے عذاب میں مبتلا تھی. بخار کی وجہ سے اُس کا تپتا چہرا صدام کے دل کی بے تابی کو مزید

بڑھا گیا تھا.

امل صدام سے اتنی ہمت کی توقع نہیں کر پا رہی تھی. اُس کا چہرا بخار اور اب صدام کی حرکت پر

اِس قدر لال ہو چکا تھا جیسے جسم کا سارا خون وہیں اکٹھا ہو گیا ہو.

امل کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اِس جلاد بنے شخص سے کیسے خود کو آزاد کروائے.

" صدام جعفر تم دھوکہ باز, منافق اور ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ کمزور کردار کے مالک نفس

کے پجاری بھی ہو آج اندازہ ہوا ہے. مجھ سے زبردستی کر کے تم ٹھیک نہیں کر رہے اِس کا بہت

بڑا حساب چکانا ہو گا تمہیں."

امل کو اور تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا. اِس لیے اُس نے لفظوں کے تیر چلانا شروع کیے تھے.

جس کا صدام پر زرا برابر اثر نہیں ہوا تھا. بلکہ امل کو اِن تمام سخت الفاظ کا جواب اپنے عمل سے دینے کا سوچا تھا. تا کہ اُس کی کچھ تو عقل ٹھکانے لگا سکے.

صدام کی نظریں امل کے ریڈ لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر تھیں. جسے نوٹ کرتے امل نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے. امل کی اِس حرکت پر صدام کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ کھیل گئی تھی.

" مجھے درد ہو رہا ہے چھوڑو مجھے."

امل کے بازو کب سے صدام نے اُس کی کمر کے نیچے موڑ رکھے تھے. بیڈ پر جس پوزیشن میں وہ گری تھی اُس سے بازو مزید نیچے دب گئے تھے. صدام اُس کے اُوپر جھکا ہوا ضرور تھا مگر اُس نے امل پر اپنا ایک پرسنٹ بھی وزن نہیں آنے دیا تھا.

صدام نے ایک نظر بغور امل کا جائزہ لیا تھا. اپنی آنکھیں اور ہونٹ سختی سے میچے مسلسل مزاحمت کرتی بخار سے نڈھال لال ہوتی وہ صدام کے دل میں نرمی پیدا کر گئی تھی. وہ جو اُسے ابھی مزید زچ کرنے کا ارادہ رکھتا اُس کی حالت کے پیشِ نظر اُس کے اُوپر سے اُٹھ گیا تھا. ورنہ آج اِس لڑکی کو سہی تڑپا کر اُسے اِس سے اپنا دل توڑنے کے سارے بدلے لینے تھے.

صدام کے اُٹھتے ہی امل بھی اپنی کلائیاں سہلاتی جلدی سے اُٹھی تھی. اُس کا سر بُری طرح چکرا رہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا. اِس سامنے کھڑے شخص کو دھکے مار کر اپنے کمرے سے نکال دے. جو اتنی دیدہ دلیری سے نہ صرف اُس کے کمرے میں موجود تھا بلکہ اُس کو بُری طرح زچ کیے ہوئے تھا.

امل سمجھ گئی تھی اِس وقت وہ اِس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتی اِس لیے وہ اُس سے دس فٹ کا فاصلہ قائم کرتی بہت دور جا کھڑی ہوئی تھی. امل کی یہ حرکت نہ چاہتے ہوئے بھی صدام کے ہونٹوں

پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی. ویسے اُس کی جانی دشمن اور جاسوس بنی پھر رہی تھی. اور اب جب وہ میدان میں آیا تھا تو میڈم کے چھکے چھوٹ چکے تھے.

امل کو صدام کے سامنے اپنا نقاب ہٹ جانے پر بہت زیادہ غصہ اور افسوس تھا. اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اُس کا یہ نقاب صرف اُس کی پہچان چھپانے کے لیے ٹھیک نہیں تھا بلکہ صدام کی اِن بے باک نگاہوں سے بھی محفوظ رکھے ہوئے تھا. جو آج اُس کے چہرے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں.

" یہ حرکت تم پر دوبارہ بہت مہنگی پڑ سکتی ہے. تو اِسے دوبارہ مت ہی کرو تو بہتر ہے. ورنہ اگلی بار کا وار تم سہہ نہیں پاؤ گی. "

صدام امل کو واپس نقاب کرتا دیکھ وارن کرتے بولا. جبکہ امل با آسانی اپنے ہونٹوں پر اُس کی نگاہوں کا فوکس نوٹ کر چکی تھی.

اور نجانے کس خوف کے زیرِ اثر اُس نے صدام کی بات مان لی تھی. جیسے وہ اب مزید ایک منٹ کے لیے بھی صدام کو اپنے قریب محسوس نہ کر سکتی ہو.

امل کا یہ گریز صدام کو مزید گستاخیوں پر اُکسا رہا تھا. لیکن امل کی اگلی بات اُس کے دل و دماغ کا سارا سرور و نشہ غارت کر گئے تھے.

" صدام جعفر حیرت ہے مجھے. پہلے میرے ہاتھوں بے وقوف بن کر تم نے اپنے دل کی دنیا برباد کروانے کے بعد اب اپنی زندگی بھی برباد کروانے خود ہی میرے جال میں آن پہنچے ہو.

کتنے بے وقوف ہوتے نا تم جیسے مرد. تم لوگوں کی نفس کی خواہشات ہی تمہیں برباد کر کے رکھ دیتی ہیں."

امل جس قدر سخت الفاظ ادا کر کے صدام کے دل کو زخمی کر سکتی تھی کر رہی تھی. صدام جو پہلے اُس کے الفاظ پر ضبط کر گیا تھا. مگر اب بار بار اپنے سچے جذبات کا مذاق اُڑتا دیکھ اُس کے اندر کا اشتعال مزید بڑھ گیا تھا.

" ہاں بنا میں تمہارے ہاتھوں بے وقوف اور بے پناہ محبت بھی کی تم سے. یہی سننا چاہتی ہو نا تم."

صدام لہو رنگ ہوتی آنکھیں امل کے چہرے پر گاڑھتے لمحہ بالمحہ اُس کے قریب جا رہا تھا. جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی آنکھوں میں نفرت کے جذبات لیے اُسے ہی دیکھ رہی تھی. مگر

صدام کا اچانک کیا گیا اقرار اُس کے چہرے پر عجیب سے رنگ بکھیر گیا تھا. جیسے یہ اقرار اُس کے تپتے بھڑکتے دل پر بہت گہرا اثر چھوڑ گیا ہو.

" اِس سے پہلے اور کتنے مردوں کو میری طرح بے وقوف بنا چکی ہو. "

صدام امل کے قریب کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے زہر خند لہجے میں مخاطب ہوا تھا. کب سے مسلسل اُس کی عزتِ نفس پر وار کرتی امل اُس کے اتنے سنگین الفاظ پر تڑپ اُٹھی تھی. اور ساتھ ہی اُسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کس ٹائم سے اُسے کس قدر غلط بول رہی ہے.

" تمہیں اِس سے مطلب. صدام جعفر میرے کمرے سے نکل جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا. "

امل مُٹھیاں بھینچے ضبط کھوتے چلائی تھی. اُس کا ریشمی دوپٹہ بار بار اُس کے سر سے پھسلتا اُسے الگ کوفت میں مبتلا کر رہا تھا.

صدام کا غصہ اپنے دوپٹے پر نکالتی اُس سے بُری طرح اُلجھتی امل بار باراُس کو اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی. وہ جتنا امل کے سجے سنورے بے پناہ حُسن سے نظریں چرانا چاہتا تھا. وہ اُتنا ہی بار باراُسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی. صدام نے گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے خود کو اِس ساحرہ کے حصار سے نکالنا چاہا تھا.

" اب تمہارے سارے مطلب مجھ سے ہی ہیں مسز. اور اچھا تو اب تمہارے ساتھ نہیں ہو گا. بولو کیا دشمنی ہے تمہاری مجھ سے کیوں کر رہی ہو یہ سب. "

صدام کافی حد تک خود کو نارمل کر چکا تھا. امل کے ارد گرد دیوار پر اپنے بازو رکھتے صدام نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے مکمل بے بس کیا تھا.

" دشمنی؟؟؟......... تم جیسے پیٹھ پیچھے وار کرنے والے تو دشمنی کے قابل بھی نہیں ہیں. تم سننا چاہتے ہو نا کہ میں کیا چاہتی ہوں تو سنو.

جتنی نفرت میں نے تم سے کی ہے شاید ہی اِس دنیا میں کبھی کسی نے کسی سے کی ہو گی. اور صرف نفرت نہیں کرتی. تمہیں برباد کر کے تڑپا کے جان سے مارنا چاہتی ہوں. اور میں ایسا کر کے رہوں گی. اُس دن کیا پوچھ رہے تھے تم کہ محبت کرنے لگی ہوں میں تم سے. اپنی زندگی میں اِس سے بڑا مذاق میں نے آج تک نہیں سنا صدام جعفر گیلانی. تم سے تو میں مر کے بھی محبت نہیں کر سکتی."

امل کافی حد تک خود کو نارمل کر چکی تھی. اِس لیے اُس کے قریب آنے پر بنا خوفزدہ ہوئے وہ نفرت میں ڈوبے تمسخرانہ لہجے سے صدام کے دل کے ہزار ٹکڑے کر گئی تھی.

صدام کچھ دیر تو شاک کی کیفیت میں کھڑا امل کی نفرت کی شدت کا اندازہ لگا تا رہا تھا. جس لڑکی

نے اُس کے دل کی بنجر سر زمین پر محبت کی بستی آباد کی تھی وہ خود دل میں اُس کے لیے بے پناہ

نفرت لیے اُسے جان سے مارنے کو تیار تھی.

امل نے اپنی ایک بات تو پوری کر ہی دی تھی. صدام کے دل کی دنیا برباد کر دی تھی. امل کے

لہجے میں اپنے لیے بے پناہ نفرت دیکھ وہ سمجھ گیا تھا. یہ لڑکی کبھی بھی اُس کی محبت کو قبول نہیں

کرے گی.

جہاں ایک طرف اُس کا دل بے کل سا ہو اُٹھا تھا وہیں دوسری جانب امل کے کچھ الزامات اُس کا

غصہ بھی مزید بڑھا گئے تھے. جو غصہ اُس نے کب سے صرف امل کا لحاظ کرتے اپنے اندر دبا رکھا

تھا.

" میں نے پیٹھ پیچھے وار کیا ہے.... ؟؟؟"

صدام اپنا لال چہرا امل کے چہرے کے قریب لاتا غراتے ہوئے بولتا اپنی گرم سانسوں سے اُس کا چہرا اجھلسا گیا تھا.

صدام کے وجود سے اُٹھتی مہک ہمیشہ کی طرح امل کو اپنے حصار میں لے رہی تھی. امل خود کو اُس کے سامنے کمزور ظاہر بالکل بھی نہیں کرنا چاہتی تھی. اِس لیے وہ بنا اُسے خود سے دور کیے ڈٹ کر کھڑی رہی تھی. مگر نظریں جھکا کر چہرے کا رُخ تھوڑا سا نیچے کر لیا تھا. وہ صدام کی آنکھوں میں دیکھ کر اُس کے آگے اپنے اندر کا کوئی راز اشکار نہیں کرنا چاہتی تھی. اگر ایسا ہو جاتا تو ابھی کچھ دیر پہلے کہ کیے اُس کے سارے دعوے دھڑے کہ دھڑے رہ جاتے. جو اُس نے دل پر پتھر رکھ کر بول تو دیا تھا. مگر اِس کے ساتھ ہی اُس کے اندر ایک جنگ بھی چھڑ چکی تھی.

" میں نے پیٹھ پیچھے وار نہیں کیا بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر تمہارے گھر رشتہ بھجوایا ہے. بے شک پوچھ لو اپنے فادر سے. اگر تم نے ہی اپنے ہونے والے شوہر کا نام تک نہیں پوچھا تو اِس میں تمہاری بے وقوفی ہے. جو بہت عقلمند بنی دوسروں کو اپنے اشاروں پر نچانے کی کوشش کرتی ہو. خود پہلے اپنی لائف کے فیصلے تو کر لو.

جھوٹ تو تم نے بولا مجھ سے کہ کسی اور سے محبت کرتی ہو. اور اُسی سے نکاح بھی کر رہی ہو. تو جھوٹا اور دھوکے باز کون ہوا مسز امل صدام میں یا تم."

صدام نے امل کی ٹھوڑی اپنی مُٹھی میں دبوچتے اُس کا چہرا اُوپر کیا تھا. جو نجانے کیوں اُس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی.

" پیٹھ پیچھے وار کرنا پتا ہے کس کو کہتے ہیں. جو تم کر رہی ہو. پہلے مجھے جان سے مارنے کے لیے

چھپ کر اپنے آدمیوں سے مجھ پر حملہ کروایا. میرے بزنس میری ساکھ برباد کرنے کے لیے

میرے پراجیکٹ کا امپورٹنٹ ڈیٹا میرے دشمنوں تک پہنچایا. اور جب ہر طرف سے ناکام ہوئی

تو میرے ہی گھر کی پارٹی میں میرے ہی ویٹر کو پیسے دے کر میری ڈرنک میں زہر ملا دی. پر

افسوس ابھی تک تمہارا ایک وار بھی نہیں چل سکا. اپنے کیے کے الزام مجھ کر دینے کی کوشش

مت کرو. میں جو بھی کرتا ہوں پوری دنیا کو دیکھا کر کرتا ہوں. جیسے آج پوری دنیا کے سامنے

تمہیں اپنے نام لکھوایا ہے. اب تم جو مرضی کرو مگر رہو گی تو میری بیوی ہی. اور اب تمہارے

یہ تیور دیکھ کچھ ہی دنوں میں رخصتی کا ارادہ بھی رکھتا ہوں."

صدام ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر اُس کا چہرا اُونچا کرتے دوسرے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے امل

کے چہرے کی نرماہٹیں محسوس کرتے وہ اُس کے اوسان خطا کر گیا تھا. امل جو خود کو بہت مضبوط

ظاہر کرنا چاہتی تھی. یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ صدام کے قریب ہونے سے اُسے زرا فرق نہیں پڑتا اِس وقت اُسے یہ دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا. اُس نے صدام کے ہاتھ اپنے چہرے سے جھٹکنا چاہے تھے. مگر اُس کے ہاتھوں نے جیسے حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا.

امل کا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا. لیکن سب سے زیادہ جھٹکا اُسے صدام کی زہر دینے والی بات پر لگا تھا.

اتنا بڑا قدم اُٹھانے کا تو ابھی تک اُس نے سوچا بھی نہیں تھا. تو صدام یہ بات کیوں کر رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اوہ تو تم ہو وہ لڑکی جس نے مجھ سے میرے شوہر کو چھیننے کی کوشش کی ہے۔ "

فاریہ حُرمت کے قریب آتی حقارت بھری نظروں سے سر سے پیر تک اُسے گھورتے بولی۔

لیکن اندر ہی اندر حُرمت کا معصوم لاپرواہ حُسن اُسے حسد کی بھٹی میں ڈال گیا تھا۔ جبکہ حُرمت جو اِس وقت بہت غصے میں تھی۔ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ فاریہ کی بات پر اپنی مُٹھی کو مزید شدت سے بھینچتے وہ بہت مشکل سے ضبط کر گئی تھی۔

وہ ایک شخص کا غصہ باقیوں پر نہیں اُتارنا چاہتی تھی۔

" دیکھو پلیز تمہارا جو بھی نام ہے۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارا شوہر چھیننے کا۔ مجھے تمہارے شوہر میں زرا بھی انٹرسٹ نہیں ہے۔ تمہیں میرا وجود اگر اتنا ہی بُرا لگا رہا ہے۔ تو تم مجھ پر ایک

احسان کر دونا. اپنے شوہر سے بولو میری جان چھوڑ دے. ویسے بھی میں نے سنا بہت محبت کرتا تم سے."

حُرمت جو پہلے ہی بھری بیٹھی تھی. فاریہ کی بات پر غصے سے جل کر ایک ہی سانس میں بولتی فاریہ کو بھی حیران کر گئی تھی.

فاریہ کا دل چاہا تھا اِس لڑکی سے پوچھے کیا تم کچھ دن یزدان کے ساتھ رہ کر خود بھی تو پاگل نہیں ہو گئی جو یزدان رحمانی جیسے شخص سے طلاق لینے کی بات کر رہی ہو.

مگر فاریہ اِس بات سے ناواقف تھی کہ ہر انسان کے لیے اُس کی طرح صرف پیسہ اور ظاہری چمک دھمک ہی عزیز نہیں تھی. بلکہ محبت کا جذبہ اُن کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا. جس کے بغیر جینا اُن کے لیے بہت دشوار تھا.

حُرمت بات کرنے کے دوران اپنے قریب آتے یزدان کو نہیں دیکھ پائی تھی. جو اُس کی پوری بات سن چکا تھا. اور اب تیز نظروں سے اُس کی جانب دیکھتا اِن باتوں کا بہت اچھا جواب دینے کا ارادہ کر چکا تھا.

" ارے یزدان میں جانتی تھی تم میرے بغیر زیادہ دیر نہیں رک پاؤ گے. مجھے ڈھونڈتے میرے پاس آ ہی جاؤ گے. "

فاریہ یزدان کو اپنے قریب آ کر کھڑا ہوتا دیکھ ایک ادا سے بولتی اُس کا بازو دونوں ہاتھوں سے جکڑتی اُس کے کندھے سے لگتے ہوئے بولی. فاریہ کی بات پر حُرمت نے بھی فوراً نظریں اُٹھا کر یزدان کی جانب دیکھا تھا. دونوں کی نظریں ملی تھیں. یزدان کی گہری آنکھوں میں اُسے اپنے لیے ایک عجیب سی دیوانگی دکھی تھی. وہ گھبرا کر فوراً نظریں ہٹا گئی تھی. مگر یزدان کی آنکھوں کے رنگ اُسے بُری طرح اُلجھا گئے تھے.

مگراِس دھوکہ باز شخص کے منہ وہ اب لگنا ہی نہیں چاہتی تھی.

" آف کورس اب تو ایک پل بھی گزارہ ممکن نہیں تمہارے بغیر. "

یزدان تقریباً اپنے سینے سے لگی فاریہ کے گرد بازو پھیلاتے بولا. مگر اُس کی سُرخ خمار آلود نگاہیں حُرمت کے دلفریب سراپے میں جیسے اُلجھ کر رہ گئی تھیں. جواب اُس نے فاریہ کی بات کا دیا تھا. مگر اُس کی دیوانہ وار نگاہیں صاف ظاہر کر رہی تھیں. کہ اُس نے یہ بات کس کے لیے بولی ہے.

حُرمت فاریہ کو یزدان کے سینے سے لگے دیکھ پہلو بدل کر رہ گئی تھی. فاریہ کا ہاتھ جو یزدان کے سینے پر رکھا ہوا تھا. حُرمت کا دل چاہا تھا. اُسے کھینچ کر دور کر دے.

" کیسی ہو. "

یزدان کی نظریں حُرمت کے چہرے سے ہٹ کر اُس کے مہرون آنچل سے جھانکتے سیاہ بالوں پر پڑتی اُس کی بے قراریوں اور بے تابیوں میں مزید اضافہ کر گئے تھے. اُسے اپنا دل اُن سیاہ گیسوؤں میں اٹکتا محسوس ہوا تھا.

شدت سے اُسکا دل حُرمت کو اپنے قریب کرنے اور محسوس کرنے پر چاہا تھا. مگر اِس وقت ایسا نہ کر پانے کی وجہ سے اُس نے خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا تھا.

" بالکل ٹھیک اِن فیکٹ پچھلے دو دن سے بہت خوش بھی. "

حُرمت کے پھولے گلابی گالوں کے ساتھ چبا چبا کر بولنے اور غصے کا اظہار کرنے پر یزدان کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا.

وہ حُرمت کی جیلسی نوٹ کر رہا تھا. ویسے اُس پر ایک نظر بھی نہ ڈالنے والی ابھی اُس کے ساتھ فاریہ کو چپکا دیکھ کن اکھیوں سے نجانے کتنی بار گھور چکی تھی. اور اُس کا لال چہرا اِس بات کا سب سے بڑا گواہ تھا.

" یزدان تو پھر کب چھوڑ رہے ہو تم اِس لڑکی کو. کیونکہ جیسے تم اِسے اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے. ویسے ہی یہ تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی."

فاریہ جو یزدان کی توجہ حُرمت پر پڑتی محسوس کر چکی تھی. فوراً اپنے مطلب کی بات کرتی یزدان کے قہر کو آواز دے گئی تھی.

کچھ دیر پہلے صدام کے یہی بات کرنے پر اُس کا غصہ ابھی اُس کی جانب سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا.

کہ فاریہ کا واپس وہی بات دوہرانے پر اُس کا دماغ واپس گھوم چکا تھا.

یزدان نے لب بھینچتے فاریہ کا بازو سختی سے دبوچ کر اُسے خود سے دور کیا تھا.

جبکہ فاریہ اچانک یزدان کی اتنی سخت گرفت اور چہرے پر کرخت تاثرات دیکھ خود ہی گڑبڑا گئی تھی. اتنے ٹائم سے یزدان کو جانتے وہ اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی کہ یزدان کو اُس کی یہ بات کس قدر بُری لگی ہے.

" شاید تم پچھلے چار سالوں میں بھول چکی ہو. کہ مجھے اپنے فیصلوں میں کسی کی رائے دینا سخت ناپسند ہے."

یزدان دبے دبے لہجے میں غراتا فاریہ کو کافی حد تک اپنی اوقات یاد دلا گیا تھا.

فاریہ حُرمت کے سامنے اپنی انسلٹ پر دانت پیس کر رہ گئی تھی. مگر بہت جلد ہی خود کو کمپوز کر لیا تھا.

" اوکے مائی لو آئم ریلی سوری. نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہو گا. "

فاریہ اُس کا خراب ہوتا موڈ دیکھ جلدی سے سنبھلتے ہوئے بولی.

یزدان کا یہ انداز فاریہ کے لیے نیا نہیں تھا. وہ اُس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی.

جبکہ حُرمت فاریہ کی اِس قدر انڈرسٹینڈنگ پر عش عش کر اُٹھی تھی.

" پرفیکٹ کپل ہے. اِس سڑیل کو یہی لڑکی ہی برداشت کر سکتی ہے. "

حُرمت کو جہاں یزدان کا فاریہ کو خود سے دور کرنا اچھا لگا تھا. وہیں یزدان کا روکھا لہجہ اُسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا. وہی اُس کا اپنی مرضی چلاتا اُکھڑ لہجہ.

فاریہ واپس یزدان کے قریب ہو چکی تھی.

اُن دونوں کا یہ پیار محبت بھرا اسین دیکھنا حُرمت کو مزید کوفت میں مبتلا کر گیا تھا. جس پر تنگ آکر وہ دوبارہ فاریہ کو یزدان کے ساتھ چپکتا دیکھ جلدی سے وہاں سے نکل آئی تھی.

اُس کا ہر چیز سے دل اچاٹ ہو چکا تھا. اپنی جگہ پر یزدان کے ساتھ کسی اور کو دیکھ حُرمت کی آنکھوں میں نمی سی اُتر آئی تھی.

جب اچانک ہتھیلی پر جلن محسوس ہوتے اُس کی نظر اپنی خون آلود زخمی ہتھیلی پر پڑی تھی.

" اوہ. یہ کیسے ہوا مجھے پتا ہی نہیں چلا. "

حُرمت اپنی اِس قدر لاپرواہی پر حد درجہ حیران ہوتی عائشہ لوگوں کے پاس جانے کے بجائے ملازمہ سے گیسٹ روم کا پوچھتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی.

ابھی اُس نے کاریڈور میں قدم رکھا ہی تھا. جب کسی نے اُس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچی تھی. حُرمت جو اپنے ہی دھیان میں چل رہی تھی. اِس اچانک افتاد پر کسی کٹی پتنگ کی طرح مقابل کے چوڑے وجود کا حصہ بنی تھی. جس نے اُس کے منہ سے چیخ نکلنے سے پہلے ہی اُس کے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ جماتے اُس کی یہ آخری کوشش بھی ناکام بنادی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" میں نے تمہیں زہر دینے کی کوشش نہیں کی. تم اُس بات کا الزام مجھ پر نہیں لگا سکتے جو میں نے کیا ہی نہ ہو. "

امل کو شاک لگا تھا. وہ اُس سے نفرت کرتی تھی. انتقام لینا چاہتی تھی مگر صدام کو اُس کا گناہ قبول کروائے بغیر وہ اتنا انتہائی قدم نہیں اُٹھا سکتی تھی.

" لگتا ہے تمہیں صرف پیٹھ پیچھے دشمنی نبھانے کی عادت ہے. میرے سامنے آتے ہی تم تو اپنے کارناموں سے بھی مکرنے لگی ہو."

صدام نے امل کے کپکپاتے وجود پر گہری نظر ڈالتے اُس کا تمسخر اُڑایا تھا.

" میں کسی سے نہیں ڈرتی تم سے تو بالکل بھی نہیں صدام جعفر. میں نے تم پر حملہ کروایا تھا. لیکن اُس کا مقصد تمہیں جان سے مارنا نہیں تھا. اور تمہیں زہر دینا میری حرکت نہیں ہے. اگر میں ایک بار بھی تمہیں مارنے کا پلان بناتی تو تمہاری روح کب کی پرواز کر چکی ہوتی. "

امل صدام کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جما کر اُسے اپنے اُوپر سے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی. جبکہ اُس کی باتیں ایک بار پھر صدام کو مشتعل کر گئی تھیں. وہ امل کی بات پر یقین کرنے کو ایک فیصد بھی تیار نہیں تھا.

امل کے جھٹکا دینے سے وہ ایک قدم بھی پیچھے تو نہیں ہٹا تھا. مگر امل کی دونوں کلائیاں ایک بار پھر قید کرتے پیچھے دیوار کے ساتھ لگا گیا تھا.

" کیوں کر رہی ہو یہ سب. "

صدام نے جھک کر امل کی ٹھوڑی پر لب رکھتے اُس کو ساکت کر دیا تھا. اُس کی مزاحمت ایک دم رک چکی تھی. وہ اِس شخص کو کیا کچھ نہیں بول رہی تھی اور وہ اُس پر چیخنے چلانے اُس کے خلاف کیس کرنے کے بجائے اُس سے اِس قدر محبت سے کیسے پیش آ سکتا تھا.

صدام کا محبت بھرا گھمبیر لہجہ امل کی آنکھوں میں نمی بھر گیا تھا. اپنی کیفیت سے وہ خود ہی بُری طرح اُلجھ چکی تھی. اِس شخص کا ہر عمل اُس کے دل پر اثر کیوں کر رہا تھا. کیوں دل اِس کی ہر پکار پر اِس کی جانب ہمک رہا تھا.

" پلیز چلے جاؤ میرے روم سے."

صدام کی سانسیں اپنے کان پر محسوس کرتے امل بھیگے لہجے میں بولی. اُس کا ضبط اب جواب دے چکا تھا. مزید لڑنے کی طاقت نہیں رہی تھی اُس میں. تیز بخار کی وجہ سے اُس کے حواس اُس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے. وہ صبح سے جس اذیت کے زیرِ اثر تھی اُس کا نازک وجود اب خود پر ستم برداشت کرتے بالکل نڈھال ہو چکا تھا.

اچانک اُس کا سر زور سے چکرایا تھا. اپنا سر تھامتی وہ نجانے کس احساس کے زیرِ اثر اپنے سامنے مضبوط دیوار بنے کھڑے صدام کے سینے پر سر رکھ گئی تھی.

صدام جواب امل کی حالت کے پیشِ نظر اُس کی جان بخشی کا سوچتے پلٹنے ہی لگا تھا. امل کا یہ عمل اُس کے تڑپتے بھڑکتے شعلوں کی ذد میں آئے دل پر شبنم کی ٹھنڈی پھوار سی ڈال گیا تھا.

صدام نے فوراً اُس کے گرد اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار قائم کرتے اُسے سنبھالا تھا. امل پر شدید بخار کی وجہ سے غنودگی طاری ہو رہی تھی. جس پر صدام کو اُس کی فکر لاحق ہوئی تھی.

" امل کیا ہوا تمہیں آنکھیں کھولو. "

صدام اپنے سینے پر رکھے امل کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے بولا.

امل آنکھیں موندے بالکل ساکت تھی. صدام نے بہت ہی احتیاط اور نرمی سے اُس کے نازک وجود کو اپنی بانہوں میں بھرے بیڈ پر لاتے لیٹا دیا تھا. امل کا دوپٹہ کہیں نیچے گر چکا تھا. بغیر دوپٹے کے امل کے قیامت خیز حُسن کی تابکاریاں برداشت کرنا صدام کے لیے انتہائی مشکل تھا.

اِس سے پہلے کہ وہ بہک کر کوئی گستاخی سرزد کرتا اُس نے آگے بڑھ کر کمبل اُس کے وجود پر ڈالتے اُسے اپنی بے باک نظروں اور دیوانگی بھرے جذبات سے محفوظ رکھنا چاہا تھا. وہ جانتا تھا امل کے وجود پر اُس سے بھی زیادہ صدام کا حق ہے. مگر وہ اُس کے وجود کا نہیں اُس کی روح کا تمنائی تھا. اور امل کے قریب جا کر اُسے چھونے کا اصل مزا تو اُسے تب آتا تھا جب وہ چیختے چلاتے اُسے خود سے دور ہونے کی ناکام کوشش کرتی تھی. اور آخر میں اُسی کے بازوؤں میں آ کر بے بس بھی ہو جاتی تھی.

صدام نے عائشہ کو کال کر کے ملازمہ کے ہاتھوں جوس اور میڈیسن بھیجنے کو کہا تھا. جو اگلے دس منٹ میں ملازمہ اُس کے پاس روم میں رکھ کر نکل گئی تھی.

" امل آنکھیں کھولوں اور یہ تھوڑا سا جوس پی لو."

صدام امل کے پاس بیٹھتا جھک کر اُس کو اُٹھانے کی کوشش کرنے لگا تھا. جو ہولے سے کسمسا کر پھر سے غنودگی میں چلی گئی تھی.

صدام بنا میڈیسن دیئے تو اُسے چھوڑنے والا تھا نہیں. اِس لیے ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے صدام نے امل کے برابر آتے اُس کا سر اُٹھا کر ہلکا سا اُونچا کیا تھا. اور اُسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے کر اپنے ساتھ اپنے سہارے بیٹھاتے جوس کا گلاس اُس کے ہونٹوں سے لگایا تھا.

" امل جوس پیو. "

امل غنودگی میں تھی مگر صدام کو اپنے اتنے قریب شاید محسوس کر پا رہی تھی. اِس لیے اُس کا کالر اپنی مُٹھی میں دبوچتے اُسے خود سے دور دھکیلنا چاہا تھا. صدام کی بات کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا.

اُس کے بازوؤں میں جان نہیں رہی تھی. مگر وہ پھر بھی ایک بے نام سی مزاحمت جاری رکھے ہوئے تھی.

" اب اگر تم نے جوس پینے کے لیے منہ نہ کھولا تو میرا ایک ہی عمل تمہارا یہ سارا بخار بھگا دے گا. جس کا پھر مجھ پر الزام مت لگانا."

صدام جانتا تھا اگر وہ اتنے ہی پیار سے لگا رہا تو امل نے کسی صورت اُس کی بات نہیں ماننی اِس لیے وہ اپنی سی کوشش کرتا سرگوشیانہ لہجے میں امل کے کان میں ایک جاندار دھمکی اُنڈیل گیا تھا.

جس پر نہایت ہی مشکل سے امل نے اپنی بوجھل آنکھیں کھولتے صدام کی جانب دیکھا تھا. امل اُس کی بانہوں میں قید اُس کے سینے پر سر رکھے لال سرخی مائل آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھتی اُس کے جذبات میں مزید طغیانی برپا کر گئی تھی.

" مجھے نہیں پینا. تم جاؤ یہاں سے."

امل کے لپسٹک سے سجے لب ہولے ہولے سے ہلتے صدام کا صبر ختم کر گئے تھے.

جتنی نفرت کا اظہار امل اُس کے سامنے کر رہی تھی. اُس سے کہیں زیادہ محبت صدام کو امل سے محسوس ہونے لگی تھی.

" اوکے گریٹ."

امل کے انکار پر صدام اپنی دی گئی دھمکی پر عمل کرتا امل کے ہونٹوں پر جھکا تھا.

" یہ کیا کر رہے ہو۔"

امل نے جلدی سے صدام کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے اتنی بڑی گستاخی کرنے سے روکا تھا۔

اُس کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ جبکہ غنودگی صدام کی ایک حرکت نے اُڑن چھو کر دی تھی۔

امل نے بے اختیاری میں ابھی تک صدام کے ہونٹوں سے اپنا ہاتھ نہیں ہٹایا تھا۔ اور نہ ہی صدام نے ایسا کچھ کیا تھا۔ امل کے ہاتھوں کی نرم پوریں اُس کے دل کو ایک الگ ہی سرور دے گئی تھیں۔

امل کے پوچھنے پر اُس نے ہاتھ میں تھاما جوس کا گلاس اُس کے آگے کیا تھا۔

جس پر اچانک دھیان آتے امل نے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ سے گلاس تھامتے غٹا غٹ پی لیا ہو۔ جیسے ایسا کرنے سے صدام اُس کے سامنے سے غائب ہو جائے گا۔

صدام کے ہونٹوں پر ایک دلچسپ سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" ڈاکٹر کو بلواؤں. تمہیں بہت تیز بخار ہے."

صدام اُس کا ماتھا چھوتے فکر مندی سے بولا.

" نہیں تم یہاں سے چلے جاؤ. میں ٹھیک ہو جاؤں گی."

امل بہت مشکل سے اُس کا حصار توڑتی واپس تکیے پر سر رکھتے بیماری کے باوجود اُسے کرارہ سا جواب دیتے بولی.

جس پر صدام نے بغور آنکھیں موندے لیٹی امل کو دیکھا تھا. جس نے ابھی تک اپنی جیولری ہنوز پہنی ہوئی تھی.

صدام نے ہاتھ بڑھا کر اُس کا ائیر نگ اپنی گرفت میں لیا تھا. امل نے اُس کی حرکت پر آنکھیں کھولتے خوف زدہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا. اور فوراً صدام کا ہاتھ پکڑے اپنا ائیر نگ آزاد کروانا چاہا تھا.

جبکہ امل کی ہرنی جیسی خوفزدہ آنکھوں کی تحریر پڑھتے صدام اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا. امل جو صدام کی جانب ہی دیکھ رہی تھی. اُس کے اِس منفرد مگر کیئر نگ سے انداز میں کھو سی گئی تھی.

یہ شخص ہنستے ہوئے کس قدر حسین لگتا ہے.

امل کے دل نے اپنی ساری نفرت سائیڈ پر کرتے سچے دل سے اِس خوبرو شخص کی تعریف کی تھی.

" میرا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں تمہارے قریب آنے کا. اور جس دن بن گیا اُس دن تمہاری یہ کمزور سی مزاحمتیں مجھے روک نہیں پائیں گی. "

صدام امل کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا دوسرے ہاتھ سے اُس کا بھاری ائیر نگ نکال چکا تھا.

جبکہ امل کا اِس وقت دل چاہا تھا. اِس شخص کی اِن بے باک نظروں سے ایک پل کے اندر کہیں چھپ جائے.

صدام کے ہاتھوں کا لمس اپنے کانوں کے بعد اب گردن پر محسوس کرتے امل نے جلدی سے کمبل کھینچ کر اپنی ٹھوڑی تک خود کو ڈھانپ لیا تھا. جبکہ صدام کا ہاتھ ابھی بھی اُس کی گردن میں پہنے لاکٹ پر تھا.

" پلیز... "

امل کی نم آنکھوں میں التجا تھی. وہ اِس وقت کسی قیامت کے زیرِ اثر تھی. امل کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ صدام کو جیسے اُس پر ترس آیا تھا.

وہ ایک بھرپور نظر اُس پر ڈالتے واپس جانے کے لیے پلٹا تھا. جب اچانک اُسے نجانے کیا ہوا تھا. کہ وہ اپنے دل کی خواہش پر مجبور ہو کر اُس کے چہرے پر جھکتا اُس کے اُسی قاتل تل پر ہونٹوں کا پر شدت لمس چھوڑتا واپس پلٹ گیا تھا. شاید یہ تل اُس کی کمزوری بن چکی تھی.

جبکہ امل نجانے کتنی ہی دیر ساکت سی وہیں پڑی رہی تھی. اُس میں ہلنے تک کی سکت نہیں رہی تھی. اِس شخص نے کچھ ہی وقت میں اُس کے سارے دعوے مٹی میں ملا دیئے تھے.

وہ جا چکا تھا مگر اُس کی خوشبو امل کو اپنے وجود سے اُٹھتی محسوس ہو رہی تھی.

امل کو بہت سی باتوں سے زیادہ ایک بات جو سب سے زیادہ بے چین اور مضطرب کر رہی تھی.

وہ تھا اُس کی اپنے خلاف اتنی نفرت اور سازشوں سے باخبر ہونے کے بعد بھی صدام کا اِس قدر کیئرنگ انداز. تو کیا وہ واقعی اُس سے سچی محبت کرنے لگا تھا. کہ اپنی محبت کے آگے اُسے امل کی نفرت چھوٹی لگنے لگی تھی.

" صدام کو زہر دینے کی کوشش کس نے کی. تو کیا کوئی اور بھی صدام کو مارنا چاہتا ہے."

یہ بات زیرِ لب بڑبڑاتے امل کے دل کو جیسے کسی نے مُٹھی میں جکڑ لیا تھا.

ایک طرف وہ خود صدام کو نقصان پہنچانا چاہتی تھی. اور دوسری طرف اُس کو کسی اور کی سازش کا شکار سن کر امل کی جان منہ کو آگئی تھی.

امل کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ خود سے لڑ لڑ کر وہ تھک چکی تھی۔ ایک ہی دن میں اِس شخص کی قربت نے اُس پر بہت بُرا اثر ڈالا تھا۔ جس جال میں اُس نے صدام کو پھنسانا چاہا تھا اُس میں خود ہی اُلجھ کر وہ تڑپ رہی تھی۔

" نہیں میں صدام جعفر کے معاملے میں کمزور نہیں پڑ سکتی۔ وہ بہت شاطر ہے ویسا بالکل بھی نہیں ہے جیسا وہ میرے سامنے بننے کی کوشش کر رہا ہے۔

نہیں وہ قاتل ہے میرے اپنوں کا۔ میں بھلا اُس کے بارے میں اچھا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں۔ اُس کے حوالے سے سوچنا بھی میرے لیے گناہ ہونا چاہیئے۔ بابا تو اِس شخص کی حقیقت سے واقف ہی نہیں ہیں۔ اِس لیے اُنہوں نے میرا نکاح اِس سے کروا دیا۔ اگر وہ جانتے ہوتے تو ایسا کبھی نہ کرتے۔ مگر میں تو سب باتوں سے آگاہ ہوں نا۔ تو میں کیسے اُس کے حوالے سے اپنے دل

میں نرم گوشہ پیدا کر سکتی ہوں. نہیں نفرت کرتی ہوں میں اُس سے شدید نفرت اِس کے علاوہ کوئی فیلنگ نہیں میرے دل میں اُس کے لیے."

امل اپنے بالوں میں اُنگلیاں اُلجھائے سر کو سہلاتی اپنے دل کی آواز کو دبانے کی خاطر زور سے چلاتے صدام سے اپنی شدید نفرت کا اظہار کرنے لگی تھی. مگر اُس کا کمزور انداز صاف بتا رہا تھا کہ یہ سب وہ صرف اپنے دل کو یقین دلانے لے لیے کر رہی تھی جو اُس سے صدام کے حق میں بغاوت کر چکا تھا.

" مجھے اِس معاملے کو مزید نہیں لٹکانا چاہیئے. اِس سے پہلے کہ وہ شخص مجھے بھی اپنے طلسم میں قید کر کے میرے مقصد سے بھٹکا دے. مجھے اُسے اپنی نظروں میں موجود اُس کی اوقات یاد دلانی ہو گی. کہ وہ میرے لیے زرا بھی اہمیت نہیں رکھتا."

امل نے اپنے دل میں خود ہی خنجر پیوست کرتے اپنے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو بے دردی سے صاف کرتے موبائل اُٹھا کر ایک نمبر ملایا تھا.

" ہیلو کبیر مجھے صدام جعفر کل میرے تھانے کے حوالات میں بند ملنا چاہیئے. "

امل کی سرد و سپاٹ آواز پر دوسری جانب کبیر بوکھلا چکا تھا.

" مگر میم ہم ایسا کیسے کر سکتے. ابھی تو صدام جعفر کے خلاف ہمارے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے. ثبوتوں کہ ساتھ صدام جعفر جیسے پاورفل بندے کو گرفتار کرنا انتہائی مشکل ہے. اور بنا ثبوت کہ تو ناممکن ہی ہے. "

کبیر امل کے اُلٹے دماغ سے واقف تھا اِس لیے انتہائی تحمل سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولا.

" اب ہر بات میں نے ہی بتانی ہے کیا تم لوگوں کو. ثبوت نہیں ہیں تو خود پیدا کرو. کچھ بھی کرواکر اُس کا الزام صدام پر ڈال دو. جو مرضی کرنا ہے کرو. مگر مجھے وہ ہر حال میں حوالات میں بند چاہئے. "

امل اپنا حکم صادر کرتی فون بند کر گئی تھی.

" اُف ایس پی صاحبہ نے مجھے ایک پولیس والے سے زیادہ غنڈہ بنا دیا ہے. یہ محبت بھی مجھ جیسے انسان کو کتنا خوار کرواتی ہے. اور بدلے میں حاصل سب کچھ صدام جعفر جیسے لوگوں کو ہوتا ہے. "

کبیر کو امل کے صدام سے نکاح ہونے کا علم ہو چکا تھا. جس کا اُس ظالم لڑکی نے اُسے سوگ بھی نہیں منانے دیا تھا. اور نیا حکم صادر کر دیا تھا. اور حکم بھی ایسا کہ اگر وہ پکڑا جاتا تو اِن امیر زادوں کے ہاتھوں چھترول اُسی کی ہونی تھی.

امل کبیر کو کہہ تو چکی تھی. مگر اب اُس کی پوری رات بیڈ پر کروٹیں بدلتے ہی گزر رہی تھی. بار بار صدام کی باتیں اور حرکتیں یاد آتے امل کو اِس وقت بھی سر سے پیر تک لال کر جاتی تھیں.

بے اختیاری میں صدام کے بارے میں سوچتے امل کی نظر اپنی دونوں کلائیوں پر بنے صدام کی اُنگلیوں کے نشان پر پڑی تھی. جہاں ابھی بھی اُسے ہلکی ہلکی جلن محسوس ہو رہی تھی. بے خودی میں اُن پر ہاتھ پھیرتے امل ایک بار پھر صدام جعفر کے خیالوں میں کھونے سے خود کو روک نہیں پائی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" چھوڑو مجھے. "

حُرمت جو اِس اچانک حملے پر خوفزدہ ہوگئی تھی. یزدان کو اپنے سامنے دیکھ اُس کی سانسیں کچھ بحال ہوئی تھیں.

" مسز یزدان رحمانی تم ہر وقت چھوڑنے کی باتیں ہی کیوں کرتی رہتی ہو. "

یزدان گہری نظروں سے حُرمت کے سجے سنورے رُوپ کی جانب دیکھتے بولا.

" کیونکہ مجھے یزدان رحمانی بہت بُرا لگتا ہے. میں اُس کے ساتھ ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتی. "

حُرمت کے غصے سے بچنا اب یزدان کے لیے آسان نہیں تھا۔ وہ چڑ کر جواب دیتے یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

یہ لڑکی دن بدن اُس کی سانسوں کے لیے ضروری ہوتی جارہی تھی۔ شاید اِس پوری دنیا میں حُرمت ہی ایسی لڑکی تھی جس کو یزدان رحمانی کے دوبدو بولنے کی مکمل اجازت حاصل تھی۔

" اور اگر یزدان رحمانی کہے کہ اپنی مسز کے بغیر اُس کا ایک پل گزارنا بھی مشکل ہے تو۔"

یزدان کی آنکھوں میں حُرمت کے لیے بے پناہ چاہت تھی۔ جو فلحال سمجھنے سے قاصر تھا۔

حُرمت نے یکدم نظریں اُٹھا کر اپنے مقابل کھڑے یزدان کو دیکھا تھا۔ مگر کچھ دیر پہلے فاریہ کے حوالے سے جو انکشاف اُس پر ہوئے تھے۔

اب اتنی جلدی اُس کا یزدان کی باتوں پر عمل کرنا ناممکن تھا۔

" تو یہی تو میں کہنا چاہتی ہوں. کہ رہے یزدان رحمانی اپنی مسز فاریہ یزدان کے ساتھ. پلیز مجھے بخش دے. "

حُرمت نے یزدان کے سامنے ہاتھ جوڑتے اکتائے ہوئے انداز میں کہا تھا.

" کہہ تو رکھا ہے چھوڑ دوں گا تمہیں مگر تین مہینوں بعد. تم کچھ زیادہ جیلس نہیں ہو رہی میری مسسز سے."

یزدان کی نظریں بھٹک بھٹک کر حُرمت کے بالوں پر پھسل رہی تھیں. جنہیں محسوس کرنا جیسے اِس وقت اُس کے لیے بہت ضروری ہو گیا تھا.

حُرمت اُس کی پر تپیش نظریں نوٹ کر چکی تھی اِس لیے جلدی سے اپنا دوپٹہ کھلے بالوں پر مزید

پھیلا دیا تھا۔ وہ بال نہیں کھلنا چاہتی تھی۔ کیونکہ پھر اُس کے لیے اِن کو سنبھالنا زیادہ مشکل

ہو جاتا تھا۔ مگر آج عائشہ کے اصرار پر مجبوراً اُسے کھولنے پڑ گئے تھے۔

" آپ کو بہت زیادہ محبت ہے نا اپنی بیوی سے۔"

حُرمت شہلا کی باتیں سننے کے بعد اور فاریہ کی یزدان کے ساتھ کلوزنیس دیکھ یہ ہی مان چکی تھی

کہ واقعی یزدان فاریہ سے بہت محبت کرتا ہے۔ اور اب بھی یزدان کا مسز کہنا فاریہ کے حوالے

سے سمجھتی وہ اندر سے مزید بدگمان ہو چکی تھی۔

" ہاں بہت زیادہ۔ میری زندگی ہے وہ۔"

یزدان حُرمت کے دلکش نقوش میں کھویا نرم مسکراہٹ سے اُس کی جانب دیکھتا مبہوت ہو چکا تھا.

" تو پھر تمہیں تمہاری محبت کی قسم اِن تین مہینوں میں جب ہم ساتھ رہیں گے. تم میرے قریب نہیں آؤ گے. مجھ سے کسی قسم کی زبردستی نہیں کرو گے. وعدہ کرو مجھ سے. "

حُرمت یزدان رحمانی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے وہ مانگ رہی تھی جو اُس کے لیے انتہائی مشکل اور جان لیوا تھا.

" میری محبت سودے بازی کے لیے بالکل بھی نہیں ہے. تم چاہتی ہو میں تمہارے قریب نہ آؤں. تم سے زبردستی نہ کروں تو ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا. مگر اُس کے لیے میں اپنی محبت کی قسم کسی صورت نہیں کھا سکتا. "

آج پہلی بار ایسا ہوا تھا. کہ حُرمت نے یزدان کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا. جسے یزدان نے تھامنے سے انکار کر دیا تھا.

یزدان کی بات کرتے نظر حُرمت کے ہاتھ پر پڑی تھی.

" یہ کیا ہوا ہے تمہیں. یہ زخمی کیسے ہوا ہے. اتنا خون بہہ گیا ہے تمہارا."

یزدان پریشانی کے عالم میں حُرمت کا ہاتھ تھامتا اپنے سامنے کرتے بولا. اُس کے ہر ہر انداز سے حُرمت کے لیے بے پناہ فکر تھی.

" کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں."

حُرمت یزدان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتے ہلکے سے منمنائی تھی.

یزدان کا اِس قدر فکر مند ہونا اُسے عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا تھا.

آخر یہ شخص اُس کی اتنی فکر کیوں کرتا تھا. جب اِس کی پہلی بیوی اِس کی محبت تھی. وہ اُس کے ساتھ بہت خوش تھا.

حُرمت یزدان رحمانی کے بارے میں کچھ اچھا نہیں سوچنا چاہتی تھی. مگر اُس کا اتنا اہمیت دینا اتنی کیئر کرنا حُرمت کو کسی اور دنیا میں ہی پہنچا دیتا تھا.

" بہت درد ہو رہا ہو گا نا."

یزدان رحمانی جس نے اپنی زندگی میں بہت زیادہ درد برداشت کیے تھے. حُرمت کی اتنی سی تکلیف پر اُس کی حالت خراب ہوئی تھی.

وہ اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر حُرمت کے زخم پر باندھ چکا تھا. مگر حُرمت کا خون آلود ہاتھ اُس کا دل بے چین کر گیا تھا.

" نہیں."

انگوٹھی کی نوک بُری طرح چبھنے کی وجہ سے حُرمت کو بہت درد محسوس ہو رہا تھا. مگر وہ یزدان کو ابھی اِس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اپنا درد شیئر کرتی.

" درد کیسے نہیں ہو رہا. زخم اتنا گہرا ہے. اتنا خون بہہ چکا ہے. چلو میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس."

یزدان کی پریشانی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. وہ اُس کا ہاتھ پکڑ تا وہاں سے نکل آیا تھا.

حُرمت اُسے روکتی رہ گئی تھی. مگر یزدان نے اُس کی ایک نہ سنتے گاڑی میں بیٹھا کر ہی دم لیا تھا.

" کیا تمہیں ہاتھ زخمی کرنے کے علاوہ کچھ اور آتا بھی ہے یا نہیں."

یزدان گاڑی ڈرائیور کرتا حُرمت کو چھیڑتے ہوئے بولا.

اُس نے اپنی سائیڈ کی ونڈو اوپن کی ہوئی تھی. جس کی وجہ سے حُرمت کی سیاہ زلفیں اُڑ اُڑ کر یزدان کے کندھے اور چہرے سے ٹکراتیں اُسے بے خود کیے جا رہی تھیں.

حُرمت جو بال کھلے رکھنے پر خود کو ہی کوستی اُنہیں سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی.

یزدان کی بات پر تپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" تو اپنے ہاتھ زخمی کرتی ہوں. آپ کو کیا پرابلم ہے."

حُرمت اِس وقت اپنے بالوں کی وجہ سے پیدا ہوئی آکورڈ پوزیشن کی وجہ سے اپنے کارنامے بھول چکی تھی.

جو یزدان نے اپنے ہاتھ کی پشت اُس کے سامنے لاتے اُس کو بُری طرح شدمندہ ہونے پر مجبور کر گیا تھا.

" پرابلم تو بالکل بھی نہیں ہے. اِن فیکٹ آئی لائک اِٹ. لیکن یہ ستم اِن ہاتھوں پر گوارہ نہیں مجھے. آئندہ اگر مجھ پر غصہ آ رہا ہو. تو میرے ہاتھوں پر ہی نکالنا."

یزدان کے ہاتھ کی پشت پر اپنے ناخنوں کے نشان دیکھ حُرمت کا چہرا شرمندگی سے لال ہوا تھا.

اور اپنا آپ بہت ہی جنگلی لگا تھا.

یزدان کی بات کے جواب میں وہ کچھ نہیں بولی تھی. کیونکہ اُس کے وعدہ لینے کی وجہ سے یزدان اُس کے قریب تو نہیں ہو رہا تھا. مگر اُس کی گہری لوح دیتی نگاہیں حرمت پر بھاری ثابت ہو رہی تھیں.

یزدان کی خود پر اُٹھتی نظروں کے ساتھ ساتھ اُسے اُس کے بالوں نے بھی بہت تنگ کر رکھا تھا.

جسے یزدان کے سامنے جوڑے میں مقید کرنا اُسے انتہائی مشکل کام لگ رہا تھا.

جبکہ یزدان جو حُرمت کی اِن زلفوں کا وار بہت مشکل سے برداشت کر رہا تھا. اب آخر کار اُسکا

بھی ضبط جواب دے چکا تھا.

اُس نے ایکدم بریک لگاتے گاڑی کو روڈ کے کنارے پر کھڑا کیا تھا.

" کیا ہوا. "

حُرمت نے سوالیہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا.

" بال باندھو اپنے. "

یزدان حُرمت کے دلفریب رُوپ سے نظریں چُراتے گھمبیر لہجے میں بولا.

وہ جانتا تھا حُرمت کو اُس کا قریب آنا پسند نہیں ہے. اِس لیے وہ اب اپنے دل کی خواہش پر اُس

سے زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا.

جبکہ حُرمت سے دور رہنا اُس کے لیے انتہائی مشکل کام تھا. مگر حُرمت کی خوشی کی خاطر وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا. سوائے اُسے خود سے جدا کرنے کے.

حُرمت نے یزدان کو رُخ موڑے دیکھ جلدی سے اپنے سر سے دوپٹہ ہٹاتے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل میں باندھنا چاہا تھا. لیکن ایسا کرنے میں اُسے بہت دشواری پیش آرہی تھی.

زخمی ہاتھ زرا سا فولڈ کرنے کی وجہ سے اُسے ہتھیلی سے تکلیف سے ٹیسیں اُٹھتی محسوس ہوئی تھیں.

ایک ہاتھ سے اپنے گھنے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے میں باندھنا اُس کے لیے بہت مشکل ہو گیا تھا.

چار پانچ بار ٹرائے کرنے کے بعد بار بار اُس کے بال ہاتھوں سے نکل کر پھسل جاتے تھے. جس پر بے بسی سے حُرمت کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی.

یزدان جو بنا اُس کی جانب دیکھے اُس کی ایک ایک مومنٹ نوٹ کر رہا تھا. آخر تنگ آکر اپنے ازلی رُوپ میں آتے اُس نے حُرمت کی جانب رُخ موڑا تھا.

حُرمت کا بازو پکڑ کر اُسے اپنے قریب کرتے یزدان نے اُس کے ہاتھ سے کیچپ لیا تھا.

" میں کرلوں گی."

حُرمت نے فوراً پیچھے ہونا چاہا تھا. کیونکہ وہ اِس شخص کے قریب آنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی.

" وہ تو کافی دیر سے تم کر رہی ہو."

یزدان کے سرد انداز میں طنز کرنے پر حُرمت اُسے گھور بھی نہیں سکی تھی. کیونکہ اب وہ اُس کے گرد دونوں بازو پھیلائے اُس کی سیاہ زلفوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا.

حُرمت نظریں جھکائے اپنے زخمی ہاتھوں کو غصے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی. جس کی وجہ سے اُسے اِس شخص کے قریب آنا پڑ رہا تھا.

اُس کی سانسوں کی اتھل پتھل جاری تھی. یزدان رحمانی کی خوشبو اُس کے نتھنوں سے ٹکراتی ایک عجیب سا اثر اُس پر چھوڑ رہی تھی.

یزدان آج پہلی بار اِن بالوں کو چھو رہا تھا. جنہوں نے ہمیشہ دور سے ہی اُس کا ضبط آزمایہ تھا. اور آج اُس کے اتنے قریب ہونے کے باوجود وہ اِن کی خوبصورتی کو محسوس نہیں کر سکتا تھا.

یزدان اپنے جذبات کو تھپک تھپک کر سلاتا ٹھنڈی سانس ہوا میں خارج کرتا اُس کے بالوں میں کیچر لگاتے پیچھے ہٹ گیا تھا.

یزدان جو حُرمت کے ساتھ گزرتے یہ لمحے دل سے محسوس کرنا چاہتا تھا. موبائل پر موصول ہوتا ایک میسج اُس کا سارا افسوں ختم کر گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام تیز قدموں سے بھاگتا گھر کے اندر داخل ہوا تھا. اُس کے چہرے سے اُس کی پریشانی اور فکرمندی صاف ظاہر تھی.

" ماما کہاں ہیں. عائشہ بھابھی؟؟؟"

صدام اُن کو آوازیں دیتا اندر داخل ہوا تھا.

وہ ابھی میٹنگ میں ہی تھا جب گھر کے نمبر سے اُسے کال آئی تھی. کہ نائمہ بیگم سیڑھیوں سے گر کر بُری طرح زخمی ہو گئی ہیں.

وہ میٹنگ چھوڑ کر اندھا دھند ڈرائیو نگ کرتا گھر پہنچا تھا. اِس قدر تیز ڈرائیو نگ کرنے کی وجہ سے اُس کا دو دفعہ ایکسیڈنٹ بھی ہوا تھا. ایک بچے کے بھاگ کر اچانک سامنے آجانے کی وجہ سے اُسے بچاتے صدام کا سر سٹیر نگ سے ٹکراتا اُس کا ماتھا زخمی کر گیا تھا.

مگر اُسے اپنی پرواہ نہیں تھی. اُس کے لیے سب سے ضروری اُس کی ماما تھیں.

جب آگے آتے ایک موٹر سائیکل سوار غلط سائیڈ سے نکل کر اُس کے سامنے آگیا تھا. اور گاڑی کی سپیڈ بھی تیز ہونے کی وجہ سے وہ بروقت بریک نہیں لگا پایا تھا. جس کی وجہ سے اُس کی گاڑی اُس موٹر سائیکل سوار کو دور اُچھال گئی تھی.

صدام رُک کر دیکھنا چاہتا تھا مگر اُس کے پاس اتنا ٹائم بالکل بھی نہیں تھا. اِس لیے وہ ایمبولنس کو کال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مینیجر کے نمبر پر ایک وائس میسیج بھی سینڈ کر گیا تھا.

مگر گھر میں داخل ہو کر سب خواتین کو ڈرائنگ روم میں خوش گپیوں میں مصروف دیکھ وہ سکتے میں آچکا تھا. اِس قدر بھیانک مذاق کس نے کیا تھا اُس کے ساتھ.

" صدام بیٹا آپ اِس طرح اچانک اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے. سب ٹھیک ہے نا."

نائمہ بیگم صدام کی پریشان صورت دیکھ فکر مندی سے آگے بڑھی تھیں.

صدام وہاں موجود تمام خواتین کے چہروں پر ایک کھوجتی نظر ڈالتا پاس رکھے صوفے پر ڈھے سا گیا تھا.

وہ سمجھ چکا تھا. کہ پھر وہ کسی بڑی سازش ک حصہ بن چکا تھا. اِس کا مطلب دشمن اُن کے گھر میں بھی موجود تھا.

مگر کون ہو سکتا ہے. ؟؟؟؟؟

صدام اپنی کنپٹی پر شہادت کی اُنگلی رگڑتے اِس وقت پہلے سے بھی کہیں زیادہ پریشان ہو چکا تھا.

اگر دشمن کی رسائی اُس کے گھر تک تھی. تو اُس کے گھر والوں کو بہت خطرے تھا.

" جی ماما میں بالکل ٹھیک ہوں. وہ بس سر میں درد تھا تو سوچا گھر جا کر آرام کر لوں. "

صدام نے اپنے تاثرات چھپاتے چہرے پر مسکراہٹ لاتے اُن مطمئن کرنا چاہا تھا.

جب اُسی وقت جعفر صاحب اور باسط اندر داخل ہوئے تھے. وہ دونوں کسی بزنس ٹور پر جانے کے سلسلے میں آج آفس سے جلدی آ چکے تھے.

صدام کو گھر دیکھ اُنہوں نے بھی حیرت کا اظہار کیا تھا. کیونکہ صدام کا اِس وقت گھر پر ہونا ناممکن تھا.

" بھئی آپ سب لوگ اِس طرح عجیب نظروں سے مت دیکھو ورنہ میں نے واپس چلا جانا ہے."

صدام مسکراتے ہوئے اُن سب کو وارن کرتا بولا. اور ساتھ ہی بلاارادہ ریموٹ اُٹھا کر چینل سرچنگ شروع کردی تھی.

جب ایک نیوز چینل پر چلتی خبر دیکھ صدام کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹ چکی تھیں.

" پاکستان کے کامیاب ترین بزنس مین صدام جعفر گیلانی انتہائی سفاکیت کا مظاہر کرتے ہوئے. ایک موٹر سائیکل سوار کو اپنی گاڑی سے بُری طرح کچل کر وہاں سے فرار ہو چکے ہیں."

یہ خبر تھی یا کوئی دھماکہ جو سیدھا اُن کے سروں پر آن پھوٹا تھا.

" یہ کیا بکواس ہے. اپنی خبر بنانے کے لیے کچھ بھی بول دیتے ہیں. "

نائمہ بیگم سب کو ایک دم پریشان دیکھ جلدی سے بولیں.

" نہیں یہ اتنے بڑے چینل والے ایسے ہی کوئی خبر نہیں چلوائیں گے. صدام کیا ایسا کچھ ہوا. "

جعفر صاحب صدام کے چہرے کا بدلتا رنگ محسوس کر چکے تھے.

" جی ایکسیڈنٹ ہوا ہے میری گاڑی سے. مگر اتنا شدید بالکل بھی نہیں کہ کسی کی جان چلی جائے. "

صدام کو جیسے اب کچھ کچھ کلیئر ہونے لگا تھا. لیکن اچانک نیوز اینکر کی ایک بات نے وہاں بیٹھے ہر شخص کو ساکت کر دیا تھا.

" آئیں اِس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے بات کرتے ہیں ایس پی نورِ عمل سے. "

صدام سمیت باقی سب بھی آنکھیں پھاڑے سکرین پر فل پولیس یونیفارم میں ملبوس امل کو دیکھ رہے تھے.

" جی یہ سچ ہے. صدام جعفر کی گاڑی سے کی ایکسیڈنٹ ہوا تھا اِس نوجوان کا. اور مجھے یہ بتاتے بہت افسوس ہو رہا ہے. کہ ابھی پانچ منٹ پہلے ٹریٹمنٹ ملنے سے پہلے ہی وہ نوجوان زخموں کی تاب نہ لاتے اِس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے. "

امل نے چند ہی منٹوں میں اُن سب کو اِس قدر جھٹکا تھا کہ وہ ملنے کے قابل بھی نہیں رہے تھے.

صدام یہ تو سمجھ ہی چکا تھا کہ اِس پوری سازش کے پیچھے امل کا ہاتھ ہے.

مگر امل کا ایک پولیس آفیسر ہونے کا انکشاف اُس پر بہت بھاری ثابت ہوا تھا.

" یہ تو امل بھابھی ہیں. واؤ یہ پولیس آفیسر ہیں انہوں نے بتاتا بھی نہیں."

ثمرا حیرت کے مارے صرف اتنا ہی بول پائی تھی.

جب ملازم بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا.

" سر باہر پولیس آئی ہے."

ملازم کافی بوکھلایا ہوا تھا.

" مسٹر صدام جعفر گیلانی یو آر انڈر اریسٹ."

امل کی سرد و سپاٹ آواز وہاں موجود تمام افراد کو سانپ سونگا گئی تھی.

اُس کا یہ انٹرویوں پندرہ منٹ پہلے کا تھا. اور وہ اپنی دلی خواہش پوری کرنے کے لیےاِس قدر بے چین تھی کہ پندرہ منٹ کے اندر وہاں پہنچ چکی تھی.

" امل بیٹا یہ سب کیا ہے. ایسا کیسے ہو سکتا ہے."

جہاں وہ سب امل کو ایک پولیس آفیسر کے روپ میں دیکھ کر شاک تھے. وہیں صدام پر اتنا بڑا الزام اُن سب کو صدمے سے دوچار گیا تھا.

مگراِس وقت اُن کے پاس امل پر اظہارِ خیال کرنے کا ٹائم نہیں تھا. اُن کے تو صدام کے اریسٹ وارنٹ کا سن کر ہوش اُڑ چکے تھے.

نائمہ بیگم اپنی نئی نویلی بہو کے اِس طرح ایسی بُری خبر لے کر پہلی دفعہ گھر میں داخل ہونے پر عجیب سے احساسات کا شکار ہوئی تھیں.

" آنٹی مجھے خود بہت ٹینشن ہو رہی. میں اِس طرح یہاں نہ آتی. معاملے کو خود ہی ہینڈل کرنے کی کوشش کرتی مگر یہ بات اب میڈیا تک پہنچ گئی ہے. پبلک کا بہت سخت ری ایکشن آ رہا ہے. اِس لیے اگر صدام کی گرفتاری ہو جائے تو شاید معاملات کچھ حد تک سیٹ ہو جائیں. "

امل بہت ہی مناسب الفاظ کا استعمال کرتے باقی سب گھر والوں کو تو اپنے پریشان ہونے کا یقین دلا گئی تھی. مگر صدام جن نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا. اُس سے لگ رہا تھا کہ صدام اُس کی سازش سے واقف ہو چکا ہے.

" ایس پی نورِ امل کیا آپ کو کنفرم ہے نا. کہ اُس موٹر سائیکل سوار کی ڈیتھ ہو چکی ہے. بعد میں کہیں آپ کے لیے مشکل پیدا نہ ہو جائے. "

صدام اپنی جگہ سے اُٹھتا امل کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا.

جبکہ اُس کی بات میں چھپی دھمکی امل تک اچھے سے پہنچ چکی تھی.

" جی اُس کی ڈیتھ کنفرم ہو چکی ہے. سوری ٹو سے مگر آپ کو ہمارے ساتھ آنا ہو گا."

امل صدام کی آنکھوں کے سامنے ہتھکڑی لہراتے آنکھوں ہی آنکھوں میں مسکائی تھی. جیسے اُس کے دل کی برسوں کی خواہش پوری ہونے والی ہو.

" اوکے کچھ دیر کے لیے اپنا شوق پورا کرلیں ایس پی نورِامل. مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا تم اپنا بدلہ لینے کی خاطر اِس قدر گر سکتی ہو. دھیان سے جن راستوں پر نکل چکی ہو کہیں آخر میں تمہارے ہاتھ میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہ بچے."

صدام بھی جیسے امل کی نفرت کی آخری حد دیکھنا چاہتا تھا.

" دیکھتے ہیں آخر میں پچھتانا کس کے مقدر میں آتا ہے میرے یا تمہارے."

امل تو اِس وقت ساتویں آسمان پر پہنچی ہوئی تھی.

امل نے صدام کے ہاتھ میں جیسے ہی ہتھکڑی بند کی اُس کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر صدام نے چابی اُس کے ہاتھ سے چھینتے دوسری طرف امل کا ہاتھ لاک کر دیا تھا. یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا. کہ امل کو سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل پایا تھا. صدام نے اُسے اپنی باتوں کے وار سے ایسا اُلجھایا تھا کہ وہ اِس طرف دھیان ہی نہیں دے پائی تھی.

گھر والوں میں سے تو کوئی صدام کی یہ حرکت نہیں دیکھ پایا تھا. مگر امل سے کچھ فاصلے پر کھڑا کبیر یہ سب ملاحظہ کرتا افسوس سے سر ہلا گیا تھا.

اگر اُس کی سینئر آفیسر کا دماغ کھسکا ہوا تھا. تو اُس کا ہزبینڈ بھی اُس کو نیچا دیکھانے میں کچھ کم نہیں تھا.

" یہ کیا بدتمیزی ہے کیز واپس کرو۔"

امل کا پارہ صدام کی اِس حرکت پر چڑھ چکا تھا۔ مگر دوسری طرف پرواہ کس کو تھی۔ وہ امل سے بھی زیادہ غصے میں تھا۔ مگر صرف اپنے گھر والوں کی خاطر وہ بہت ریلیکس کھڑا تھا۔ ورنہ اِس ایک نیوز سے اُس کی رپوٹیشن کا جو بیڑا غرق ہو سکتا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

" دوں گا مگر ابھی نہیں۔"

صدام کو امل پر غصہ بیان سے باہر تھا۔

وہ کچھ فاصلے پر کھڑی نائمہ بیگم کی نم آنکھیں دیکھ اُن کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جس چکر میں امل بھی اُس کے ساتھ کھینچی گئی تھی۔

امل ابھی بھی اِس شخص کی اکڑ نہ ٹوٹتے دیکھ پاگل ہوا ُٹھی تھی۔

" آپ لوگ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں میری بیوی میرے ساتھ ہے. تو پھر مجھے کیا ہو سکتا ہے. ثبوت آپ لوگوں کے سامنے ہے."

صدام نے اپنا ہتھکڑی والا ہاتھ اُوپر کرتے اتنی سیریس کنڈیشن میں بھی سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی.

اپنے گھر والوں کو کچھ حد تک مطمئین ہوتا دیکھ وہ امل کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا تھا.

یزدان کے ٹھیک ہو جانے کے بعد اُسے زیادہ فکر نہیں تھی. وہ جانتا تھا یزدان سب سنبھال لے گا.

" کیز واپس کرو."

امل برہمی سے کہتی صدام کے ہاتھ پر حملہ آور ہوئی تھی. مگر ایک ہاتھ سے چھین پانا مشکل تھا.

امل نے کبیر کو اشارہ کیا تھا.

جو امل کے آرڈر پر آگے بڑھا تھا. مگر یزدان اِس سے پہلے ہی لان میں کچھ فاصلے پر موجود

سوئمنگ پول میں جا گری تھی.

" واٹ دا ہیل یہ کیا حرکت تھی."

امل غصے کی شدت سے دھاڑی تھی.

" وہی جو تم نے دیکھی ہے. اور ہاں جلدی سے یہ ڈرامہ ختم کر کے پولیس سٹیشن چلو. دو گھنٹے

بعد میری میٹنگ ہے. مجھے وہ بھی اٹینڈ کرنی ہو گی."

صدام کی وہی اکڑ وہی غرور دیکھ امل کا دماغ گھوم چکا تھا.

" اوہ ہو اتنا غصہ مت کرو کل کی طرح پھر بخار ہو جائے گا. ابھی بھی بخار ٹھیک سے نہیں اترا. "

صدام امل کی پیشانی چھوتا بولتا اُسے بہت کچھ جتا گیا تھا. امل محسوس کر سکتی تھی کہ اُس کا لمس کس قدر سختی لیے ہوئے تھا.

وہ وہاں رُک کر مزید اپنا پارہ نہیں بڑھانہ چاہتی تھی. اِس لیے اپنے اہلکار کو چابی ڈھونڈنے کس کہتی گاڑی کی جانب بڑھ گئی تھی.

تاکہ تھانے جاکر ڈوپلیکیٹ کی سے خود کو آزاد کروادے.

وہ غصے سے پیچ وتاب کھاتی گاڑی میں بھی صدام کے ساتھ بیٹھی تھی.

" تو تم ایک پولیس آفیسر ہو. اِس کے علاوہ اور کتنے راز چھپا کر رکھے ہیں تم نے. "

صدام کے اندر غصے اور اشتعال کے الاؤ بھڑک رہے تھے.

امل نے نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" جھٹکا لگا نا صدام جعفر بہت زور کا. تم کیا سمجھے تھے مجھے. ایک کمزور عورت جو تمہارے آگے بے بس ہو جائے گی. کبھی نہیں ایسا خیال اپنے دماغ میں کبھی مت لانا. یہ کل رات تمہاری زبردستی کا منہ توڑ جواب ہے. اور جہاں تک رہی رازوں کی بات. تو ابھی تو صرف شروعات ہے آگے آگے دیکھو کیسے میری نفرت کی آگ تمہیں جلا کر بھسم کر دے گی. "

امل کا ہر ہر انداز صدام سے شدید نفرت کا گواہ تھا.

صدام نے فوراً اُس کے چہرے سے نظریں ہٹا دی تھیں. اِس لڑکی کو اُس نے بے پناہ چاہا تھا. مگر شاید ایسا کر کے اُس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر دی تھی.

" شکر مناؤ کہ تم میری محبت ہو. ورنہ جو کچھ ت کر چکی ہو میرے خلاف. اب تک تو تم اپنے انجام کو پہنچ چکی ہوتی.

تم جانتی ہو آج پہلی بار مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے تم جیسی لڑکی سے محبت کی. جس کا معیار اِس قدر گرا ہوا ہے. جسے محبت تو دور کی بات نفرت نبھانا بھی نہیں آتی. تم خود کو ایک مضبوط عورت بول رہی ہو. جو اِس وردی کی آڑ میں اپنا مطلب نکال کر اپنے ساتھ ساتھ اِس وردی کی عزت کو بھی داؤ پر لگا رہی ہے."

صدام کی بات پر امل کو لگا تھا کسی نے اُس کے دل کو پیروں تلے مسل دیا ہو.

وہ یک ٹک اپنے برابر کچھ فاصلے پر بیٹھے صدام جعفر کو دیکھ رہی تھی. وائٹ شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے بلو پینٹ میں ہتھکڑی لگے ایک ہاتھ کو دوسرے میں سختی سے جکڑے جیسے ضبط کی انتہاؤں پر تھا.

سر جھکا ہونے کی وجہ سے اُس کی آگے کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے.

اُس کی یہ ٹوٹی بکھری حالت امل کے سینے میں خنجر پیوست کر گئی تھی.

واقعی محبت کا روگ سب سے زیادہ جان لیوا ہوتا ہے. اور امل نے صدام جعفر کی اُسی دکھتی رگ پر پیر رکھا تھا. جس کی تکلیف اب اُسے اپنے دل میں بھی محسوس ہو رہی تھی.

وہ یہی تو چاہتی تھی صدام جعفر کو اُجاڑ کر اُسے ختم ہی تو کرنا چاہتی تھی. پھر اِس شخص کا درد اُسے اپنے دل میں محسوس کیوں ہو رہا تھا.

" ایک بات کہوں ایس پی نورِ امل اشفاق. "

صدام نے اپنی لہو رنگ آنکھیں اُٹھا کر امل کی جانب دیکھا تھا. جس پر بے خودی کے عالم میں اُس کی جانب دیکھتی امل فوراً نظروں کا زاویہ بدل گئی تھی.

" آئندہ اگر کسی سے بدلہ لینا ہو تو یہاں وار مت کرنا ہر ایک صدام جعفر نہیں ہوتا کہ پلٹ کر تم پر وار نہ کرے. اور ہاں اگر اب مجھے توڑنے کے بعد اگر مجھے ختم کرنے کا ارادہ ہے تو مجھے میرا قصور لازمی بتانا. "

صدام بے تاثر نظروں سے امل کے اِس حسین منفرد رُوپ کی جانب دیکھتا نظریں موڑ گیا تھا. وہ اب اِس لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا تھا. نہ نفرت کا اور نہ ہی محبت کا. کیونکہ اُس کے مطابق یہ دونوں کے قابل نہیں تھی.

امل کی ساکت نظریں صدام کے ساتھ ہتھکڑی میں جکڑے دونوں کے ہاتھوں پر تھیں. جو ساتھ ساتھ تو تھے اور بہت مضبوط ہتھکڑی سے باندھے گئے تھے. مگر دونوں ہی اِس میں بندھے نہیں رہنا چاہتے تھے. دونوں کی راہیں اب بالکل جدا ہو چکی تھیں.

صدام اِسی وجہ سے امل کی اصلیت جاننے سے پہلے ہی اُس سے نکاح کرنا چاہتا تھا. کیونکہ یہ لڑکی اُس کی محبت تھی. جسے اپنے سوا کسی اور کا تو وہ ہونے ہی نہیں دے سکتا تھا. اب ایک طرف سے وہ بالکل سکون میں تھا. وہ آگے امل سے کوئی رشتہ رکھتا یا نہیں مگر وہ اُسے طلاق دینے کے حق میں بالکل نہیں تھا.

یہ اُس کی جانب سے امل کے لیے زندگی بھر کے لیے سزا تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اُف میرے خدا آج تو ڈانٹ پڑ ہی جائے گی. سر جمالی سے. اُس کھڑوس شخص نے رات کو آسائمنٹ ہی تیار نہیں کرنے دی."

حُرمت بکس اور فائلز سینے سے لگائے خود سے ہی بڑبڑاتی لائبریری کی جانب جا رہی تھی. وہ جتنا یزدان رحمانی سے دور بھاگنا چاہتی تھی. وہ اُتنا ہی اُس کے سر پر سوار رہتا تھا. جب سے وہ یونی آئی تھی. مسلسل اُسی کے بارے میں سوچتی کبھی غصہ کرنے لگتی کبھی اُس کی کوئی بات اور حرکت یاد کر کے مسکرانے لگتی.

جو غصے میں جہاں ایک جلاد صفت انسان بن جاتا تھا۔ وہیں نارمل ری ایکٹ کرتا وہ حُرمت کو کبھی کبھی اچھا لگنے لگتا تھا۔

رات کو اُس کا زرا سا زخم دیکھ کر یزدان کا اتنا پریشان ہو جانا۔ فوراً اُسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا۔

حُرمت کو رات کا ہاسپٹل کا سین یاد آتے اُس کے چہرے پر ایک بے اختیار سی مسکراہٹ چھوڑ گیا تھا۔

" آپ کا زخم بہت گہرا ہے۔ میں نے بینڈیج تو کر دی ہے۔ اگر آپ انجکشن لگوا لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کسی قسم کے انفیکشن کا ڈر بھی نہیں رہے گا۔ اور اِس طرح آپ کا درد بھی کم ہو جائے گا۔"

ڈاکٹر کی بات سنتے حُرمت کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ جس کی میڈیسن لینے میں جان جاتی تھی۔ انجکشن لگوانا تو اُس کے لیے ناممکن سی بات تھی۔

" اوکے سر آپ انجکشن ریڈی کروائیں."

یزدان حُرمت کے چہرے کے تاثرات دیکھ چکا تھا. مگر پھر بھی ڈاکٹر کو ہاں میں جواب دے گیا تھا.

" کیا مطلب انجکشن ریڈی کریں. آپ نے نہیں میں نے لگوانا ہے. اور مجھے جب درد ہے ہی نہیں تو میں کیوں لگواؤں. چلیں بینڈیج کروادیانا اب چلیں گھر."

حُرمت بنا ڈاکٹر کی پرواہ کیے یزدان کو تیز نظروں سے گھورتی وہاں سے اُٹھی تھی.

مگر یزدان نے پہلے کسی کی سنی تھی جواب سنتا. اُس نے حُرمت کا بازو تھام کر واپس اُسے چیئر پر بیٹھادیا تھا.

اور ڈاکٹر کو انجکشن لانے کا اشارہ کیا تھا. ڈاکٹر بشرا اُن کی فیملی ڈاکٹر تھی. اور یزدان کے مزاج سے بہت اچھی طرح واقف تھی. آج یزدان کی اپنی بیوی کے اتنا چلانے کے بعد بھی خاموش دیکھ وہ کافی حیران تھی.

اِس قدر دلچسپ منظر اُس نے کبھی نہیں دیکھا تھا. یزدان رحمانی جیسے بندے کا اپنی بیوی کے سامنے بھیگی بلی بننا اُسے تو بہت حیران کرنے کے ساتھ مزا دے گیا تھا.

" مجھے نہیں لگوانا نا پلیز بہت درد ہوتا ہے. "

حرمت بالکل بچوں کی طرح ضد کرتی یزدان کو بہت کیوٹ لگی تھی.

" بالکل درد نہیں ہو گا. ٹرسٹ می. "

یزدان حُرمت کا ہاتھ تھامتا اُسے تسلی دیتا بولا.

" نہیں پلیز۔ "

انجکشن کو اپنے قریب آتا دیکھ ڈر کے مارے حُرمت کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ جو یزدان سے بالکل بھی برداشت نہیں ہوئے تھے۔ یزدان اپنی کرسی سے اُٹھ کر اُس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔

" کچھ نہیں ہو گا سویٹ ہارٹ۔ ریلیکس۔ "

یزدان نے بنا ڈاکٹر اور نرس کی پرواہ کرتے اُسے جس لفظ سے پُکارا تھا۔ وہ حُرمت کو بلش کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔ جس کے جواب میں اُس نے یزدان کو گھوری سے نوازہ تھا۔

یزدان اپنے کام میں کامیاب ہو چکا تھا۔ حُرمت کو اپنی جانب متوجہ کرتے اُس کے اشارہ کرنے پر نرس نے حُرمت کے بازو میں انجکشن لگا دیا تھا۔

یزدان نے حُرمت کے گرد اپنے بازو کا حصار قائم کر رکھا تھا. جس کی وجہ سے درد کا احساس ہوتے حُرمت ہل تو نہیں پائی تھی. مگر اُس نے بے دھیانی میں یزدان کا ہاتھ جکڑ لیا تھا. اور ہمیشہ کی طرح اپنے ناخن یزدان کی چوڑی ہتھیلی پر کھبو دیئے تھے.

نرس کے ہٹتے ہی حُرمت فوراً یزدان سے دور ہوئی تھی.

مگر یزدان کا ہاتھ دیکھ شرمندگی سے اُس کا چہرا لال ہوا تھا. اُس نے اِس بے دردی ناخن کھبوئے تھے. کہ کہیں کہیں سے خون کی ہلکی لکیر بھی نکل آئی تھی.

" آئم سوری."

ہاسپٹل سے نکلتے حُرمت یزدان کے تیز قدموں سے قدم ملا کر چلنے میں ہلکان ہوتی ہولے سے بڑبڑائی تھی.

" وہ کس لیے."

یزدان اچانک ہی بریک لگاتا واپس پلٹا تھا. جس پر اُس کے بالکل پیچھے آتی حُرمت اپنے قدم بروقت روک نہیں پائی تھی. اور اُس کا سر سیدھا یزدان کے کندھے سے ٹکرایا تھا.

حُرمت نے فوراً پیچھے ہوتے اپنا ماتھا سہلایا تھا. جو لگ رہا تھا. یزدان کے کندھے سے نہیں کسی لوہے کے دروازے سے ٹکرایا ہو. یزدان آج کچھ بدلی بدلی سی حُرمت کو سینے پر ہاتھ باندھے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا. جو اُس کے وعدہ دینے کے بعد اُسے کافی نڈر سی لگ رہی تھی.

" وہ آپ کا ہاتھ زخمی کر دیا."

یزدان کے اِس طرح دیکھنے پر حُرمت نے خود کو کوسا تھا. کہ آخر اتنا اچھا بننے کی ضرورت ہی کیا تھی.

" اوہ یزدان تم یہاں. کیسے ہو تم. آج کتنے ٹائم بعد ملاقات ہو رہی ہماری. میں بتا نہیں سکتی. کتنی خوشی ہو رہی مجھے."

بینا جو یزدان کی کلاس فیلو تھی. یزدان کو وہاں دیکھ بہت ایکسائیٹڈ ہوتی اُس کے قریب آئی تھی. اور بنا حُرمت کا خیال کیے. وہ بالکل مردوں کی طرح یزدان سے گلے ملتے خوشی کا اظہار کرتے بولی.

جبکہ حُرمت اُس کی اِس حرکت پر ناگواری سے اُسے دیکھ رہی تھی. جسے یزدان نوٹ کر چکا تھا. اِس لیے اُس نے بینا کی گرمجوشی کے جواب میں کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا. ہولے سے مسکراتے اُسے اُس کی باتوں کا جواب دینے لگا تھا.

" ﷲ جی کیسی لڑکیاں ہیں یہ. مغربی تہذیب کو فالو کرتے. یہ بھول چکی ہیں کہ یہ لوگ مسلمان گھرانوں کی پیداوار ہیں. "

حُرمت ابھی بھی اُس لڑکی کا ہاتھ یزدان کے بازو پر دیکھ غصے سے پیچ وتاب کھا کر رہ گئی تھی.

پہلے فاریہ اور اب اِس لڑکی کو یزدان کے قریب دیکھنا اُس کے اندر آگ لگا چکا تھا. اور اِن لڑکیوں کے کیے کی سزا اُس نے یزدان کو ہی دینی تھی. پہلے اُسے خود سے دور رہنے کا کہہ کر. اور اب تو وہ یزدان سے بات بھی نہیں کرنے والی تھی.

حُرمت یزدان کے خیالوں میں ہی کھوئی لائبریری جانے کے بجائے وہی گراؤنڈ میں رکھے ایک بینچ پر جا بیٹھی تھی.

ہاسپٹل سے گھر جانے تک اُس نے یزدان سے بات تک نہیں کی تھی. اور غصہ تو اُسے اِس بات پر آیا تھا. کہ یزدان نے اُسے منانے یا سوری کرنے کی کوشش تو کی بھی نہیں تھی. اور کوئی کال آجانے پر چلا بھی گیا تھا.

حُرمت کو یہ سب یاد آتے نئے سرے سے یزدان پر غصہ آنے لگا تھا.

" لیکن مجھے یہ ہو کیا رہا ہے. اچھی بات ہے جو وہ مجھ سے دور ہی رہنے لگا ہے. مجھے تو اِس بات کا اچھا لگنا چاہئے مگر مجھے اتنا بُرا کیوں لگتا ہے. یزدان کا کسی اور کے قریب جانا. کہیں مجھے اُس پاگل شخص سے محبت تو نہیں ہو گئی. "

یہ بات سوچتے حُرمت کے وہی بیٹھے گال لال ہو چکے تھے.

" نہیں ایسا کچھ نہیں ہے. ایسا پاسبل ہی نہیں ہے. وہ کسی مقصد کے تحت ہی مجھے اپنے نکاح میں رکھے ہوئے ہے. وہ محبت اپنی پہلی بیوی فاریہ سے ہی کرتا ہے. مجھے اپنے دماغ میں یہ فضول کی سوچیں لانی ہی نہیں چاہیئں. اف للہ جی اِس شخص نے مجھے بھی پاگل کر دیا ہے."

حُرمت ہر وقت یزدان کا خیال اپنے دماغ پر سوار دیکھ اب اچھی خاصی پریشانی کا شکار ہو چکی تھی.

اگر واقعی اُس کے دل میں یزدان کے لیے کوئی نرم گوشہ پیدا ہو چکا تھا. تو یہ اُس کی آگے کی زندگی کے لیے بالکل بھی ٹھیک نہیں تھا.

" اسلام و علیکم! مس حُرمت کیا میں آپ سے بات کر سکتا ہوں."

حُرمت نجانے کتنی ہی دیر یزدان کے بارے میں ہی سوچتی رہتی جب کسی کی بھاری مردانہ آواز پر وہ چونک کر متوجہ ہوئی تھی.

" سوری میں نے پہچانا نہیں آپ کو."

حُرمت کو کسی انجان شخص کے منہ سے اتنی بے تکلفی سے اپنا نام سننا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا.

" ارسلان نام ہے میرا. ایک بہت خاص بات کرنی ہے مجھے آپ سے. جو آپ کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے."

حُرمت کے سامنے پڑے بینچ پر بیٹھتے ہمایوں نے اپنا فرضی نام بتاتے اپنا تعارف کروایا تھا.

اُس کی نظریں حُرمت کے شفاف چہرے لر پھسل رہی تھیں. اُس کی معلومات کے مطابق یزدان رحمانی کی بیوی بہت معصوم تھی. مگر معصومیت کے ساتھ اِس قدر حُسن کی مالک ہو گی. اُسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا.

اب تو یزدان رحمانی کو تڑپانے میں اُسے اور زیادہ مزا آنا تھا.

" اپنے ہر طرح کے فائدے اور نقصان کے بارے میں. میں خود زیادہ بہتر جانتی ہوں. کسی اجنبی کو بتانے کی ضرورت بالکل نہیں ہے."

حُرمت کو اِس شخص کا انداز عجیب سا لگا تھا. اِس لیے وہ اُسے اُس کو اچھے سے سمجھاتی وہاں سے اُٹھنے لگی تھی.

" آپ کے شوہر یزدان رحمانی کے بارے میں بات کرنی ہے مجھے. ایک بار بات سن لیں. اُس پر عمل کرنا نہ کرنا آپ کی مرضی اور خواہش پر ہی منحصر کرے گا."

ہمایوں کی سوچ کے عین مطابق یزدان کے نام پر حُرمت کچھ ڈھیلی پڑی تھی.

" کیا مطلب اِس بات کا. اور آپ میرے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہیں."

حُرمت کو اب حقیقت میں تشویش ہوئی تھی.

" بیٹھ جائیں مسز یزدان رحمانی. میری بات سننے کے بعد آپ کو آپ کے سارے سوالوں کے

جواب مل جائیں گے."

ہمایوں کے بار بار یزدان کا نام لینے پر حُرمت جو ناچاہتے ہوئے بیٹھنا ہی پڑا تھا.

" جی فرمائیں ایسا کیا بتانا چاہتے ہیں آپ مجھے."

حُرمت فائلز واپس ٹیبل پر پٹختی واپس بینچ پر بیٹھ گئی تھی.

" مجھے پتا چلا ہے کہ یزدان رحمانی سے آپ چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہیں. طلاق لینا چاہتی ہیں.

اور وہ ایسا کرنے کو تیار نہیں ہے. میں اِس سلسلے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں.

یزدان رحمانی سے میرے بھی بہت حساب نکلتے ہیں. میری بہن کا قاتل ہے وہ. اُسے اُس کے

ظلم کی سزا دینا چاہتا ہوں. جس کام کے لیے مجھے آپ کی مدد درکار ہے. ویسے بھی میں نے سنا

ہے دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتے. تو اگر ہم دونوں مل کر کام کریں تو دونوں کا ہی فائدہ ہے."

ہمایوں حُرمت کی طرف دیکھتا اُس کے تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہا تھا.

جبکہ حُرمت جو اُس کی پہلی بکواس پر اُس کا منہ توڑنے والی تھی کہ وہ ہوتا کون ہے اُسے اُس کے شوہر سے طلاق دلوانے والا. مگر اُس کی اگلی بات حُرمت کو اپنی جگہ پر منجمند کر گئی تھی. یزدان اِس شخص کی بہن کا قاتل تھا. اور یہ شخص یزدان سے اُس کا بدلہ لینا چاہتا تھا.

" نہیں یزدان ایسا نہیں کر سکتا. وہ جیسا بھی سہی وہ اتنا ظالم اور گھٹیا نہیں ہو سکتا. یہ شخص بکواس کر رہا ہے. اگر یہ اتنا ہی سچا ہوتا تو پولیس سٹیشن جاتا میرے پاس نہ آتا."

حُرمت دل میں مخاطب ہوئی تھی.

شاید ہمایوں حُرمت کی ظاہری معصومیت سے دھوکہ کھا گیا تھا. حُرمت نے سوچا تھا کہ اِس بندے کو دو چار کھڑی کھڑی سنا کر یزدان کو جا کر ساری بات بتا دے.

مگر وہ اِس وقت کوئی جذباتی قدم نہیں اُٹھانا چاہتی تھی. اِس لیے دماغ کی سنتی وہ وہیں بیٹھی رہی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" میم پلیز ایک منٹ میری بات سن لیں."

کبیر جو اُن سے پہلے ہی پولیس سٹیشن پہنچ چکا تھا. اُن کے اندر داخل ہوتے ہی وہ بھاگ کر امل کے قریب آیا تھا.

امل انسپکٹر ثناء کے کیز دیتے ہی جلدی سے ہتھکڑی سے اپنا ہاتھ نکال چکی تھی.

کبیر کے چہرے سے کسی غیر معمولی بات کا احساس ہوتے وہ بنا صدام کو لاک اپ میں ڈالے اپنے آفس کی جانب بڑھ گئی تھی.

" سر آپ پلیز بیٹھ جائیں."

انسپکٹر ثناء جو صدام کو اکثر ٹی وی پر نیوز میں دیکھ چکی تھی. اور اُس کی شخصیت سے کافی مرعوب بھی تھی. اُس سے صدام کے ہاتھ میں ہتھکڑی لگے دیکھنا گوارہ نہیں ہوا تھا. اِس لیے وہ اپنی جانب سے ازالہ کرنے کی معمولی سی کوشش کرتے بولی. اِس سے زیادہ کرنا اُسے اپنی ایس پی

صاحبہ کے ہاتھوں معطل بھی کروا سکتا تھا. لیکن پھر بھی وہ باز نہ آتے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور چائے والے کو چائے لانے کا آرڈر دے چکی تھی.

" سر پلیز یہ چائے لے لیں."

صدام جو بنا اُس انسپیکٹر کی بات پر غور کیے اضطراب کی کیفیت میں وہاں ٹہلنے میں مصروف تھا. اِس لڑکی کے بار بار اریٹیٹ کرنے پر گھور کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" لگتا ہے اِن ساری پولیس آفیسرز کو مجرم پکڑنے کے بجائے اپنی ادائیں دیکھانے کی ٹیرننگ دی جاتی ہے. پہلے اُس ایس پی نے اُسے دل کا روگ لگا کر کہیں کا نہیں چھوڑا تھا. اور اب یہ اُس کی ماتحت نجانے کیا ٹرائے کرنے کی کوشش کر رہی تھی.

صدام نے بنا کسی چیز کا لحاظ کیے ٹیبل پر رکھا چائے کا کپ اُٹھاتے پاس رکھے ڈس بن میں اُنڈیل دیا تھا.

" محترمہ اگر آپ یہ کرٹسی دیکھانے کے بجائے اپنی اُس آفیسر کو بلا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا. جو پہلے تو مجھے لاک اپ میں ڈالنے کے لیے تڑپ رہی تھیں. "

صدام کے دھاڑنے پر وہاں موجود تمام لوگوں نے پلٹ کر اُس کی جانے دیکھا تھا. کچھ پولیس اہلکاروں کا تو دل چاہا تھا. اِس اُکھڑے امیر زادے کا دماغ ٹھکانے پر لگا دیں جو اُن کے ہی تھانے میں اُن پر ہی آڈر چلا رہا تھا.

مگر اپنی ایس پی صاحبہ کے آرڈر کے مطابق وہ صدام جعفر کو ہاتھ لگانا تو دور کی بات اُس سے اُونچی آواز میں بات بھی نہیں کر سکتے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کبیر کیا ہوا سب خیریت ہے نا."

امل نے کبیر کے سنجیدہ چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھتی بے چینی سے بولی.

" میم وہ آپ نے اُس کیس کی انویسٹی گیشن کرنے کو جو کہا تھا. اُس میں ایک بہت اہم پہلو سامنے آچکا ہے."

کبیر سر جھکائے بول رہا تھا.

" آپ کی بہن سویرا پر جو گولی چلائی گئی تھی. وہ صدام جعفر کی گن سے نہیں نکلی تھی. بلکہ وہاں موجود ایک ایسے شخص سے نکلی جو ایک بہت بڑے دہشت گرد گروہ سے تعلق رکھتا ہے."

کبیر کی بات پر امل اپنی جگہ سے لڑکھڑا گئی تھی.

کبیر کے ہاتھ سے فائل لے کر پڑھنے کے بعد اُس کے لیے شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچی تھی.

" ایسا کیسے ہو سکتا ہے. پہلے تو انویسٹی گیشن میں یہی آیا تھا. کہ سویرا کو قتل کرنے والا صدام ہے. جو گولی سویرا کی باڈی سے نکلی تھی. وہ صدام کی گن کی ہی تھی. تو اِس کا مطلب ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے."

امل کا رنگ بالکل سفید پڑ چکا تھا. تو کیا اتنے دنوں سے جو اُس کا دل کہہ رہا تھا وہ سچ تھا. صدام جعفر بے قصور تھا کیا.

امل کا دل منہ کو آ چکا تھا. وہ صدمے کی کیفیت میں اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی.

" پر میم آپ کے بھائی کا قاتل اِن رپورٹس کے مطابق صدام جعفر ہی ہے. جو گاڑی ہمایوں کو بھاگتے وقت دی گئی تھی. وہ صدام جعفر کی ہی تھی. اور اُسی کے ڈرائیور نے صدام کے کہنے پر ہی ہمایوں کو اُس گاڑی میں جانے کا مشورہ دیا تھا. "

کبیر امل کی حالت کے پیشِ نظر اُسے تصویر کا دوسرا رُخ دیکھاتے ہوئے بولا. کہ ابھی بھی وہ اپنی نفرت میں اتنی غلط نہیں تھی. اگر صدام اُس کی بہن کے قتل سے بے گناہ ثابت ہو چکا تھا. تو اُس کے بھائی کے قاتلوں میں ابھی بھی سرِ فہرست تھا.

" نہیں اِس میں بھی کوئی جھول ہے تم دوبارہ سے اِس کیس کی فائلز ری اوپن کرواؤ. اور نئے سرے سے تحقیق شروع کرو. اور کسی کو اِس بات کی بھنک نہیں لگنے دینی. "

امل کو یہ ایک جھٹکا ہی بہت زور کا لگا تھا۔ وہ مزید کسی بھی چیز میں رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔ وہ پہلے ہی انتقام کی آگ میں اندھی ہو کر اپنا بہت بڑا نقصان کر چکی تھی۔ ابھی تک اُس کے سامنے سے صدام کی لہو رنگ آنکھیں نہیں ہٹ رہی تھیں۔ جن میں اُس نے ہمیشہ اپنے لیے بے پناہ محبت دیکھی تھی۔ مگر آج وہ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے گنوا چکی تھی۔ صدام کے گاڑی میں کہے الفاظ اُس کے دل کی دنیا میں حشر برپا کر چکے تھے۔

امل نجانے کتنی دیر ہی اپنے دل سے جنگ لڑتی مزید ندامت اور پچھتاوے کا شکار ہوتی جب موبائل پر آتی کال نے امل کو ہوش کی دنیا میں واپس لا پٹخا تھا۔

" ایس پی نورِ امل سپیکنگ !"

امل ابھی صرف اتنا ہی بول پائی تھی. جب سپیکر سے اُبھرتے ایک قہقے نے اُسے موبائل کان سے ہٹانے پر مجبور کر دیا تھا.

" ہوز دیر. "

امل جس کا دماغ پہلے ہی بُری طرح گھوما ہوا تھا. وہ لب بھینچتے بہت غصے سے بولی تھی.

" تمہارا بہت بڑا غمگسار تمہارا خیر خواہ. آج جو تم نے کیا ہے. میں بتا نہیں سکتے تمہارے اِس عمل نے مجھے کتنی خوشی دی ہے.

میں ایک بہت ہی فراخ دل انسان ہوں. جو مجھے خوش کرتا ہے میں بھی جواب میں اُسے دوگنا نوازتا ہوں. تمہارے لیے ایک بہت بڑا سرپرائز تیار کیا ہے میں نے. "

جیسے جیسے اُس انجان شخص کی باتیں امل کے کانوں میں پڑ رہی تھیں. امل کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا.

" کیا بکواس ہے یہ. کہنا کیا چاہتے ہو تم. "

جس پلان سے صرف وہ اور کبیر آگاہ تھے. اُس کے بارے میں کسی تیسرے کے منہ سے سن کر امل کا رہا سہا سکون بھی رخصت ہو چکا تھا.

" مطلب یہ مائی ڈیئر. کہ تم اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہو. اُسے ختم کرنا چاہتی ہو. تو تمہارا کام آسان کرنے کے لیے. ابھی دس منٹ پہلے میں نے تمہارے شوہر کی خدمت میں ایک چائے کا کپ پیش کیا ہے. جس میں چینی اور پتی کی مقدار تو نارمل ہے. مگر زہر کی مقدار غلطی

سے تھوڑی زیادہ ہو گئی ہے. تو میں نے سوچا اُس کی سانسیں رُکنے سے پہلے ایک نظر دیکھ لو اُسے.

کہیں بعد میں کوئی پچھتاوا نہ رہ جائے تمہارے دل میں."

اُس شخص کے الفاظ تھے یا کوئی پگھلتا ہوا سیسہ جو امل کے کانوں میں اُنڈیل دیا گیا تھا.

موبائل اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا.

وہ کسی بھی چیز کی پرواہ کیے بغیر دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگی تھی.

باہر آ کر ٹیبل پر پڑا چائے کا خالی کپ اور پھر صدام پر نظر پڑتے امل کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی تھی. وہ گلے پر ہاتھ رکھتے کھانس رہا تھا.

" نہیں ایسا نہیں ہو سکتا. نہیں صدام کو کچھ نہیں ہو سکتا."

امل دیوانہ وار نفی میں سر ہلاتی صدام کے قریب آئی تھی.

" صدام کیا ہوا. آپ ٹھیک ہیں. نہیں آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا. چلیں ڈاکٹر کے پاس."

امل پر پچھلے پندرہ منٹوں میں جتنے انکشافات ہوئے تھے. اُس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا.

وہ بھیگی آنکھوں سے صدام کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامے بے تابی سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی.

وہاں موجود تمام لوگ منہ کھولے ہونق بنے امل کا یہ دیوانہ پن دیکھ رہے تھے.

صدام خود کچھ پل کے لیے سکتے میں آ چکا تھا. ابھی کچھ دیر پہلے نفرت کا اظہار کرنے والی اب اُس کی فکر میں پاگل ہوتی اتنا عجیب ری ایکٹ کر رہی تھی.

امل جس طرح صدام کے اتنے قریب کھڑی اُس کا چہرا اپنے نرم ہاتھوں سے چھوتی اُس کے ٹھیک ہونے کا یقین کر رہی تھی. اگر وہ امل کی سازشوں اور دھوکے سے انجان پہلے والا صدام ہوتا تو

اب تک خوشی سے پاگل ہو چکا ہوتا. مگر اب ایسا نہیں تھا. اُسے یہ سب امل کی کوئی نئی چال لگی تھی.

" صدام بتائیں نا آپ ٹھیک ہیں."

اُسے سہی سلامت اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر بھی امل کے دل کو جیسے قرار نہیں آیا تھا. وہ اُس کے منہ سے سننا چاہتی تھی.

" آخر کیسی لڑکی ہو تم. اب پھر چند منٹوں میں کونسی نئی سازش تیار کر کے یہ نیا ڈرامہ شروع کر دیا ہے تم نے."

صدام نے اپنے چہرے سے امل کے ہاتھ جھٹکتے اُس کا بازو دبوچتے اُسے خود سے دور دھکیلا تھا. اور زہر خند لہجے میں بولتا امل کو اب اپنی نظروں میں اُس کی اوقات دیکھا گیا تھا.

جبکہ امل صدام کے اتنے زور سے جھٹکنے پر لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی تھی.

امل نے اپنی بے جا نفرت میں صدام کی زندگی تو برباد کی ہی تھی. مگر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی بھی گنوا چکی تھی.

صدام جعفر کی آنکھوں میں اپنے لیے حقارت دیکھ اُس کے دل کے ہزاروں ٹکڑے ہوئے تھے.

جو گڑھا اُس نے صدام کے لیے کھودا تھا وہ خود اُس میں اُوندھے منہ جا گری تھی.

اگر سویرا کی طرح صدام ہمایوں کا قاتل بھی نہ نکلتا تو وہ اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر پاتی.

صدام جعفر کا دل اُجاڑنے کے ساتھ ساتھ. آج کہ اُس کے کارنامے نے صدام کی عزت اور بزنس ساکھ بھی مٹی میں ملا کر رکھ دی تھی.

" ویلڈن ایس پی نورِ امل. کیا کہنے ہیں تمہارے. کیا زبردست کھلاڑی ہو تم. "

تالیوں کی آواز پر امل کے ساتھ ساتھ صدام نے بھی دروازے کی جانب دیکھا تھا. جہاں یزدان وکیل کے ساتھ کھڑا داد دیتی نظروں سے امل کی جانب دیکھ رہا تھا.

" پہلے صدام کو ہر جگہ بدنام کرنے کے بعد. جب تمہارا دل نہیں بھرا اور اندازہ ہوا کہ تمہارے بنائے گئے قتل کے جھوٹے کیس کی بنیاد پر تم صدام کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی. تو تم نے اپنی اِس وردی کی بھی لاج نہ رکھتے تھانے کے اندر ہی اُسے زہر دے کر مارنے کی کوشش کی. اور صدام کی قسمت اچھی تھی. کہ اُس نے وہ چائے پھینک دی ورنہ تم نے اُسے ختم کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی. "

یزدان کا دل چاہا تھا. اِس لڑکی کا ابھی اور اِسی وقت گلا دبادے. جس نے اُس کے دوست کی زندگی کو مذاق سمجھ رکھا تھا.

جبکہ اُس کی زہر دینے والی بات پر صدام نے جھٹکے سے نظریں اُٹھا کر امل کی جانب دیکھا تھا. امل اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی. صدام کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا کہ امل نظریں جھکا گئی تھی. وہ اِس وقت اپنی صفائی میں کچھ بول ہی نہیں پائی تھی. اُس نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کر دیا تھا.

" یہ صدام کے بیل وارنٹ. اور کیس اب صدام کے خلاف نہیں تمہارے خلاف ہو گا. اُس موٹر سائیکل سوار کی موت کی جھوٹی خبر پھیلانے اور صدام کو زہر دینے کے جرم میں. میں بھی دیکھتا ہوں اب کیسے تمہاری یہ وردی ٹک پاتی ہے."

بیل کے پیپر زامل کی جانب اُچھالتے یزدان نخوت بھری نظر امل پر ڈالتے بولا.

" کول ڈاؤن یزدان چلو یہاں سے."

امل کچھ بولنے کی والی تھی. جب صدام اُس کی جانب سے رُخ موڑتا یزدان کی جانب بڑھ گیا تھا.

وہ جانتا تھا یزدان اِس وقت بہت غصے میں ہے. امل کو اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا. اور صدام امل کے اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی اُس کی عزت کے معاملے میں کوئی کمپر ومائز نہیں چاہتا تھا. جو بھی تھی جیسی بھی تھی. مگر وہ اُس کی بیوی تھی.

یزدان ابھی امل کو مزید اُس کی حیثیت اور کارناموں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا. مگر صدام کی آنکھوں کے اشارے پر وہ بہت مشکل سے ضبط کرتا واپس پلٹ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" تم نے مجھے خاموش کیوں کروا دیا. ابھی تو مجھے اُسے اُس کے تمام جھوٹوں کا اقرار میڈیا کے سامنے کروانا تھا. "

یزدان گاڑی سٹارٹ کرتا شکوے بھرے لہجے میں صدام سے مخاطب ہوا تھا. صدام کی آنکھوں میں ہلکورے لیتا دکھ اور اُس کا ٹوٹا بکھرا انداز یزدان کے دل میں خنجر کھونپ گیا تھا.

وہ اپنے دوست کو ایسے نہیں دیکھنا چاہتا تھا. وہ دونوں ہی ہمیشہ ایک دوسرے پر جان دیتے آئے تھے. اور ایک دوسرے کو تکلیف دینے والوں کو اتنی آسانی سے نہیں بخشتے تھے. جیسے اب یزدان امل کو بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا.

" تم اِس لڑکی کو کچھ نہیں کہو گے. میں خود اِسے اِس کے کیے کی سزا دوں گا."

صدام اب بھی امل کو کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا. اِس لیے وہ یزدان کے غصے پر اُسے باز رکھتے ہوئے بولا.

کیونکہ یزدان کا غصہ امل کو بہت بڑی پرابلم میں ڈال سکتا تھا.

" واہ یہ محبت بھی کیا چیز ہے. محبوب گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہے. اور آپ اِس ڈر سے اُس کا پیر ہٹا نہیں رہے کہ کہیں وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گر نہ جائے. بے شک آپ کا سانس نکل جائے. لیکن محبوب کو زرا سی بھی تکلیف محسوس نہیں ہونی چاہئے."

صدام کی اب بھی امل کے لیے فکر اور محبت دیکھ کر یزدان غصہ بھی نہیں کر سکا تھا. کیونکہ وہ خود اِس مرض میں مبتلا تھا.

" تم اُس پر کیس نہیں کرو گے."

صدام کو ابھی بھی لگ رہا تھا کہ یزدان کچھ تو کرنے کا سوچ بیٹھا ہے.

" مطلب تم چاہتے ہو اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی میں اپنی اُن ایک نمبر کی بے وقوف بھابھی

صاحبہ کو پھولوں کے ہار پہناؤں."

یزدان کا ضبط اب جواب دے چکا تھا.

" اُس نے اتنا سب کچھ کیا. اِس سب میں صرف اُس کی غلطی نہیں ہے. میری بھی ہے.

کیونکہ میں نے اُسے ایسا کرنے دیا. مگر اب ایسا نہیں ہو گا."

صدام کے لہجے میں ٹوٹے اعتبار کی کرچیاں تھیں.

جسے محسوس کرتے یزدان نے لب بھینچ لیے تھے.

ہمیشہ ایک دوسرے کو تکلیف سے بچانے والے محبت کے اِس درد سے نہیں بچا پا رہے تھے.

" تمہیں اُس دن پارٹی میں جو زہر دیا گیا تھا. اُس کے پیچھے تمہاری بیوی کا ہاتھ نہیں ہے. کسی اور نے وہ حرکت کی ہے. ویٹر نے بہت ٹارچر کے بعد یہ بات اُگلی ہے."

یزدان کی بات پر صدام نے حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا. تو مطلب امل نے اُسے سچ کہا تھا. اُسے نے صدام نے زہر نہیں دیا.

" تو کس نے دیا ہے پھر."

صدام نے یزدان کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھا تھا.

" ویٹر فاریہ کا نام لے رہا ہے. مگر مجھے اِس بات پر یقین نہیں آرہا ہے. فاریہ اتنی عقلمند اور ہوشیار نہیں ہوسکتی. کہ اتنی صفائی سے اتنی سیکیورٹی کے بیچ یہ کام کردے. ضرور اِس سب کے

پیچھے کوئی اور موجود ہے۔ جو خود کو بہت بڑا کھلاڑی سمجھ رہا ہے۔۔ مگر یہ نہیں جانتا یزدان رحمانی کے ہاتھ بہت جلد اُس کی گردن تک پہنچنے والے ہیں۔ بہت کھیل لیا اُس نے چھپ کر۔ اب میں اُسے اُس کی بِل سے نکالوں گا۔"

یزدان تصور میں اپنے دشمن کو مخاطب کرتا آگ اُگلتے لہجے میں بولا۔

جبکہ اُس کی بات پر یزدان بھی اپنی جگہ ٹھٹھک چکا تھا۔ کب سے اُسے بھی محسوس ہو رہا تھا کہ امل کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔ جو اُس سے اپنی دشمنی نبھا رہا ہے۔ مگر سامنے نہیں آرہا۔

" تو تم اِسی وجہ سے فاریہ کو اپنے قریب لائے ہو۔ تاکہ اُس کے ذریعے اپنے دشمن تک پہنچ سکو۔"

صدام کو یزدان کا مقصد سمجھ آچکا تھا۔ یزدان نے روڈ پر نظریں گاڑھے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

" لیکن تمہیں آج یہ کیسے پتا چلا کہ آج میری چائے میں زہر ڈالی گئی. اور یہ سازش امل نے کی."

صدام کو اب بھی کہیں نہ کہیں لگ رہا تھا کہ امل اُسے زہر نہیں دے سکتی.

" مجھے ابھی پولیس سٹیشن جاتے ایک انجان نمبر سے کال آئی تھی. اور کسی انجان شخص نے یہ نیوز دی. میں نے اُسی ٹائم یہ نمبر ٹریس کروانے کی کوشش کی مگر اب یہ نمبر بند مل رہا ہے."

یزدان کی بات پر صدام گہرا سانس ہوا میں خارج کرتا اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا تھا. اُن کی اپنی زندگیاں ہی مسٹری میں بدل چکی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیسے یقین کر لوں میں آپکی باتوں کا. جانتی تک نہیں ہوں آپ کو. کیا پتا آپ جھوٹ بول رہے ہوں."

حُرمت چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات سجائے بولی.

" اگر ثبوت میرے پاس ہوتے تو پولیس سٹیشن نہ جاتا. دکھ کی بات ہی یہی ہے. کہ اُس ظالم شخص نے میری بہن کو مارنے کے بعد کوئی ثبوت بھی نہیں رہنے دیا. وہ بہت پارفل انسان ہے. اُس کو پکڑنا آسان کام بالکل نہیں ہے."

ہمایوں افسوس بھرے لہجے میں بولا تھا. حُرمت کو اپنی باتوں پر ڈھیلا پڑتا دیکھ وہ بہت پرجوش ہوا تھا.

" تو مطلب تم یزدان رحمانی کو مارنا چاہتے ہو. "

حُرمت جس وجہ سے یہاں ٹکی ہوئی تھی. اُس نے وہ جاننا چاہی تھی.

" صرف مارنا نہیں چاہتا. تڑپاتڑپا کر مارنا چاہتا ہوں. اُسے برباد کرنا چاہتا ہوں. پچھلی بار تو وہ بچ گیا تھا. مگر اِس بار ایسا ہونے ہی نہیں دوں گا. "

حُرمت کو اُس کے لہجے میں چھپی یزدان کے لیے نفرت سے خوف آیا تھا.

" پچھلی بار سے کیا مطلب میں سمجھی نہیں. "

حُرمت اُس کی بات پر ٹھٹھکی تھی. حرمت نے نوٹ کیا تھا. کہ یہ شخص بار بار سر پر پہنی کیپ سے اپنا چہرا ڈھکنے کی کوشش کر رہا تھا. حُرمت کو اُس کی اِس حرکت پر بھی ایک شک سا گزرا تھا.

جس پر حُرمت نے بہت ہی ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے فائلز کے پیچھے موبائل رکھتے اُس کی تین چار تصویریں لے ڈالی تھیں.

جس کا ہمایوں کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں لگا پایا تھا. آج اُس کا پکس لینے کا تجربہ کام آگیا تھا.

" نہیں کچھ نہیں."

ہمایوں نے فوراً بات ٹال دی تھی. وہ حُرمت کے سامنے بڑا ریلیکس ہو کر بیٹھا یہ سمجھ رہا تھا. کہ یہ معصوم اور ناسمجھ لڑکی کہاں اُس کی باتوں سے آگے ک سوچ پائے گی. اِس لیے کچھ بھی نارمل سا بول اور کر رہا تھا.

" تو کیا آپ میرا ساتھ دے کر بدلے میں اپنا فائدہ حاصل کریں گی."

ہمایوں کی آنکھیں چمک رہی تھیں. وہ حُرمت کے چہرے سے کافی حد تک اندازہ لگا چکا تھا. کہ وہ اُس کی باتوں میں آچکی ہے.

" مجھے کرنا کیا ہو گا. پہلے یہ تو بتائیں."

حُرمت بھی معصومیت کے تمام ریکارڈز توڑتی بڑی سعادت مندی سے بولی تھی.

جبکہ ہمایوں یہاں بھی اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سما رہا تھا. یہ لڑکی تو اُس کی سوچ سے بھی زیادہ معصوم نکلی تھی.

" آپ یہ میرا نمبر رکھ لیں. میں آپ کو بہت جلد آپ کے کام کے بارے میں آگاہ کروں گا."

ہمایوں ایک کارڈ حُرمت کی جانب بڑھاتا اپنی جگہ سے اُٹھا تھا.

" ایک بہت خاص بات تو آپ سے کہی ہی نہیں."

ہمایوں دو قدم چل کر واپس پلٹا تھا.

اور حُرمت کے سامنے ٹیبل پر ہلکا سا جھکتے لال آنکھوں سے مخاطب ہوتا حُرمت کو خوفزدہ کر گیا تھا.

" اگر ہماری اِس ساری بات چیت کی یزدان رحمانی یا کسی بھی شخص کو زرا سی بھی بھنک پڑی تو وہ دن تمہارا اور تمہارے عزیز بھائی اور اُس کے خاندان کا آخری دن ہو گا. "

ہمایوں سرد دھمکی آمیز لہجے میں کہتا حُرمت کو وہیں نم کر گیا تھا. وہ اِس سب کو جس قدر لائٹ لے رہی تھی یہ اُتنا ہی سنگین تھا.

"شکل سے معصوم دکھنے والے لوگ بے وقوف ہوتے ہیں کیا. بیٹا بہت ہلکے میں لیا ہے تم نے مجھے. اب میں تمہیں بتاتی ہوں حُرمت آخر چیز کیا ہے. مجھے میرے شوہر سے طلاق دلوانے آیا بڑا میرا ہمدرد."

اُس کی دھمکی حُرمت کو اچھا خاصہ ہلا گئی تھی. بے شک وہ اپنے بھائی سے ناراض تھی. مگر وہ اپنے بھائی بھابھی سے بہت محبت کرتی تھی. اُن کو ذرا سا بھی نقصان پہنچے یہ تو وہ برداشت ہی نہیں کر سکتی تھی.

حُرمت اب حقیقت میں پریشان ہو چکی تھی. مگر اُس نے کبھی بھی کہیں پر ہمت ہارنا نہیں سیکھا تھا. اپنے لیے اور اپنے سے جڑے رشتوں کے لیے لڑنا اُسے اچھے سے آتا تھا.

حُرمت کا اب کوئی بھی کلاس لینے کو دل نہیں چاہ رہا تھا. وہ فائلز لیتی گھر جانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی.

" آؤچ...."

حُرمت اپنے آپ میں ہی اُلجھی سر جھکائے اپنے دھیان میں چلی جا رہی تھی. جب سامنے سے آتے یزدان کے ساتھ جا ٹکرائی تھی. اُسکا سر یزدان کے کسرتی مضبوط سینے سے ٹکراتا اُس کے چودہ طبق روشن کر گئے تھے.

فائلز حُرمت کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری تھیں. یزدان نے اُس کے گرد بازو حمائل کرتے اُسے گرنے سے محفوظ رکھا تھا.

حُرمت کا ایک پیر بُری طرح سلپ ہوا تھا. گرنے سے بچنے کے لیے اُس نے بھی یزدان کی شرٹ کے کالر کو اپنی مُٹھی میں جکڑ لیا تھا.

حرمت نے سنبھلنے کی کوشش کرتے سر اُٹھا کر یزدان کو دیکھا تھا. جو بہت ہی گہری نظروں سے اُس کی جانب دیکھتا اُس کے دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا تھا.

" واؤ واٹ آ رومینٹک کپل. "

پاس سے گزرتی لڑکیوں کا گروپ نے ہوٹنگ کرتے اُن دونوں کی پوزیشن پر شوخ جملے کستے آگے بڑھ گیا تھا. جبکہ حُرمت ارد گرد سٹوڈنٹس کو اپنی جانب متوجہ دیکھ خفت سے سُرخ ہوتی فوراً یزدان سے دور ہوئی تھی.

جبکہ یزدان کو کسی کے کچھ بھی بولنے کی زرا پرواہ نہیں تھی.

حُرمت جو پہلے ہی اچھی خاصی پریشان تھی۔ یزدان کو اچانک یہاں دیکھ اور اِس ٹکراؤ نے اُس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے۔

جس پر یزدان ہی جھک کر اُس کی فائلز اُٹھانے لگا تھا۔ جیسے ہی یزدان نے حُرمت کے نیچے گرے موبائل کی جانب ہاتھ بڑھا کر اُٹھایا۔ حُرمت کسی احساس کے زیرِ اثر جلدی سے اُس کے ہاتھ سے اپنا موبائل چھین گئی تھی۔ جس چکر میں حُرمت کا ہاتھ یزدان کے ہاتھ سے ٹچ ہوتا اُس کی دھڑکن مزید تیز کر گیا تھا۔

حُرمت کی اِس حرکت پر یزدان نے بغور ایک کھوجتی نظر حُرمت پر ڈالتے فائلز اُس کی جانب بڑھا دی تھیں۔

حُرمت کو یزدان کا اِس طرح دیکھنا پریشان کر گیا تھا. وہ جانتی تھی یہ بہت ہی شاطر انسان ہے اگر وہ ایسے ہی گھبراتی رہی تو یزدان ضرور اُس کی چوری پکڑ لے گا. اِس لیے سر پر لیا اپنا پرپل آنچل مزید درست کرتی وہ نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی.

" گھر چلیں. "

یزدان نے حُرمت کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلاتے واپس جانے کو کہا تھا.

جس پر حُرمت اپنے ہی دھیان میں بنا غور کرتے اُس کی چوڑی ہتھیلی میں اپنا نازک ہاتھ دے گئی تھی.

حُرمت کی یہ حرکت یزدان کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ بکھیر گئی تھی. آج کا دن صبح سے اُس کے لیے بہت ہلٹک تھا. مگر حُرمت کے پاس آکر وہ ہمیشہ کی طرح اپنی ساری ٹینشن بھول چکا تھا.

" اِز ایوری تھنگ آل رائٹ. "

یزدان معنی خیزی سے بولتا اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے دانتوں تلے لب دبا گیا تھا. حُرمت یزدان کی مسکراہٹ تو نہیں دیکھ پائی تھی مگر اُس کی آنکھوں میں چھپی شرارت پر وہ حُرمت نے فوراً اپنا ہاتھ اُس کی گرفت سے کھینچنا چاہا تھا. لیکن یزدان کی مضبوط گرفت نے اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی.

" میرا ہاتھ چھوڑیں. "

حُرمت پبلک پلیس پر یزدان کی ایسی حرکت پر بلش کرتی ہاتھ آزاد کروانے کے لیے مسلسل مزاحمت کررہی تھی. مگر یزدان ایسا کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا.

" جتنی بھی کوشش کرلو یہ ہاتھ اب اِس گرفت سے نہیں نکلنے والا. "

وہ ویسے ہی اُس کا ہاتھ پکڑے گاڑی تک لایا تھا.

" میری کلاسز رہتی ہیں ابھی. "

یزدان رحمانی کے ساتھ زیادہ ٹائم گزارنا حُرمت کو اپنی دلی حالت کے پیشِ نظر خطرے سے خالی نہیں لگ رہا تھا. اِس لیے وہ یزدان کے ساتھ کم سے کم وقت رہنا چاہتی تھی.

یزدان کی شخصیت کا سحر کچھ ہی دنوں میں حُرمت کے سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ جب وہ قریب ہوتا تھا تو اُس کی جان الگ عذاب میں ہوتی تھی۔ اور جب وہ دور جاتا تھا تو ہر وقت حُرمت کے دماغ میں اُسی کا خیال ہی چھایا رہتا تھا۔

یزدان کو کسی اور لڑکی کے قریب بھی دیکھنا حُرمت کے اندر آگ کے شعلے بھڑکا جاتا تھا۔

یہ جانتے ہوئے کہ وہ کسی اور کا تھا۔ حُرمت اپنے دل کی بربادی کسی صورت نہیں چاہتی تھی۔

" تمہیں ابھی میرے ساتھ گھر چلنا ہوگا۔ مجھے تمہیں اپنی لائف کے سب سے امپورٹنٹ پرسن سے ملانا ہے۔ میرے دل کے قریبی گنے چنے لوگوں میں سے ایک ہے وہ۔"

یزدان حُرمت کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے بولا. وہ حُرمت کے ساتھ اب کسی بھی معاملے کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا. ویسے ہی فاریہ کے آجانے کی وجہ سے حُرمت اُسے خود سے کافی کھینچی کھینچی اور بدگمان سی محسوس ہوئی تھی.

اِس نازک وقت میں جب وہ دشمنوں سے گھرا ہوا تھا. تب وہ حُرمت کا مزید بدگمان ہونا افورڈ نہیں کر سکتا تھا. اِس لیے وہ اپنے مزاج کے خلاف جا کر بہت مشکل سے حُرمت کی ہر ضد مان رہا تھا.

یزدان کے اتنے نرمی بھرے لہجے سے کہنے پر حُرمت انکار کر ہی نہیں پائی تھی.

" کیا ہے اِس شخص میں ایسا. ایسی کونسی کشش ہے جو اِس کے اتنے دھوکے اور فریب کے باوجود میرا دل اِس کی جانب کھنچا چلا جا رہا ہے. "

حُرمت کن اکھیوں سے خاموشی سے ڈرائیو کرتے دیکھتے ہوئے سوچنے لگی تھی. اپنی طرف سے وہ بہت محتاط انداز میں اُس کی جانب دیکھ رہی تھی. مگر وہ اِس بات سے انجان تھی کہ یزدان اُس کی خود پر نظریں بخوبی نوٹ کر رہا تھا.

حُرمت کا یہ بدلہ بدلہ انداز یزدان کو خوشی کی آخری حدود تک پہنچا گیا تھا. یہ بات یزدان کے لیے بے پناہ خوشی کی بات تھی. کہ وہ حُرمت کے دل تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت نے یزدان کے ساتھ رحمانی ہاؤس میں قدم رکھا تھا. جہاں معمول سے زیادہ چہل پہل دیکھ وہ متجسس سی آگے بڑھی تھی.

جہاں حسن رحمانی سب گھر والوں میں گھرے بیٹھے تھے. وہاں موجود تمام افراد کا چہرا خوشی سے جگمگا رہا تھا.

" آؤ بیٹا آگے آؤ. اِس سے ملو حسن تمہارے لاڈلے پوتے کی بیوی ہے یہ. "

جہاں آرا بیگم نے حُرمت کو قریب آنے کا اشارہ کرتے کہا.

حُرمت جو کچھ فاصلے پر کھڑی حیران پریشان سی حسن رحمانی کو دیکھ رہی تھی جہاں آرا بیگم کے بلانے پر اُن کے قریب جا کر سلام کیا تھا.

" انکل آپ یہاں. "

حُرمت حسن رحمانی کو یزدان کے دادا کے رُوپ میں دیکھ شاک سے باہر ہی نہیں آ پا رہی تھی.

اِس لیے اپنی حیرانی کا اظہار کر گئی تھی.

" انکل نہیں بیٹا یہ یزدان کے دادا جان ہیں تو رشتے سے تمہارے بھی دادا جان ہوئے. "

جہاں آرا بیگم حُرمت کو حسن رحمانی سے متعارف کرواتے بولیں. حُرمت نے نا سمجھی سے حسن رحمانی کی جانب دیکھا تھا. جو اُسے بعد میں سب سمجھانے کا کہتے فلحال خاموش رہنے کا اشارہ کر گئے تھے.

مگر جو بھی تھا. حُرمت اُن کو اتنے دنوں بعد یہاں اِس طرح دیکھ بہت خوش ہوئی تھی.

" ماشاءاللہ بہت پیاری ہے ہماری بہو. "

حُرمت کے سر پر ہاتھ پھیرتے حسن رحمانی خوشی سے بھرپور لہجے میں بولے.

" بہت مبارک قدم ثابت ہوئے اِس بچی کے ہمارے لیے. میرا یزدان ٹھیک ہو گیا. ہمارے گھر کی بہار لوٹ آئی. "

جہاں آرا بیگم حُرمت کو اپنے ساتھ لگاتیں محبت سے بولیں. جس پر کچھ فاصلے پر بیٹھے یزدان نے بھی محبت پاش نظروں سے سب بیچ ہنستی مسکراتی حُرمت کو دیکھا تھا.

تبھی وہاں سب کے رنگ میں بھنگ ڈالنے فاریہ اندر داخل ہوئی تھی.

" لو آگئی یہ ناگن. اِس کو پتا چل گیا تھا کہ آج پھر ہم خوش ہیں. "

عائشہ فاریہ کو وہاں آتا دیکھ جل بھن کر رہ گئی تھی. جو اپنی مخصوص بناوٹی مسکراہٹ چہرے پر سجائے حسن رحمانی سے مل کر یزدان کے ساتھ جا بیٹھی تھی.

حُرمت جو عائشہ کے ساتھ بیٹھی تھی. اُس نے فاریہ کو یزدان کے ساتھ بیٹھا دیکھ خفگی سے پہلو بدلہ تھا. کیونکہ اب یزدان بھی فاریہ کے ساتھ اُس کی باتوں پر مسکراتا حُرمت کو سخت زہر لگا تھا.

" بُرا لگ رہا ہے."

عائشہ حُرمت کی بے چینی نوٹ کر رہی تھی. اِس لیے حُرمت کا ضبط سے سُرخ پڑا چہرا دیکھ وہ پوچھ بیٹھی تھی.

" نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں. وہ فرسٹ وائف ہے اُن کی. مجھے بھلا کیا پرابلم ہو سکتی."

حُرمت عائشہ کی جانب دیکھ کر مسکرائی تھی. جس میں اُس کی آنکھوں نے اُس کا بالکل بھی ساتھ نہیں دیا تھا.

عائشہ کو جواب دے کر نا چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر حُرمت کی نظر اُن دونوں پر پڑی تھی.

فاریہ بنا ارگرد بیٹھے لوگوں کا لحاظ کیے یزدان کے بہت قریب ہو کر اُس کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی. وہی لمحہ تھا جب یزدان نے بھی حُرمت کی جانب دیکھا تھا. اور حُرمت کے چہرے کے خونخوار تاثرات دیکھ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی. حُرمت کا یہ جیلس ہوتا روپ دیکھ یزدان کو بہت مزا آیا تھا.

پہلے وہ جو خود فاریہ کی وجہ سے کوفت کا شکار تھا. اب حُرمت کو تنگ کرنے کے لیے اُس نے فاریہ کی باتوں پر مسکراتے اُن کا جواب دینا شروع کر دیا تھا.

جسے دیکھ حُرمت کا غصہ ساتویں آسمان تک پہنچ چکا تھا.

" آپی میں بنا کر دیتی ہوں اُن کو چائے."

عائشہ کو یزدان کے لیے چائے بناتا دیکھ حُرمت اُس کے ہاتھ سے سپون لیتے بولی.

" ہاں ضرور کیوں نہیں. یزدان چائے میں ایک سپون شوگر لیتا ہے."

عائشہ کو یزدان کے کام کے لیے حُرمت کا یوں آگے آنا بہت اچھا لگا تھا.

" جی شیور."

حُرمت مسکرا کر جواب دیتے بولی.

اور ایک زہریلی نظر سامنے لیلیٰ مجنوں بنے اُن دونوں پر ڈالتی سب سے نظر بچا کر ایک کے بجائے پورے آٹھ چمچ چینی کے یزدان کی چائے میں اُنڈیل دیئے تھے.

کچھ دیر شوگر اچھے سے مکس کرنے کے بعد حُرمت اپنی جگہ سے اُٹھ کر یزدان کی جانب بڑھ گئی تھی.

" آپ کی چائے."

چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے حُرمت یزدان سے بہت ہی عزت سے مخاطب ہوئی تھی.

حُرمت کے انداز دیکھ یزدان سمجھ چکا تھا. چائے میں ضرور کوئی گڑبڑ کی گئی ہے. مگر چاہے اِس چائے میں زہر بھی ملا ہوتا تو اُس نے پی جانا تھا. کیونکہ یہ چائے حُرمت نے جو اپنے ہاتھوں سے اُس کے لیے بنائی تھی.

" بہت پیار محبت چل رہا ہے نا. تو اب اِس محبت کو مزید میٹھا کرنا تو فرض تھا نا میرا."

حرمت دل میں خود سے مخاطب ہوتی اپنے اندر لگی جلن کو کم کرنے لگی تھی.

اُس کی نظریں بار بار یزدان کی جانب اُٹھ رہی تھیں. جو کافی ہاتھ میں ہی پکڑے ابھی بھی فاریہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا.

حُرمت دانت پیس کر رہ گئی تھی.

" حُرمت آپ نے تو چائے لی ہی نہیں. میں آپ کو بنا دیتی ہوں چائے."

نائمہ بیگم حرمت کو ایسے ہی خالی ہاتھ بیٹھا دیکھتے ہوئے بولیں. مگر حُرمت کا دھیان تو اِس وقت کہیں اور ہی اٹکا ہوا تھا. وہ اُن کی بات سمجھے بنا صرف مسکرا دی تھی.

" حُرمت چینی کتنی چمچ ڈالنی ہے."

نائمہ بیگم نے ایک بار پھر حُرمت کو مخاطب کیا تھا.

" آٹھ چمچ."

حُرمت جس کی نظر یزدان کی کافی پر تھی. بے دھیانی میں اپنے دماغ میں چلتی بات بول گئی تھی.

" واٹ."

جہاں نائمہ بیگم نے ہونقوں کی طرح حُرمت کی جانب دیکھا تھا. وہیں یزدان جو بظاہر خود کو لاپرواہ ظاہر کر رہا تھا. مگر اُس کا سارا دھیان حُرمت کی حرکتوں پر تھا. حُرمت کی بات سنتے وہ اپنا زوردار قہقہ نہیں روک پایا تھا. بنا چائے پیئے ہی وہ سمجھ چکا تھا. کہ حُرمت نے اُسے کیا سزا دی ہے.

" آئم سوری بڑی ماما. میرا مطلب تھا ایک چمچ."

حُرمت جو اُس کے کافی نہ پینے پر پہلے ہی اُسے غصے سے گھور رہی تھی. اُس کے خود پر ہنسنے پر وہ مزید تپ گئی تھی.

یزدان جو پہلے چائے نہ پی کر اُسے تنگ کر رہا تھا. اُسے خفا ہوتا دیکھ ایک ہی سانس میں گرم اور اِس قدر میٹھی چائے پی گیا تھا.

حُرمت آنکھیں پھاڑے حیرت سے اُس کی جانب دیکھ رہی تھی.

" یہ کیا یزدان کو پتا نہیں چلا کیا. وہ ایک ہی سانس میں اِس قدر میٹھی چائے کیسے پی سکتے ہیں."

حُرمت حیرت بھری نظروں سے اُس خالی کپ کو گھور رہی تھی. جسے اب ملازمہ اُٹھا کر اندر لے جا رہی تھی. حُرمت کو سکون نہیں مل رہا تھا. اِس لیے وہ کنفرم کرنے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھتی ملازمہ کے پیچھے کچن کی جانب بڑھ گئی تھی.

" بیگم صاحبہ کچھ چاہیئے آپ کو."

ملازمہ حُرمت کو کچن میں آتا دیکھ جلدی سے اُس کے قریب آئی تھی.

" نہیں کچھ نہیں چاہیئے. آپ جائیں یہاں سے."

حُرمت اُسے وہاں سے باہر بھیج کر ملازمہ کے ابھی رکھ کے گئے یزدان کے کپ کو اُٹھایا تھا. جس میں ابھی بھی ایک گھونٹ باقی تھا.

حُرمت یقین دہانی کرنے کی خاطر کپ لبوں سے لگانے ہی والی تھی. جب اچانک یزدان کی آواز پر کپ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا.

" اگر اتنی ہی بے اعتباری ہو رہی ہے. تو میں اپنے طریقے سے یقین دہانی کروا دوں."

یزدان حُرمت کے قریب آتا ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ سجائے بولا.

جبکہ یزدان کے سامنے اپنا اِس طرح پول کھل جانے پر حُرمت کا چہرا خفت کے مارے لال ہوا تھا.

مگر وہ حُرمت ہی کیا جو مان جائے.

" کیا مطلب ہے آپ کی اِس بات کا."

حُرمت اپنے تاثرات کنٹرول کرتے بولی.

" یہی کہ اتنے میٹھے ہاتھوں سے بنی چائے بھی بہت میٹھی تھی. مگر میری بیوی سے زیادہ نہیں."

یزدان قدم قدم چلتا حُرمت کے قریب آتا بولا. جبکہ اُس کے اتنے کھلے لفظوں میں بولنے پر حُرمت کا دل چاہا تھا. اُس نے ایسی بکواس بات پوچھی ہی کیوں چپ کر کے نکل جاتی یہاں سے.

حُرمت نے جلدی سے نکلنا چاہا تھا. مگر یزدان اُس کے ارد گرد شیلف پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکاتے اُسے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا.

وہ حُرمت سے بے پناہ محبت کرتا تھا. اتنے پاس ہو کر اُس کا دور رہنا یزدان کے لیے بہت مشکل تھا. اور آج تو وہ بہت حسین لگنے کے ساتھ ساتھ چہرے کے جو ایکسپریشن دے رہی تھی. وہ یزدان کو اُس کا مزید دیوانہ بنا رہے تھے.

" مجھے جانے دیں."

حُرمت یزدان کو پہلے خود ہی بُری طرح چھیڑ کر اب پچھتا رہی تھی. کیونکہ یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص اُس کا نہیں تھا. اور نہ ہی اُس سے محبت کرتا تھا. حُرمت کا دل بوجھل کر جاتے تھے.

وہ یزدان کے قریب نہیں ہونا چاہتی تھی. تاکہ بعد میں جب تین مہینے کا عرصہ ختم ہو تو اُس سے جدا ہونا حُرمت کے لیے تکلیف دہ نہ ہو. کہیں نہ کہیں وہ اپنے دل کی بدلتی حالت کے بارے میں آگاہ ہو چکی تھی. اور کافی پریشان بھی تھی.

" جس بارے میں انویسٹی گیشن کرنے آئی تھی. اُس کا ثبوت تو لے کر جاؤ. "

یزدان حُرمت کی شرارت پر اُسے اتنی جلدی بخشنے والا نہیں تھا. حُرمت کے لال ہوتے گال اُسے شرارت پر اُکسا رہے تھے.

" مجھے نہیں چاہیئے کوئی ثبوت. مجھے جانے دیں. "

حُرمت یزدان سے نظریں چُراتے بولی.

" مگر تمہاری آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں. "

یزدان کو حُرمت کے لال ہوتے گال شرارت پر اُکسا رہے تھے.

یزدان کی بات پر حُرمت نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

کھڑے مغرور نقوش, چوڑی پیشانی پر بکھرے بال, چہرے موجود ہلکی ہلکی بیئرڈ اور ہر وقت

دوسروں کے سامنے سنجیدہ اور غضبناک رہنے والی آنکھوں میں چمکتی شرارت. یہ شخص کسی کو

بھی اپنا اسیر بنانے کا فن رکھتا تھا.

حُرمت نے گھبرا کر فوراً نظریں ہٹالی تھیں. اُس کا دل عجیب لے پر دھڑکنے لگا تھا.

" یزدان رحمانی یہ آپکا بیڈ روم نہیں ہے. کچن ہے جہاں کوئی بھی کسی بھی وقت آسکتا ہے. اور

اگر آپ کی بیوی آگئی تو آپ کی تو بالکل بھی خیر نہیں ہے."

حُرمت اپنی تیز ہوتی سانسوں کو قابو کرنے کی کوشش کرتی یزدان کا خود سے دھیان ہٹاتے بولی.

جس کی پر شوق نگاہیں حُرمت کے چہرے پر بکھرتے رنگوں کو دیکھ رہی تھیں.

" واقعی یہ سچ ہے. میری بیوی ہی وہ واحد انسان ہے میری زندگی میں جس سے میں بہت ڈرتا ہوں. "

یزدان جب بھی حُرمت کے سامنے بیوی کا ذکر کرتا تھا تو اُس کا مطلب حُرمت ہی ہوتی تھی.

کیونکہ فاریہ جیسی لڑکی کو تو وہ سرے سے بیوی مانتا ہی نہیں تھا. جس نے اُس کے جان سے پیارے بھائی کو زہر دینے جیسا کبیرا گناہ کیا تھا. مگر حُرمت ہر بار فاریہ ہی سمجھ کر یزدان سے مزید بدگمان ہو جاتی تھی. جیسے اِس وقت ہوئی تھی.

یزدان کے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے حُرمت نے اُسے خود سے دور کرنا چاہا تھا.

جس کے جواب میں یزدان نے اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی کمر کے گرد لپیٹتے حُرمت کا چہرا اپنے قریب کیا تھا.

" میری بیوی کے حوالے سے جیلس مت ہوا کرو. وہ سچ میں بہت پیاری ہے. اور مجھے تو بہت ہی زیادہ پیاری لگتی ہے. کہتی ہو تو آج ثبوت دے ہی نہ دوں. اپنے پیار کا. "

یزدان کا چہرا قریب ہونے کی وجہ سے اُس کی گرم سانسیں حُرمت کے گال لال کر چکی تھیں.

وہ اب بھی نہیں سمجھی تھی. کہ یزدان اپنی کس بیوی کے بارے میں بات کر رہا ہے. اُسے یزدان کے الفاظ اور انداز بالکل ایک دوسرے کے مترادف لگے تھے. یزدان کی معنی خیز نگاہوں کا فوکس اپنے ہونٹوں پر دیکھ حُرمت نے گھبرا کر اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے گستاخی کرنے سے باز رکھا تھا.

حُرمت کی اپنے بچاؤ کے لیے کی گئی. یہ کوشش یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی.

وہ حُرمت کا خون چھلکاتا چہرا دیکھ اُسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے پیچھے ہٹنے والا تھا.

جب عائشہ کی کچن کی جانب آتی آواز پر وہ تیر کی تیزی سے یزدان کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے نکلی تھی.

" یزدان وہ تمہیں فاریہ......."

عائشہ کے اندر آکر جیسے ہی نظر اُن دونوں پر پڑی اُس کے باقی کے الفاظ اُس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے.

لال گلابی کچھ گھبرائی سی حُرمت اور اُس کی جانب شوخ نظروں سے دیکھتے یزدان کو دیکھ عائشہ نے بے اختیار دونوں کی نظر اُتاری تھی.

" لگتا ہے میں غلط ٹائم پر آگئی ہوں."

عائشہ کو اپنی غلط وقت پر انٹری مارنے پر بہت افسوس ہوا تھا.

" جی بالکل. نیکسٹ ٹائم خیال کیجئے گا."

عائشہ کی بات جہاں حُرمت کو مزید شرمندہ کر گئی تھی. وہیں یزدان بہت ہی ڈھیٹائی سے جواب دے کر اُس کی جانب مسکراہٹ اُچھالتا وہاں سے نکل گیا تھا.

" کیا ہو رہا تھا. اور یہ کپ کیسے ٹوٹا. سب خیریت تھی نا."

عائشہ جانتی تھی یزدان کو تو چھیڑنے کا فائدہ ہی نہیں تھا. مگر حُرمت کو چھیڑ کر اُسے بہت مزا آنے والا تھا. اِن دونوں کو اِس طرح دیکھ عائشہ کا دل خوشی سے ناچنے کو کر رہا تھا.

" واٹ. آپی آپ بھی نا. ایسا کچھ نہیں ہوا."

حُرمت عائشہ کی معنی خیزی سے پوچھنے پر مزید بلش ہوتی اُسے گھور کر رہ گئی تھی.

اُسے لگ رہا تھا. جیسے اِن دونوں بہن بھائی نے بے شرمی میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہو.

" مگر میں نے تو کچھ بولا ہی نہیں صرف کپ ٹوٹنے کا ریزن پوچھا. "

عائشہ ایک دم معصوم بنتی حُرمت کو مزید شرمندہ کر گئی تھی.

پہلے یزدان کا قریب آنا اُس کی حالت اتنی خراب نہیں کرتا تھا. جتنا بُرا حال آج اُسکا ہو رہا تھا. نہ چہرے کا گلال ہٹنے کا نام لے رہا تھا. اور نہ ہی دھڑکنوں کا شور کم ہونے میں آ رہا تھا. شاید یہ اِسی بات کا ثبوت تھا کہ یزدان اپنی شدت بھری محبت کا پھول حُرمت کے دل میں کھلانے میں پوری طرح کامیاب ہو چکا تھا.

حُرمت عائشہ کے چھیڑنے پر اُسے ایک گھوری سے نوازتی وہاں سے نکل گئی تھی.

حُرمت اب اِس حالت میں سب کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہتی تھی. اِس لیے وہ جلدی سے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

جہاں اُس کا موبائل بج بج کر پاگل ہو رہا تھا. ملازمہ کے ہاتھوں وہ اپنا سامان روم میں پہلے ہی بھجوا چکی تھی.

حُرمت کے پہنچنے تک کال تو بند ہو چکی تھی. مگر میسیجز پڑھ کر پہلے تو حُرمت حیران ہوئی تھی.

مگر پھر آج یونی والا سارا واقع یاد کر کے اُس کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا.

" یہ ارسلان مجھے میسج کیوں کر رہا ہے."

حُرمت موبائل ہاتھ میں تھامے پر سوچ انداز میں بولی. جب موبائل فون دوبارہ رنگ کرتا اُسے اپنی جانب متوجہ کر گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام اپنے آفس میں بیٹھا آنکھیں موندے کرسی کی بیک سے ٹیک لگائے اضطراب کی کیفیت میں جھول رہا تھا.

اُس کا اِس وقت دل چاہ رہا تھا یا تو خود کو ختم کر دے یا امل کو. جو اُس کے ساتھ اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود اُس کے دل سے نکل نہیں پا رہی تھی.

" کیوں نفرت نہیں کر پا رہا میں اُس سے. کیوں اُسے خود سے جدا کرنے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں. جب وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہے تو جواب میں مجھے اُس سے اتنی محبت کیوں ہو گئی. کیوں میرا دل سکون میں نہیں آ رہا کیا کروں میں. "

صدام نے اپنا سارا غصہ اور اشتعال ٹیبل پر رکھی ساری چیزوں پر نکالتے ایک ہی ہاتھ مار کر اُنہیں دور اُچھال دیا تھا.

اُس کا دل چاہ رہا تھا. ہر چیز کو آگ لگا دے.

وہ ابھی مزید بھی کوئی توڑ پھوڑ کرتا جب انٹر کام پر آتی کال نے اُس کی توجہ اپنی جانب کھینچی تھی.

" میں نے کہا تھا نا احمد صاحب مجھے کوئی ڈسٹرب مت کرے."

صدام کے لہجے سے انگارے نکل رہے تھے.

" سر وہ آپ کو یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا. کہ ایس پی نورِامل آپ پر کیے گئے کیس کے حوالے سے دوبارہ کانفرنس کر رہی ہیں."

احمد صاحب نے ڈرتے ڈرتے بتایا تھا. معبادا پھر ڈانٹ نہ پڑ جائے.

احمد کی بات پر صدام نے غصے سے ریسیور پٹختے سامنے موجود ایل ای ڈی آن کی تھی. جہاں امل فل یونیفارم میں سیاہ سکارف سے حجاب لیے صدام کی نظریں خود پر ہی فوکس کر گئی تھی. وہیں اُس کے الفاظ نے صدام کو شاک میں مبتلا کر دیا تھا.

" میں صدام جعفر, اُن کی فیملی اور اُن تمام لوگوں سے معذرت کرنا چاہتی ہوں. جنہیں میرا جلد بازی میں اُٹھائے گئے قدم سے تکلیف پہنچی. صدام جعفر کا اُس ایکسیڈنٹ میں کسی قسم کا کوئی قصور نہیں تھا. وہ موٹر سائیکل خود غلط لائن سے اوورٹیک کر کے گاڑی کے سامنے آیا. اور آپ سب کی تسلی کے لیے ایک بات بتانا چاہوں کہ وہ موٹر سائیکل سوار بالکل ٹھیک ہے. اُسے کچھ معمولی چوٹیں آئی ہیں.

جس کا علاج صدام جعفر نے فوری طور پر کروا دیا تھا. میں پرسنلی صدام جعفر سے معذرت کرنا......"

امل کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی صدام نے سوئچ آف کر دیا تھا.

اب اُسے امل کا ہر عمل اُس کی کوئی سازش ہی لگ رہی تھی. وہ اب اِس لڑکی پر واپس اعتبار کر کے کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا. اُس کی محبت اور سچے جذبات کو یہ لڑکی پہلے ہی بہت بے مول کر چکی تھی.

صدام کے چہرے پر جس قدر سخت تاثرات تھے. مگر اُسے امل کا یوں سب کے سامنے سر جھکا کر معافی مانگنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا. یہ چیز اُس کے اندر کے اضطراب اور امل پر غصے کو مزید بڑھا گئی تھی.

" احمد صاحب ابھی دس منٹ میں میٹنگ ہے سب کو انفارم کر دیں. "

کافی دیر خود کو نارمل کرنے کے بعد صدام میٹنگ کے لیے اُٹھا تھا.

" سر وہ....."

احمد صاحب اِن دنوں صدام کے غصے کا اِس قدر شکار ہو چکے تھے۔ کہ اُن کو اب کوئی بھی بات کرنے سے پہلے سوچنا پڑتا تھا۔

" کیا ہوا احمد صاحب۔ جو بھی پرابلم ہے جلدی بتائیں میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔"

صدام نے اِس بار قدرے نرمی سے بات کی تھی۔

" سر وہ ایس پی امل ملنے آئی ہیں آپ سے۔"

احمد صاحب کی بات سنتے ہی صدام کے نقوش تن چکے تھے۔

" اُس سے بولو میں نہیں ملنا چاہتا اُس سے۔ وہ واپس جا سکتی ہے۔"

صدام کی گرفت ریسیور پر سخت ہوئی تھی۔

" سر میں نے اُنہیں بہت بار کہا ہے کہ سر نہیں ملنا چاہتے ابھی کسی سے مگر وہ بات مان ہی نہیں.

وہ آپ سے ملنے پر بضد ہیں."

احمد صاحب نے اِن دونوں کے درمیان خود کو پستا محسوس کیا تھا.

" تو ٹھیک ہے بیٹھے رہنے دیں. اور آپ میٹنگ کی تیاری کریں."

صدام اپنی کرسی سے اُٹھتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا.

جب کوریڈور سے گزرتے اُس کی نظر فُل یونیفارم میں ملبوس امل پر پڑی تھی. صدام کی

آنکھوں غصے سے مزید لال ہوئی تھیں.

امل بھی اُسے دیکھ چکی تھی. اِس لیے تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھتی اُس کی جانب بڑھی تھی.

مگر صدام اُس کو قریب آتا دیکھ نخوت سے چہرا موڑتا میٹنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

صدام کا یہ انداز دیکھ امل کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی.

اُس نے صدام پر جو الزام لگوایا تھا. اُس کے بعد صدام کے بزنس مخالفین نے مزید مرچ مسالہ لگا کر صدام کے خلاف جو غلط جملے بولے تھے. امل سے اُن کو سننا مشکل ہو گیا تھا. صدام نے ایسی گری ہوئی باتیں اپنے خلاف کیسے سنی ہو نگی. یہ سوچ کر امل کے دل کا درد بڑھ جاتا تھا.

وہ پہلے ہی اپنے کیے پر بہت نادم تھی. لیکن یہ سب اُس سے کسی صورت برداشت نہیں ہوا تھا. اِس لیے اُس نے بنا اپنی ریپوٹیشن کی پرواہ کیے پریس کانفرنس میں صدام کا ہر الزام سے بری الذمہ کرتے سارا الزام اپنے سر لے لیا تھا.

وہ صدام سے ایک بار معافی مانگنا چاہتی تھی. اُسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ جتنی بھی بُری سہی مگر اُس نے صدام کو زہر نہیں دی. وہ اُسے مار کیسے سکتی تھی. اگر اُسے مروا دیتی تو خود کیسے جی پاتی. امل کو یہ بات اُس وقت سمجھ آئی تھی. جب سب کچھ اُس کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا.

صدام تین گھنٹے بعد میٹنگ کر کے باہر نکلا تھا. جب اُس کی نظر ہال میں صوفے پر بیٹھی امل پر پڑی تھی. صدام کے قدم ایک پل کے لیے ساکت ہوئے تھے.

امل پچھلے تین گھنٹوں سے اِسی طرح اُس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی. صدام اِس لڑکی کے معاملے میں اب اپنا دل نرم بالکل بھی نہیں کرنا چاہتا تھا.

مگر بہت کوشش کے باوجود وہ خود کو اِس حد تک کھٹور نہیں کر پایا تھا. فل یونیفارم میں وہ کچھ تھکی تھکی سی لگی تھی. اُس کا اُداس حُسن آج پہلے سے بھی زیادہ غضب ڈھا رہا تھا.

" اِن محترمہ کو میرے آفس بھیجو. "

اپنے پی اے کو اشارہ کرتے صدام آفس کی جانب بڑھ گیا تھا.

کچھ ہی دیر بعد امل اپنے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو بے دردی مروڑتی اندر داخل ہوئی تھی. اِس قدر گھبراہٹ اور خوفزدہ وہ کبھی نہیں ہوئی تھی. جتنا اِس وقت صدام سے بات کرنے کے احساس نے اُس کا دل مُٹھی میں جکڑ رکھا تھا. اُسے ڈر تھا کہیں صدام اُس سے رشتہ ختم کرنے کا فیصلہ نہ کر چکا ہو. کہیں اُسے طلاق نہ دے دے. یہی ڈر اُسے اتنے دنوں سے روکے ہوئے تھا.

اندر داخل ہوتے امل کی نظر سامنے کی جانب اُٹھی تھی. جہاں صدام کرسی کی بیک سائیڈ اُس کی جانب موڑے اُس کی شکل دیکھنے کا روادار بھی نہیں لگ رہا تھا.

ہمیشہ جس شخص کی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آباد دیکھا تھا. اُس کی آج اِس قدر

بے رُخی امل کے لیے بہت اذیت ناک تھا.

اُس کے سارے بڑے بڑے دعوے مٹی میں مل چکے تھے.

اِسی لیے اسلام میں غصہ حرام قرار دیا ہے. کیونکہ اِس کی ذد میں آکر انسان دوسروں کا نقصان تو

کرتا ہی ہے. ساتھ میں اُس کے اپنے ہاتھ پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں بچتا. اگر انسان بدلے کی

آگ میں خود کو اور دوسروں کا جلانے کے بجائے درگزر سے کام لے. اور اپنا معاملہ اپنے رب پر

چھوڑ دے. جو سب سے بڑا منصف ہے. تو انسان دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی بربادی سے

بچ سکتا ہے.

" بولو کیوں آئی ہو یہاں."

صدام کا سرد سنسناتا لہجہ امل کے قدم کمرے کے درمیان میں ہی روک گیا تھا.

امل کے آنسوؤں کا گولہ اُس کے حلق میں پھنستا اُس کے لیے بولنا دشوار کر گیا تھا.

صدام امل کی جانب دیکھ کر نرم بالکل بھی نہیں پڑنا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے اپنا چہرا ہی موڑ لیا تھا. مگر اُس کا دل بے ایمانی کرتا ابھی بھی اِس سنگدل اور دھوکے باز لڑکی کی طرف ہمک رہا تھا.

کمرے میں پن ڈراپ سائلنس تھی. صرف دونوں کی سانسوں کا شور سنائی دے رہا تھا.

" مجھے معافی مانگنی ہے اپنی ہر غلطی کی. میں جانتی ہوں...."

امل نے بہت مشکل سے ہمت جمع کرتے بولنا شروع کیا تھا. جب صدام اُس بات آدھے میں ہی کاٹ گیا تھا.

" تمہیں معافی چاہیئے. میں نے کر دیا معاف. اب جا سکتی ہو تم یہاں سے."

صدام کے اِس قدر روڈ انداز پر امل نے بھیگی پلکیں اُٹھا کر کرسی کی بیک کو گھورا تھا. جو شخص اُس کی محبت کا دعوے دار تھا. آج اُس کی چند منٹ کی موجودگی بھی اُس پر گراں گزر رہی تھی.

اور یہ سب ہو رہا تھا صرف اُس کی اپنی وجہ سے.

" پلیز ایک بار میری بات سن لیں."

امل اتنی جلدی اپنی محبت نہیں ہارنا چاہتی تھی.

" میں نے کہا تم جا سکتی ہو. مجھے تمہاری مزید کسی بھی سازش کا حصہ بننے کی کوئی خواہش نہیں ہے. "

صدام کے برہمی سے کہنے پر اب امل کو بھی غصہ آ گیا تھا. یہ شخص اُس کی کوئی بھی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا. معاف نہ کرتا مگر بات تو کر لیتا نا.

زیادہ جو بات امل کا دل دکھا رہی تھی وہ تھا صدام کا ایک بار بھی مڑ کر اُسے نہ دیکھنا.

" ٹھیک ہے جب تک آپ میری بات نہیں سنیں گے. میں یہاں سے نہیں جاؤں گی. چاہے

آپ مجھے دھکے دے کر نکال دیں."

امل کے ضدی لہجے پر صدام کا ضبط جواب دے گیا تھا. یہ لڑکی کی جان لے کر ٹلنے والی تھی.

صدام جھٹکے سے اپنی کرسی سے اُٹھا تھا.

" اوکے فائن مت جاؤ تم یہاں سے. میں ہی چلا جاتا ہوں."

صدام غصے اور ضبط سے سُرخ ہوتی آنکھوں سے اُسے گھورتا دروازے کی جانب بڑھا تھا. جب

راستے میں ہی امل نے اُس کا بازو پکڑ کر سامنے آتے صدام کو وہیں روک دیا تھا.

" میں آپ کو بھی بات کیے بغیر نہیں جانے دوں گی. آپ کو ایک بار میری بات سننی ہی ہو گی. "

امل صدام کے بالکل آگے کھڑی اُس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ جمائے روکنے کی کوشش کرتی بھیگی آنکھوں اور ملتجی لہجے میں بولتی صدام کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی.

صدام نا چاہتے ہوئے بھی امل کی جانب دیکھنے کی غلطی کر چکا تھا. اُس کا آنسوؤں سے تر چہرا صدام کا دل بے چین کر گیا تھا. اِس سنگدل اور ظالم لڑکی کی اتنی سازشوں کے بارے میں جاننے کے بعد بھی صدام کی محبت میں کمی نہیں آ سکی تھی. جو اُس کی امل سے سچی اور مُخلص محبت کا ثبوت تھا.

صدام نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہاتھ بڑھا کر امل کا ایک ایک آنسو اپنی پوروں پر چنتے اُس کا بھیگا چہرا صاف کیا تھا. امل سانس روکے ساکت کھڑی صدام کا اچانک یہ مہربان ہوتا رُوپ دیکھ رہی تھی. یہ لمس اُس کے زخمی دل کے لیے مرہم سے بڑھ کر تھا.

مگر صدام کی آنکھوں اور چہرے کے سرد و سپاٹ تاثرات اُس کی کی گئی اِس مہربانی کے بالکل برعکس تھے.

صدام نے امل کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُسے اپنے قریب کیا تھا. امل بنا کوئی مزاحمت کیے خاموشی سے اُس کے حصار میں جکڑی کھڑی رہی تھی.

" تم کیا کہنا چاہتی ہو یہی نا. کہ تم بہت شرمندہ ہو اپنے کیے پر. اور تمہیں معافی چاہیئے. تمہیں معافی چاہیئے مجھ پر حملہ کرنے کے لیے, میرے بزنس کی ساکھ کو تباہ کرنے کے لیے, رُوپ

بدل کر میری سیکرٹری بن کر میری زندگی میں داخل ہو کر. میرے جذبات سے کھیلنے کے لیے.
میری محبت کا مذاق اُڑانے کے لیے, میرا دل توڑنے کے لیے, میرے گھر کے کسی فرد کو اپنی سازش میں شامل کرنے کے لیے, میری ماں کے بارے میں جھوٹی خبر پھیلا کر میرے احساسات کا استعمال کرنے کے لیے. یا پوری دنیا کے سامنے مجھے بدنام کر کے میر امذاق اُڑانے کے لیے.

اِنہیں سب باتوں کی معافی مانگنا چاہتی ہو. یا اِس کے علاوہ بھی کوئی سازش کی ہے تم نے جو مجھے نہیں معلوم. میں نہیں جانتا اچانک ایسا کیا ہوا ہے. جو تمہاری شدید ترین نفرت ندامت میں بدل گئی ہے. مگر جو بھی ہے. میں نے تمہیں سے سچے دل سے چاہا ہے. بہت محبت کی ہے تم سے. اُسی کی وجہ سے میں تمہاری ہر غلطی معاف کرتا ہوں. مگر تم پر دوبارہ اعتبار کرنا میرے بس میں نہیں ہے اب."

امل جو صدام کے بے تاثر چہرے پر اپنی دیوانہ وار نظریں گاڑھے اُس کا ایک ایک لفظ بہت غور سے سن رہی تھی. صدام کے آخری الفاظ اُس کا دل بُری طرح مسل گئے تھے.

صدام نے امل کے دوبارہ بہہ جانے والے آنسو صاف کرتے اُس کا چہرا آزاد کر دیا تھا. اور اُسے نرمی سے سائیڈ پر کرتے وہاں سے نکل گیا تھا.

یہ سب کرنا صدام کے لیے کس قدر مشکل تھا. یہ وہی جانتا تھا. مگر اُس کی خودداری اُس کے سچے جذبوں کے مزید بے وقعت نہ ہونے کے لیے بہت ضروری تھا.

اپنے دل کی آواز کو بُری طرح دباتے وہ وہاں سے نکل گیا تھا.

امل صدام کی چوڑی پشت کو دھندلی آنکھوں سے دیکھتی خالی ہاتھ وہیں کھڑی رہ گئی تھی. صدام جعفر نے بہت ہی نرمی سے بنا اُس کی کوئی تضحیک کیے اُسے اُس کی بھیانک حقیقت سے آگاہ کرتے اب اپنی زندگی میں اُس کی حیثیت بھی اچھے سے سمجھادی تھی.

اپنے آنسو بے دردی سے رگڑتے آفس سے نکلتے امل کو لگا تھا. وہ صدام کے آفس سے نہیں بلکہ اُس کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" پاگل ہوگئی ہے کیا یہ لڑکی. اُس گھٹیا شخص کی محبت نے عقل سے اندھا کردیا ہے اِسے. "

ہمایوں نے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ سامنے ایل ای ڈی میں نظر آتے امل کے چہرے پر پھینکتے سکرین چکنا چور کر دی تھی.

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا. ابھی جا کر اپنے ہاتھوں سے اپنی بے وقوف بہن کا گلا دبا دے.

" کیا یہ اِسی لیے پولیس آفیسر بنی تھی. کہ آخر میں جا کر اپنے دشمنوں کے آگے گھٹنے ٹیک دے.

اتنے سالوں سے میں کتنی محنت کر کے اِس کے سامنے صدام جعفر کے خلاف ثبوت رکھتا آیا ہوں. اور اب ایک بار اُس کے بے قصور ہونے کا ثبوت سامنے آتے ہی یہ سب کچھ بھول چکی ہے."

ہمایوں کا غصے سے دماغ خراب ہو چکا تھا. جس بہن پر کچھ دن پہلے وہ بے پناہ فخر کر رہا تھا. آج اُسی کو ختم کرنے کو دل چاہ رہا تھا.

" سراب آگے کا کیا پلان ہے پھر. یزدان کی بیوی کو اُس کے خلاف کیسے ٹریپ کرنا ہے. صدام جعفر کا کیا کرنا ہے اب."

ہمایوں کا خاص آدمی امتیاز اُس کے آگے سر جھکائے بولا تھا.

جس کے جواب میں ہمایوں نے ایک زوردار قہقہ لگایا تھا.

" مزا تو اب آئے گا. جب اِن دونوں رئیس زادوں کو میں اِن کی بیویوں کے ہاتھوں مرواؤں گا. یزدان کی بیوی کو ایک کام سونپا ہے میں نے. اگر اُس پر کھری اُتری تو اِس کا مطلب ہو گا کہ وہ ہمارے کھیل میں پھنس چکی ہے. لیکن اُس نے اگر ابھی کوئی گڑبڑ کی تو میں اُسے ویسے ہی نہیں چھوڑوں گا. اور رہی میری بہن کی بات تو اُس کی عقل واپس ٹھکانے پر کیسے لگانی ہے یہ تو میں بہت اچھی طرح سوچ چکا ہوں."

ہمایوں کرسی پر جھولتا آنے والے وقت کا سوچ کر مسکرایا تھا. اتنے سالوں کی اُس کی نفرت اب اپنے انجام کو پہنچنے والی تھی.

اُس دن پولیس کے سائرن سے بھاگ کر فرار ہوتے فائرنگ کی آواز پر اُس نے پلٹ کر دیکھا تھا. جو گولی سویرا کے جسم کو لہولہان کر کے اُسے بے جان کر گئی تھی. وہ یزدان یا صدام کی بندوق سے نہیں چلی تھی. بلکہ وہ گولی ہمایوں کے ساتھی نے ہی چلائی تھی. سویرا ہمایوں کی ساری سچائی جان گئی تھی. وہ لوگ ہمایوں کی وجہ سے اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے تھے. اُن کا ارادہ سویرا کے بعد عائشہ, یزدان اور صدام کو بھی مارنے کا تھا. مگر وہاں فوری پہنچتی پولیس نے اُنہیں ایسا نہیں کرنے دیا تھا.

ہمایوں یہ اچھی طرح دیکھ چکا تھا کہ سویرا کا قاتل اُس کا اپنا ساتھی ہے. ہمایوں جس گاڑی میں بیٹھا تھا. اُس میں پہلے بم اٹیچ کیا گیا تھا. جس کے بارے میں ہمایوں اچھے سے جانتا تھا. اُس نے بم

بلاسٹ ہونے سے پانچ منٹ پہلے گاڑی سے باہر چھلانگ لگادی تھی. دنیا کی نظر میں اُس کی موت ہو چکی تھی. مگر حقیقت میں وہ زندہ تھا. ماربل پر چھلانگ لگانے کی وجہ سے ہمایوں کو شدید چوٹیں آئی تھیں. جس کی وجہ سے وہ دو سال کومہ میں رہا تھا.

اور کومہ سے باہر آتے ہی اُس نے یزدان کو مارنے کی سازش رچائی تھی. جس میں وہ یزدان کو مارنے میں تو کامیاب نہیں ہو سکا تھا. مگر اُس کے بہت قیمتی رشتے اُس سے چھین لیے تھے.

یزدان کی حالت بھی اُس کو بے پناہ خوشی دے گئی تھی. وہ ایسا ہی کوئی مزا صدام کو چکھانا چاہتا تھا. جب اُسے امل کے بارے میں خبر ملی تھی. کہ امل بھی ایسا ہی کچھ چاہتی ہے. وہ صدام کا قصہ امل پر ہی چھوڑتا. اپنے گروہ کے کسی کام کے لیے ملک سے باہر چلا گیا تھا.

واپس آکر امل کی کارکردگی دیکھ وہ بہت خوش ہوا تھا. مگر اب امل کو اپنے ہی دشمن کی محبت میں گرفتار دیکھ وہ امل پر بُری طرح بھڑک چکا تھا. گزرے سالوں میں وہ اپنے گروہ کے لیڈروں میں شامل ہو چکا تھا. اب قتل و غارت, اغوا, کڈنیپنگ, انسانوں کی سمگلنگ اُس کے لیے اب معمول کے کام بن چکے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل مغرب کی نماز پڑھ کر بیڈ پر لیٹی ہی تھی. جب موبائل پر نائمہ بیگم کی کال آتی دیکھ وہ حیران ہوتی اُٹھ بیٹھی تھی.

" یہ کیوں کال کر رہی ہیں مجھے. اِس کا مطلب صدام نے سب کو میری اصلیت بتادی ہے. "

امل کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا.

کال ریسیو کرتے اُس نے نائمہ بیگم کو سلام دیتے حال احوال پوچھا تھا.

" جی آنٹی للہ کا شکر ہے میں بالکل ٹھیک. "

نائمہ بیگم کے لہجے میں پہلے جیسی نرمی اور محبت دیکھ امل نے اپنا رُکا سانس خارج کیا تھا. صدام یہاں پر بھی اُس کی عزت رکھ گیا تھا. اُس کے اتنا بُرا کرنے کے باوجود صدام نے اُس کا مقام اپنے گھر والوں کی نظروں میں گرنے نہیں دیا تھا. جو بات امل کے دل میں صدام کا مقام مزید اُونچا کر گئی تھی.

جب انتقام اور بدگمانی کی پٹی امل کی آنکھوں سے ہٹی تھی. تو اُسے صدام کی تمام خوبیوں کو جان کر صدام کے لیے اُس کی محبت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا. وہ اب کسی قیمت پر صدام کو خود سے جدا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی.

" بیٹا مجھے آپ کو حمنہ کی شادی میں انوائٹ کرنے کے لیے کال کی تھی. میری خواہش ہے اِس شادی میں آپ گھر کی باقی بہوؤں کی طرح ہی شرکت کرو. کیا آپ میری یہ خواہش پوری کرو گی."

نائمہ بیگم صدام کے بہت چھپانے کے باوجود اُس کی اُداسی نوٹ کر چکی تھیں. اپنی رسور سز سے وہ اتنا تو پتا لگوا چکی تھیں. کہ اِس اُداسی کی وجہ امل سے جُڑی تھی. اِس لیے وہ امل کو اِس شادی میں لا کر اپنے بیٹے کی مسکراہٹ واپس لانا چاہتی تھیں.

" آنٹی آپ کی خواہش سر آنکھوں پر. مگر مجھے اِن......."

امل جانتی تھی یہ انویٹیشن صدام کے گھر والوں کی طرف سے تھا. جس میں صدام کی کوئی مرضی شامل نہیں ہو گی. اور شادی میں اُس کے سامنے آکر وہ اُس کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی.

یہ لوگ جو اتنی محبت سے اُسے بلا رہے تھے. اگر اُس کی حقیقت اِن کے سامنے آجاتی تو اُنہوں نے خود اُسے دھکے دے کر گھر سے باہر نکالنا تھا. اِس لیے امل ایسی کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہتی تھی.

مگر اُس کے انکار کی پوری وجہ سنے بغیر ہی نائمہ بیگم اُسے ٹوک گئی تھیں.

" پہلی بات میں آپ کی آنٹی نہیں صدام کی طرح آپ کی بھی ماما ہوں. اور جب مائیں کوئی کام کہیں تو اچھی بیٹاں اُسے انکار نہیں کرتیں. میں انتظار کروں گی آپ کا. "

نائمہ بیگم بہت ہی نرم لہجے میں بولتیں امل کو محبت کی مار مارتیں بے بس کر گئی تھیں. امل نے کچھ بولنا چاہا تھا. مگر اُس کی سننے سے پہلے ہی نائمہ بیگم خدا حافظ کہتیں فون رکھ گئی تھیں.

" اب صدام جعفر سے اُس کے گھر والوں کے سامنے ذلیل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ. اُف وہاں تو یزدان بھائی بھی ہونگے. اُن کو تو ویسے ہی میں بہت بُری لگتی ہوں. "

امل اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت پچھلے دو دن سے عجیب سی کشمکش کا شکار تھی. اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا. کیا کرے.

یزدان کو بتادے یا نہیں. یزدان کے غصے کا خیال آتے حُرمت فوراً ارادہ بدل لیتی تھی.

جس نے اُس کی بات سننی بعد میں تھی. اور اُس ارسلان نامی شخص کا خاتمہ پہلے کرنا تھا.

ارسلان نے حُرمت کو گھر کے اُوپر یزدان کے بنے آفس میں سے اُس کی ایک بہت امپورٹنٹ

فائل نکالنے کے لیے کہا تھا.

حُرمت ابھی اِسی بارے میں سوچ رہی تھی. جب نیچے سے یزدان کی اُونچی اُونچی آتی آواز سن کر

وہ اپنی جگہ سہم گئی تھی.

" کہیں اِس جلاد کو کچھ پتا تو نہیں چل گیا. حُرمت بیٹا اب خیر نہیں تمہاری."

حُرمت دل ہی دل میں دعاؤں کا ورد کرتی نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی.

نیچے کا منظر دیکھ حُرمت کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں. سب گھر والے ڈرائنگ روم میں موجود تھے.

یزدان بُری طرح دھاڑتا نجانے کیا کیا بولی جا رہا تھا.

اُسامہ اور شہلا بیگم سر جھکائے کھڑے شرمندگی اتھاگہرائیوں میں پہنچے ہوئے. یزدان کے غصے کو دیکھ کر لگ رہا تھا. اب اُن کی خیر نہیں ہے.

" مجھے شرم آرہی ہے یہ کہتے ہوئے کہ میرا آپ دونوں سے کوئی رشتہ ہے. آپ لوگ صرف پرسنل گرجز کی وجہ سے اِس حد تک گرجائیں گے. کہ یہ بھول جائیں ہم صرف ایک گھر میں نہیں رہتے بلکہ خونی رشتہ بھی ہم میں. "

یزدان کی صحت کے لیے غصہ کرنا بالکل ٹھیک نہیں تھا. مگر اِس وقت اپنے قریبی رشتوں کا اُن کے دشمن سے مل کر اتنا گھٹیا پلیننگ کرنا یزدان کا پارہ چڑھا گیا تھا.

" یزدان کول ڈاؤن آخر ہوا کیا ہے. "

حسن رحمانی جو دو دن کے لیے اپنے آبائی گاؤں گئے ہوئے تھے اور آج ہی لوٹے تھے. یزدان کا یہ غصہ کرنا اُنہیں پریشان کر گیا تھا. ڈاکٹرز کے مطاق یزدان کے سر پر لگی چوٹ ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی تھی. اُس کا زیادہ غصہ کرنا بہت نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا.

" کیا ہوا ہے. پچھلے دو سال سے میرے کھانے میں ایسی ڈوز شامل کی جا رہی تھیں. جس سے

میں دماغی طور پر کبھی صحت یاب نہ ہو سکوں. اور مزید اپنے حواس کھو دوں.

اُس دن صدام کو ہمارے دشمنوں کے کہنے پر کال کر کے بڑی ماما کے سیڑھیوں سے گرنے کی نیوز

دے کر جان بوجھ کر ایک پلان کے تحت گھر بلایا.

یہ سب کس نے کیا ہے. اِن دونوں نے. "

یزدان کی بات پر جہاں مصنوعی ندامت کے احساس سے اُن دونوں کی نظریں جھکی تھیں. وہیں

باقی سب بھی شاک ہوئے یہ سب دیکھ رہے تھے.

" یزدان بیٹا ایک بار میری...."

شہلا بیگم نے ایک نظر اپنے شوہر پر ڈالی تھی. جو افسوس بھری نظروں سے اپنے خاندان کے لیے اپنی بیوی اور بیٹے کی نفرت دیکھ رہے تھے. اُنہیں تو شروع سے یہی لگتا آیا تھا. کہ شہلا بیگم کو اُن کے گھر والے پسند نہیں. اِس وجہ سے وہ ہمیشہ اِن سب سے دور رہتی تھیں. مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اُن کی بیوی اُن کے پیاروں کی بربادی کا سبب بنیں گی.

" ڈونٹ ڈیئر ٹو کال می بیٹا. صرف فیصل چچا کا لحاظ کر رہا ہوں. ورنہ اب تک تم دونوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا چکا ہوتا."

یزدان شہلا بیگم کی بات بیچ میں ہی کاٹتے غصے سے دھاڑا تھا. اپنے قریبی لوگوں کا ایسا روپ اُس کا دماغ آؤٹ آف کنٹرول کر گئیے تھے.

اُسے شک تو پہلے سے تھا. مگر آج جب امل نے اُسے فون کر کے بتایا کہ صدام تو اُس کی بات سننے کو تیار نہیں ہے. اُن کے گھر والوں میں جس نے صدام کو جھوٹی خبر دے کر بلوانے کی کوشش کی وہ کوئی اور نہیں شہلا بیگم تھیں.

یزدان بنا تصدیق کے کوئی قدم نہیں اُٹھانا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے شک کی بنیاد پر شہلا کا سارا کال ریکارڈ نکلوالیا تھا. تو جو اصلیت اُس کے سامنے آئی تھی. اُس نے یزدان کا خون کھولا کر رکھ دیا تھا. شہلا بیگم کے ساتھ ساتھ باسط بھی پورا پورا شریک تھا. جس کا ریزن تھا. گھر میں صدام اور یزدان کو زیادہ ملنے والی اہمیت. حسد کی آگ انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا جاتی ہے یہ بات آج شہلا بیگم اور اُسامہ کے ندامت بھرے انداز دیکھ کر سمجھ آرہی تھی.

" میری طرف سے مکمل اجازت ہے تمہیں یزدان. اِن کے ساتھ جو مرضی سلوک کرنا چاہتے ہو کرلو. اِس عورت کی غلطیوں پر پردہ ڈالتے ڈالتے اب میرا صبر جواب دے چکا ہے. "

فیصل صاحب ندامت بھرے لہجے میں یزدان کو مخاطب کرتے وہاں سے نکل گئے تھے.

یزدان کا غصہ اِس وقت آسمانوں کو چھو رہا تھا. صدام بھی وہاں آچکا تھا. اور اتنی بڑی خبر سن کر وہ بُری طرح شاک میں آچکا تھا. امل سے کیا گلِا کرتا جب اُس کے گھر کے اپنے لوگ ہی اُس کے خلاف تھے.

آج اتنے سالوں بعد سب یزدان کا یہ غصے سے بھرا غضبناک رُوپ دیکھ رہے تھے.

" نانو آپ روئیں مت پلیز. "

جہاں آرا بیگم کو روتے دیکھ حُرمت اُن کے قریب آتے بولی.

حُرمت خود اپنی جگہ سہم چکی تھی. اُس نے یزدان کا غصہ دیکھا تو تھا. مگر آج یہ کونسا رُوپ تھا.

" میرے اِن دونوں بچوں نے آج تک کبھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا. تو سب لوگ اِن کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہیں. پہلے ہی میرے یزدان نے بہت تکلیفیں برداشت کی ہیں. ہم سب جب اُس کے ٹھیک ہونے کی دعائیں کر رہے تھے. میری ہی بہو میرے بچے کو مارنے کی کوششیں کر رہی تھی. میرا بچہ پہلے اپنوں کی جدائی کی وجہ سے اندر سے ٹوٹا ہوا ہے. اب اپنوں کے ایسے دھوکے پر یہ مزید بکھر جائے گا."

جہاں آرا بیگم کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو بہتے حُرمت کا دل بھی دکھی کر گیا تھا. ہمیشہ اُس کے سامنے اتنا مضبوط دکھنے والا مسکرانے والا اندر سے اتنی تکلیف کے زیرِ اثر تھا.

حُرمت نے تاسف بھری نظروں سے اُسامہ اور شہلا بیگم کی جانب دیکھا تھا. جن پر ابھی بھی اپنی غلطی کا کوئی خاص اثر نہیں لگ رہا تھا.

باسط ابھی بھی یزدان کے دبو بدو بولتا اُس کے غصے کو مزید ہوا دے رہا تھا. وہ سب جان چکے تھے.

کہ یزدان کا غصہ کرنا اُس کے لیے بہت خطرناک تھا.

" صدام بھائی آپ روکیں نا یزدان کو."

حُرمت صدام کے پاس آتے بولی جو خود بھی یزدان کا غصہ دیکھ کافی پریشان لگ رہا تھا.

" یزدان کو اِس وقت میرا روکنا مزید غصہ دلا جائے گا. اور اُس کا اِس وقت مزید غصہ کرنا اُس کی

ذہنی کنڈیشن کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہو گا."

صدام کو خود سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے.

جب اُسامہ کی بکواس برداشت نہ کر پاتے یزدان نے ایک زوردار مکہ اُس کے منہ پر مارتے اُس کا

جبڑا ہلا کر رکھ دیا تھا.

" یزدان یہ کیا کر رہے ہو. چھوڑو اُسے. "

صدام اور باسط بھاگ کر یزدان کو روکنے کے لیے آگے بڑھے تھے. مگر یزدان تو بھپڑا ہوا شیر بنا اُن کے قابو میں ہی نہیں آ رہا تھا.

جب نجانے حُرمت کو کیا ہوا تھا. کہ اِس صورتحال پر جہاں سب خواتین پیچھے ہٹ چکی تھیں. یزدان کو سنبھالنے کے لیے وہ آگے بڑھی تھی.

" یزدان یہ کیا طریقہ ہے کسی بھی پرابلم کو ڈیل کرنے کا. چھوڑیں اُسے. "

حُرمت یزدان کو روکنے کے لیے آگے آئی تھی. جب یزدان باسط کی جانب لپکتا حُرمت کو دیکھ نہیں پایا تھا. اور اُس کا بازو لگنے سے حُرمت اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی تھی. اور لڑکھڑا کر پاس رکھے ٹیبل پر جا گری تھی.

حُرمت کی چیخ پر سب لوگوں کے ساتھ یزدان بھی جیسے ہوش میں آتا بھاگ کر حُرمت کی جانب بڑھا تھا.

" حُرمت تم ٹھیک ہو. تم پاگل ہو گئی ہو. بیچ میں کیوں آئی. "

حرمت کا بازو تھام کر اُسے اپنے سامنے کرتے یزدان بے تابی اور فکر مندی سے زرا تیز لہجے میں بولا.

حُرمت کا لال ماتھا دیکھ یزدان کو خود پر شدید غصہ آیا تھا. وہ غصے میں یا کسی بھی کنڈیشن میں حُرمت کو نقصان کیسے پہنچا سکتا تھا.

باسط اُسامہ کا بازو تھام کر وہاں لے گیا تھا.

" میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے. "

یزدان جو حُرمت کو بالکل ٹھیک دیکھ واپس باسط کی عقل ٹھکانے لگانے کے لیے مڑا تھا.

حُرمت کمزور سی آواز میں کہتی اُس کا بازو پکڑ کر روک گئی تھی. جس پر یزدان بھی حُرمت کی زرد پڑتی رنگت دیکھ پریشان ہوا تھا. مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا. کہ یہ رنگت گرنے کی وجہ سے نہیں اُس کے ڈر کی وجہ سے ہوا ہے.

" صدام ڈاکٹر کو کال کرو جلدی سے."

یزدان حُرمت کو لے کر روم کی جانب بڑھتے صدام کو بولا تھا.

سب لوگ حُرمت کے اِس عمل پر محبت اور تشکر بھری نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے.

حُرمت جس کے گرد یزدان نے اپنے بازو کا حصار بنا کر اُسے سہارا دیا ہوا تھا. اُس نے ڈرائنگ روم سے نکلتے باقی گھر والوں کو دیکھ کر ہاتھ سے وکٹری کا سائن بنایا تھا.

جس پر صدام سمیت باقی سب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" ایک اچھی بیوی ہی جانتی ہے. کب کہاں اُس کے شوہر کو اُس کی ضرورت ہے. آج پہلی بار حُرمت کی آنکھوں میں میں نے واضح فکر اور محبت دیکھی ہے یزدان کے لیے. حُرمت اب میرے یزدان کو کچھ نہیں ہونے دے گی."

جہاں آرا بیگم اُن دونوں کو ایک ساتھ جاتا دیکھ مسکرائی تھیں.

" کال کرنی ہے ڈاکٹر کو. "

صدام نے عائشہ کی جانب دیکھ کر شرارتی لہجے میں پوچھا تھا.

" ہاہاہاہاوہ دونوں ایک دوسرے کا علاج اچھے سے کرلیں گے."

عائشہ نے بھی جواباً قہقہہ لگاتے صدام کو منع کیا تھا.

" فیصل کو بلاؤ جعفر. میں اب اُس کی بیوی بچوں کو مزید یہاں برداشت نہیں کر سکتی. یہ اُسی کی غلطی ہے تو بھگتے گا بھی اب وہی. میں نہیں چاہتی وہ عورت یہاں رہ کر مزید میرے بچوں کی زندگیوں میں آگ لگائے. بہت مشکل سے خوشیاں اِن کے حصے میں آئی ہیں. جن کو میں ایسے لوگوں کی بُری نظر نہیں لگنے دوں گی. فیصل کا اِس گھر اور جائیداد سے جو حصہ بھی بنتا ہے. وہ اُس کے حوالے کرو."

جہاں آرا بیگم مضبوط لہجے میں بولتیں اُن سب کو ساکت کر گئی تھیں. وہ شروع سے ہی بہت مضبوط خاتون تھیں. مگر اُن سے اِس قدر سخت فیصلے کی اُمید کسی کو نہیں تھی.

" جہاں آرا ایک بار اور سوچ لو. یہ فیصلے جذبات میں آکر کرنے کے نہیں ہوتے."

حسن رحمانی نے اُنہیں صلاح دینا مناسب سمجھا تھا.

" میں بہت اچھے سے سوچ چکی ہوں حسن. بلکہ اِس بات پر پچھتا رہی ہوں کہ یہ فیصلہ مجھے بہت پہلے کر دینا چاہیئے تھا. "

جہاں آرا بیگم نے دو ٹوک جواب دے کر سب کو خاموش کروا دیا تھا.

بہت سال پہلے اُن کے بہت منع کرنے کے باوجود فیصل گیلانی نے شہلا بیگم سے شادی کر لی تھی. جہاں آرا بیگم جیسی جہاندیدہ خاتون کچھ دنوں میں ہی شہلا بیگم کو پہچان گئی تھیں. کہ وہ گھر بنانے والی عورت نہیں تھی. اُنہوں نے کبھی بھی اولاد کی خوشی کے آگے اپنے فیصلے نہیں تھوپے تھے. مگر یہاں اُنہیں اپنے بیٹے کی خوشی بالکل بھی نہیں لگ رہی تھی.

لیکن اکثر اولاد اپنے والدین کے کیے گئے اپنے حق میں بہتر فیصلوں کو ضد میں آکر خود پر اُن کی مرضی تھوپنے کے مترادف سمجھتے اُن کی نافرمانی کر جاتے ہیں. اور یہی نافرمانی اُن کی پوری زندگی کا پچھتاوا بن جاتی ہے. جیسے اب فیصل گیلانی کے ساتھ ہو رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا بہت درد ہو رہا ہے تمہیں. بیٹھو یہاں. بیچ میں آنے کی ضرورت کیا تھی. اگر زیادہ چوٹ لگ جاتی تو."

یزدان حُرمت کو بیڈ پر بیٹھاتا اپنے غصے پر قابو پاتے کوشش کے باوجود اپنی آواز آہستہ نہیں کر پایا تھا.

" تو کیا آپ وہ جلاد بنا کسی کا بھی قتل کرتا خاموشی سے دیکھتی رہتی. "

حُرمت کی زبان سے بے ساختہ جلاد لفظ پھسل چکا تھا.

" واٹ تم نے مجھے جلاد بولا. "

یزدان جس کے غصے سے سامنے والا جانپ جاتا تھا. حُرمت اُس کو بہت بُری طرح چھیڑ گئی تھی.

" نہیں. میں نے کہا نہیں بس منہ سے نکل گیا. اور آپ پلیز مجھ پر چلائیں نہیں. میرے سر میں درد ہو رہا ہے. "

حُرمت بیڈ پر بیٹھی اپنے سامنے چکر کاٹتے یزدان کو دیکھ منمنائی. جس پر یزدان نے قریب آتے اُسے غصے سے گھورا تھا.

" ایسے کیا دیکھ رہیں ہیں. "

ریڈ کلر کے جیکوارڈ کے شارٹ فراک کے ساتھ سفید کیپری پہنے لمبے بالوں کی کھجوری چٹیا کیے حُرمت مسلسل یزدان کا غصہ کم کرنے کے لیے الٹی سیدھی باتیں کر کے اُسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی. اُس کا ریڈ دوپٹہ آج پہلی بار یزدان کے سامنے سر پر ہونے کے بجائے بے دھیانی میں کندھے پر جھول رہا تھا.

لیکن یزدان کے پر تپیش گہری نظروں پر اب اُس کی ساری بہادری صفر ہو چکی تھی.

" تم نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی نا. "

یزدان سرد تاثرات چہرے پر سجائے غصے سے بولا تھا. حُرمت کو لگا تھا. وہ اُس کا غصہ کم کرنے کے بجائے مزید بڑھا چکی ہے.

" ہاں جان بوجھ کر کیا. کیونکہ میں وہاں کوئی توڑ پھوڑ نہیں چاہتی تھی. "

یزدان نے ہمیشہ اُس سے نرم لہجے میں بات کی تھی. آج حُرمت کو یزدان کا یہ تفتیشی انداز بہت بُرا لگا تھا. وہ یزدان کے مقابل آتی سینے پر ہاتھ باندھتے بولی.

یزدان جو اُس سے کچھ اور سننے کا خواہش مند تھا. اُس کی بات سن کر پھیکا سا مسکراتا بیڈ کی دوسری جانب بڑھ گیا تھا.

یہ لڑکی اُس سے محبت کرتی ہی کیسے. اُس نے اِسے دیا ہی کیا تھا. اُس کی مرضی کے خلاف زبردستی اپنے ساتھ باندھ کر رکھا ہوا تھا. اُسے ایک بار بھی اپنی بے پناہ محبت کا یقین نہیں دلایا

تھا. اور سب سے بڑی بات دوسری عورت کو بھی اُس کے اُوپر تھوپ دیا تھا. تو وہ کیسے کرتی اُس سے محبت.

یزدان کو کسی بھی چیز میں حُرمت کا کوئی قصور نظر نہیں آیا تھا.

اُس کا دماغ اِس وقت پھٹنے کو تیار تھا. درد کی ایک شدید لہر یزدان کے سر میں اُٹھی تھی.

حُرمت جو یزدان کو ہی دیکھ رہی تھی. اُس کو ایک ہاتھ سے اپنا سر پکڑتا دیکھ وہ پریشان ہوئی تھی.

" تم ہی دوا ہو یزدان بھائی کی. تمہیں دیکھ کو وہ نارمل ہو جاتے ہیں."

حُرمت کے کانوں سے عائشہ کی پہلے کی کہی گئی بات ٹکرائی تھی.

" حُرمت کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہی میرا یزدان خوش رہتا ہے."

جہاں آرا بیگم نے ایک بار حُرمت کا ماتھا چومتے یہ بات کہی تھی.

حُرمت کو یزدان سے بہت ڈر بھی لگ رہا تھا. مگر وہ اُسے ایسے نہیں چھوڑ سکتی تھی. یہ شخص اُس کے دل میں بسنے لگا تھا. اِس کی تکلیف اُسے اپنے دل میں محسوس ہوتی تھی.

" یزدان آپ ٹھیک ہیں."

حُرمت نے دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھے یزدان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا. یزدان حُرمت کے خود سے ایسے قریب آنے پر چونکا تھا.

" ہاں میں ٹھیک ہوں. تم کچھ دیر کے لیے جاؤ یہاں سے."

یزدان کے اندر کا اشتعال کم نہیں ہو رہا تھا بلکہ مزید بڑھتا جا رہا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے غصے یا اشتعال کی وجہ سے حُرمت کو کسی قسم کا نقصان پہنچے.

پہلی بار اپنی اِس جان لیوا بیماری کی وجہ سے اُس نے حُرمت کو خود سے دور بھیجنا چاہا تھا.

لیکن حُرمت کا اگلا عمل یزدان کی سانس روک گیا تھا.

حُرمت یزدان کے سامنے گھٹنوں کے بل کارپٹ پر بیٹھتے اُس کے جھکے سر کے نیچے رکھے ہاتھوں کو ہٹاتی اُس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اُس کے سینے سے جا لگی تھی.

یزدان اِس قدر شاک میں آچکا تھا. کہ اُس نے ہاتھ بڑھا کا حُرمت کو تھاما بھی نہیں تھا. حُرمت کی تیز تیز چلتیں گرم سانسیں یزدان کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں. وہ ابھی تک اُسی پوزیشن میں بیڈ پر بیٹھا تھوڑا سا آگے کو جھکا ہوا تھا.

حُرمت کو گھر کے تقریباً ہر فرد سے سننے کو ملا تھا. کہ یزدان اُس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے. وہی یزدان کو اُس کی دماغی بیماری سے نکال سکتی ہے.

آج حُرمت نے سب کی اُنہی باتوں پر عمل کرتے اپنی نازک سی جان سے اتنا بڑا قدم اُٹھایا تھا.

جانتے بوجھتے کے اِس کے نتائج کچھ بھی ہو سکتے تھے. یزدان کا اچھا یا بُرا دونوں ری ایکشن ہی

حُرمت کی نازک جان مشکل میں ڈال سکتے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام شدید غصے کے عالم میں اپنے روم میں ٹہل رہا تھا. ابھی ابھی اُس کے پوچھنے پر سعود نے

اُسے بتایا تھا. کہ یزدان کو اِس سچائی سے آگاہ کرنے والی امل تھی. اُسی نے یزدان کو شہلا بیگم کا

اُس کے ساتھ ملے ہونے کا بتایا تھا.

صدام نے غصے سے پاگل ہوتے امل کو فون ملایا تھا. کال جاتے ہی دوسری بیل پر پک کر لگی گئی تھی. امل کو صدام کی کال دیکھ بہت حیرت ہوئی تھی. وہ کچھ بولنے ہی والی تھی. جب صدام کی دھاڑ پر امل نے فون کو کان سے تھوڑا دور کیا تھا.

" تم چاہتی کیا ہو. میری بات سمجھ میں نہیں آتی تمہیں. میں نے کہا تھا نا. کہ مجھ سے اور میری فیملی سے دور رہو. مگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی. اب بھی اپنی سازشیں کرنے میں مصروف ہو. تو اِس کا مطلب تمہارا وہ معافی مانگنا بھی ناٹک سمجھوں میں یا تمہاری کوئی نئی چال. "

صدام کی آواز اور بات ممل کے کانوں کے ساتھ ساتھ دل بھی چیر گئی تھی.

اُسے سمجھ نہیں آئی تھی صدام کس بارے میں بات کر رہا تھا.

" کیا مطلب میں سمجھی نہیں. "

امل کا اِس قدر نا سمجھی کا عالم صدام کا پارہ مزید چڑھا گیا تھا.

" تم اچھے سے جانتی ہو نا. یزدان کے لیے غصہ کرنا کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے. مگر پھر بھی اِسی خاطر تم نے اُسے جان بوجھ کر ساری اصلیت بتا دی. "

صدام کی اِس قدر بے اعتباری پر امل نے زور سے آنکھیں میچتے اپنے دل میں اُٹھتے درد کو کم کرنا چاہا تھا.

اُس نے بہت خلوص سے یزدان کو کال کر کے اپنے گھر میں موجود دشمنوں سے آگاہ کرنا چاہا تھا.
جس کو سمجھتے یزدان نے پہلی بار امل سے ٹھیک سے بات کی تھی.

مگر صدام کا اعتبار امل سے اِس قدر بُری طرح اُٹھ چکا تھا. کہ وہ امل کا خلوصِ دل سے اُٹھایا گیا ہر قدم بھی اُس کی سازش سمجھنے لگا تھا.

" میں نے ایسا غلط نیت سے نہیں کیا. "

امل یہ مختصر جملہ ہی ادا کر پائی تھی. وہ سمجھ چکی تھی. کہ اب اُس کے الفاظ صدام جعفر کو فریب ہی معلوم ہونگے.

" مجھے اب تمہاری نیت سے کوئی سروکار ہے. اور نہ تم سے. آخری بار وارنگ دے رہا ہوں. اگر اِس کے بعد تم نے کوئی گڑبڑ کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا. "

صدام بغاوت کرتے دل کی آواز کو سختی سے دباتا امل کو بہت بڑے الفاظ بول گیا تھا.

صدام بول کر خاموش ہوا تھا. جیسے وہ امل کے جواب کا منتظر ہو. مگر دوسری جانب سے امل کچھ بولی تو نہیں تھی. مگر اُس کی دبی دبی سسکیوں کی آواز صدام کے کانوں میں پڑتی اُسے بے چین کر گئی تھی.

صدام نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا. لیکن پھر سختی سے لب بھینچتے وہ کال ہی کاٹ گیا تھا.

اور ہاتھ میں پکڑا موبائل دیوار سے دے مارا تھا.

" پاگل, بے وقوف لڑکی جب سارا کیا دھرا اپنا ہے تو اب یہ آنسو بہانے کی کیا ضرورت ہے.

میں نے بولا تھا اُسے ایسا مت کرو. مگر میری ایک بات نہیں سنی. اب بھگتے پھر یہ سب.

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اُس کے رونے سے."

صدام غصے سے بڑبڑاتے ہوئے بولا. امل کی سسکیاں ابھی تک اُس کے کانوں میں گونج رہی

تھیں.

بظاہر اُس پر غصہ کر کے برہمی دیکھا کر صدام امل کو یہی دیکھا رہا تھا. کہ وہ اُس سے شدید نفرت

کرتا ہے. لیکن اُس کے زرا سے آنسو برداشت کرنا صدام کے لیے بہت تکلیف دہ تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یزدان کو اِس طرح اچانک حُرمت کے قریب آنے پر ایسا لگا تھا. کہ جیسے کسی نے تپتی دھوپ سے اُسے گھنی چھاؤں تلے لا کھڑا کیا ہو.

" کول ڈاؤن اتنا غصہ آپ کے لیے ہی نقصان دہ ہے. اور وہ لوگ آپ کا یہ غصہ بھی ڈیزرو نہیں کرتے."

حُرمت پُرسوز آواز میں سرگوشی کرتی یزدان کے دماغ کی شریانوں میں غصے سے اُبلتا خون ٹھنڈا کرگئی تھی. یزدان کا کندھا سہلاتا حرمت کے نرم ہاتھ کے لمس سے یزدان کو اپنے دل میں سکون سا اُترتا محسوس ہوا تھا.

سارا غصہ, اشتعال اور وہ غضب ناکی بالکل جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا.

یزدان نے ریلیکس انداز میں آنکھیں موندتے حُرمت کے گرد اپنے دونوں بازوؤں کا حصار قائم کرتے اُسے اپنی مضبوط گرفت میں قید کرلیا تھا.

حُرمت جو یزدان کو ریلیکس کرنے میں اپنی کامیابی پر خوش ہوتی پیچھے ہونے ہی والی تھی. یزدان کی اِس قید نے اُس کی سانسوں کا تنفس بڑھا گئی تھی.

" یزدان....."

حُرمت نے اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا. مگر اب وہ خود ہی یزدان کی فیلنگ جگا چکی تھی. اب اتنی آسانی سے اِس مضبوط قید سے بچ نکلنا بہت مشکل تھا اُس کے لیے.

" نو.... "

یزدان کے گھمبیر مختصر مگر خمار آلود لہجے میں کہے جملے نے حُرمت کی دھڑکنوں میں تغیانی برپا کردی تھی.

وہ لوگ جس پوزیشن میں تھے. یزدان کے ہونٹ حُرمت کی گردن سے ٹچ ہو رہے تھے. جو بات حُرمت کی سانسیں روکنے کی زیادہ زمہ دار تھی.

" یزدان پلیز چھوڑیں مجھے... "

حُرمت کی دھڑکنیں اٹک چکی تھیں. وہ یزدان کو ریلیکس کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے دل میں اپنے لیے فیلنگز جاننے کی خواہش مند بھی تھی.

مگر نتائج اِس قدر شدت بھرے ہونگے اُسے بالکل اندازہ نہیں تھا. مگر جو بھی تھا. یزدان نے اُسے ابھی تک اپنی زبان سے کوئی اقرار نہیں بخشا تھا. اور نہ ہی فاریہ کے حوالے سے کوئی کلیئر بات بتائی تھی.

" مجھے کچھ دیر اور سکون چاہیئے. اور خود کو یقین بھی دلانا چاہتا ہوں. کہ تم خود میرے قریب آئی ہو میرے حصار میں. تم اب اِس سب میں مجھ پر گلا نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے قریب آیا ہوں. کیونکہ اِس بار یہ دلفریب حرکت تم نے کی ہے. "

یزدان کے بولنے پر اُس کے لفظوں سے زیادہ اُس کے ہلتے لب حُرمت کی دھڑکنیں منتشر کرنے کو کافی تھے.

حُرمت کو یزدان کی آواز میں مسکراہٹ کا عنصر محسوس ہوا تھا. مطلب اب وہ بالکل نارمل ہو چکا تھا. اور اُسے تنگ کر رہا تھا.

" یزدان رحمانی زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے. آپ نے ابھی میرا غصہ نہیں دیکھا. چھوڑیں مجھے ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا."

حُرمت یزدان کا حصار توڑنے کی ہر ممکن کوشش کر چکی تھی. مگر وہ اُسے آزاد کرنے کو تیار ہی نہیں تھا.

حُرمت کی دھمکی پر یزدان اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا.

" جانِ من جس طرح تم نے میرا غصہ ٹھنڈا کیا ہے. اُس سے کئی زیادہ محبت بھرے طریقے
ہیں میرے پاس. تمہارے غصے کی شدت اُتنی نہیں ہو گی. جتنی میرے منانے کی ہو گی. "

یزدان نے سرگوشی بھرے انداز میں کہتے حُرمت کے کان کی لوح چوم لی تھی.

جس پر حُرمت نے یزدان کی شرٹ سختی سے دبوچ لی تھی.

" مسز حُرمت یزدان رحمانی اِس دل کے سب سے اُونچے مقام پر رہتی ہو تم. میرے دل و جان
پر صرف تمہاری حکمرانی ہے. ابھی سے نہیں بہت پہلے سے. تم اِس بات سے بے خبر ہو لیکن
اگر تم نہ ہوتی تو آج یزدان رحمانی یہاں نہ ہوتا.

فاریہ سے میرا کاغذی رشتہ جُڑا ہے. مگر تم سے میری روح کا رشتہ ہے. فاریہ میری زندگی میں
کہیں سٹینڈ نہیں کرتی. اور تم....

تم میرے لیے میری زندگی ہو. جس کے بغیر ایک پل گزارنا میرے لیے انتہائی مشکل ہے."

یزدان کے الفاظ حُرمت کو اپنے دل میں اُترتے محسوس ہو رہے تھے. یزدان نے اُس کے وجود کو کسی گڑیا کی طرح اُٹھا کر اپنی گود میں بیٹھا لیا تھا. حُرمت اُس کے لفظوں کی قید میں بُری طرح جکڑی کوئی مزاحمت کر ہی نہیں پائی تھی. اُس کا جلاد واقعی جادوگر نکلا تھا. جس نے اُس پر اپنی محبت کا منتر پھونک کر اُسے اپنے طلسم میں قید کر لیا تھا.

حُرمت اُس کے سینے پر سر رکھے اپنے بے حد قریب موجود اُس کے مغرور نقوش کو تکے جا رہی تھی.

اُس نے ہمیشہ سے یہی تو چاہا تھا. کہ وہ بھی کسی کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہو. اُس کے ہنسنے پر وہ خوش ہو. اُس کے رونے پر اُس سے بھی زیادہ اُداس ہو.

آج وہ خود کو سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی تصور کر رہی تھی۔ جس شخص سے اُسے محبت ہوئی تھی۔ وہ بہت پہلے سے ہی اُسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا۔

جب اچانک ایک بات کا خیال آتے حُرمت اُسے گھور کر دیکھتی اُس کا حصار توڑ کر نکلی تھی۔

" اگر فاریہ کہیں سٹینڈ نہیں کرتی تو وہ آپ کے اتنے قریب کیوں آتی ہے۔ آپ کو ٹچ کیوں کرتی ہے۔"

حُرمت روانی میں اپنی جیلسی کا اظہار کرتے بول تو گئی تھی۔ مگر یزدان کے چہرے پر بے ساختہ اُمڈ آنے والے معنی خیزی لیے شوخی بھرے تاثرات دیکھ زبان دانتوں تلے دباتے اُس نے بریک لگائی تھی۔ لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

" رُکو تو کہاں جا رہی ہو۔ اپنی بات کا جواب تو سن لو۔"

چھپکلے سے کھسکتی حُرمت کی کلائی دبوچ کر اپنے قریب کرتے یزدان نے اُس کا گال کھینچا تھا. "

مجھے نہیں سننا آپ کا کوئی جواب. آپ کو جواب بھی آپ کے اور آپ کی فاریہ کی طرح بکواس

ہی ہو گا."

حُرمت اپنی کمر میں حمائل اُس کے بازو ہٹانے کی کوشش کرتی ناراضگی سے بولی. فاریہ اور

یزدان کے تمام سین اُس کی آنکھوں کے آگے لہراتے اُسے نئے سرے سے غصہ دلا گئے تھے.

" اچھا تو میں بکواس ہوں. لگتا ہے اپنے اچھے ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا."

یزدان کی آنکھوں میں ناچتی شرارت دیکھ حُرمت نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اُسے خود سے

دور کرنا چاہا تھا.

مگر وہ پوری طرح یزدان کی قید میں جکڑی جا چکی تھی.

" تمہاری بہت ساری گستاخیوں کا جواب دینا رہتا ہے ڈئیر وائف. اب سب کا حساب دینے کے لیے تیار ہو جاؤ. ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں اچھے سے اندازہ ہو جائے گا. کہ میں کتنا جلاد، وحشی اور بکواس ہوں. "

یزدان بات کے اختتام پر جاندار مسکراہٹ اُس کے پہلے سے سُرخ ہوئے چہرے پر اُچھالتے باری باری اُس کی دونوں گالوں پر اپنے پُر شدت لب رکھتے وہ حُرمت کو اُس کی بہت ساری باتوں کا جواب دے گیا تھا.

حُرمت اپنے چہرے کے ایک ایک نقش پر یزدان کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتی شرم و حیا سے لال ہوتی بچاؤ کے لیے اُسی کے سینے میں چہرا چھپا گئی تھی.

دونوں کی کھلکھلاہٹیں اُن کی محبت میں آسودگی کی گواہی دے رہی تھی.

مگر وہ دونوں اِس وقت ایک دوسرے میں کھوئے آنے والے وقت کے کھیل سے بے پرواہ اِن

لمحوں کو جی رہے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل نے بہت ہی جھجھکتے گیلانی ہاؤس میں قدم رکھا تھا. وہ آج یہاں دوسری بار آرہی تھی.

پہلی بار جب یہاں آئی تھی. تو اُس نے سوچا نہیں تھا اُس کا وہ کارنامہ اُس کے دل کی دنیا برباد

کر کے رکھ دے گا.

وہ یہاں بالکل بھی نہیں آنا چاہتی تھی. اُسے صدام کی دی گئی وارننگ اچھے سے یاد تھی. مگر نائمہ بیگم نہ صرف اُسے انوائٹ کرنے اُس کے گھر آئی تھیں. بلکہ اُس کے بابا کو اسپیشلی انوائٹ کر کے بھی گئی تھیں. جو اپنی بیماری کی وجہ سے خود تو نہیں آسکے تھے. مگر امل کو اُس کے انکار کرنے کے باوجود زبردستی بھیج دیا تھا.

" ویلکم جی ویلکم آج تو ہماری دیوارنی آئی ہیں. اب تو ہماری محفل میں چار چاند لگ جائیں گے."

عائشہ امل کے گلے لگتے بہت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے بولی.

" تھینکس بھابھی. "

امل زندگی میں کبھی اتنی کنفیوز نہیں ہوئی تھی. جتنی اِس وقت ہو رہی تھی. وہ دل ہی دل میں نجانے کتنی دعائیں مانگ چکی تھی. کہ صدام سے اُس کا سامنا بلکل بھی نہ ہو. مگر ہر دعا قبول ہونے کے لیے نہیں ہوتی.

امل اِس وقت سادگی کا پیکر بنی بے بی پنک کلر کے سادہ سے شیفون کے سوٹ میں ملبوس تھی. جس کے کناروں پر گولڈن گوٹے کا کام کیا گیا تھا.

نائمہ بیگم امل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں. بلکہ گھر کے تمام افراد اُسے بہت محبت اور عزت سے ملے تھے. صدام کو ابھی تک کہیں نہ دیکھ امل کچھ حد تک ریلیکس ہو چکی تھی.

" امل بیٹا آپ جاؤ عائشہ کے ساتھ وہ آپ کو اُوپر روم میں موجود بیوٹیشن سے تیار کروا دیتی ہے.

"

نائمہ بیگم جیسے پہلے سے ہی جانتی تھیں کہ امل کس حلیے میں آئے گی. اِس لیے وہ اُس کی ساری تیاری خود سے ہی کر چکی تھیں.

امل نے اُنہیں یقین دلانا چاہا تھا کہ وہ تیار ہو کر آئی ہے. مگر اُس کی بنا کچھ سنے عائشہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گئی تھی.

امل کے نہ نہ کرنے کی زرا بھی پرواہ کیے بغیر کچھ ہی دیر میں بیوٹیشن نے اپنے ہاتھوں کی مہارت دیکھاتے امل کے دو آتشہ حُسن کو مزید نکھار بخشتے امل کو خود چونکنے پر مجبور کر دیا تھا.

وہ حیرت بھری نظروں سے مرر میں دیکھتی خود کو پہچاننے سے انکاری تھی. پیروں کو چھوتے ایمرائڈری سے مزین بھاری گھیرے دار فراک میں اُس کا نازک سراپا دیکھنے والوں کو اپنا دیوانہ بنانے کا ہنر رکھتا تھا. اور جو پہلے سے دیوانے تھے اُن کی تو آج بالکل بھی خیر نہیں تھی.

موتیے کے زیور کانوں گلے اور ماتھے پر ماتھا پٹی کی صورت میں پہنائے گئے تھے. جن کی دلکشی اور خوشبو جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی.

امل کے لمبے کھلے بالوں کو گجرے کی مدد سے ہی بہت ہی ہے خوبصورتی سے سیٹ کیا گیا تھا. اور امل کے بہت کہنے کی وجہ سے عائشہ نے امل کا دوپٹہ سر اور کندھوں پر ہی اِس سٹائل سے سیٹ کیا تھا. کہ وہ پردے کے ساتھ ساتھ اُس کے حُسن میں مزید چار چاند لگا گیا تھا.

" آج تو خیر نہیں صدام کی. "

عائشہ نے امل کی نظر اُتارتے اُسے چھیڑا تھا. جس پر امل پھیکا سا مسکرادی تھی. وہ جانتی تھی اُس کے اِس رُوپ کا بھی صدام پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا تھا.

عائشہ اُس کو لیے کوریڈور سے گزر رہی تھی. جب کسی کے آواز دینے پر وہ دوسری جانب مڑ گئی تھی. امل وہاں ہونقوں کی طرح کھڑی ارد گرد آتی جاتی عورتوں کو دیکھنے لگی تھی. مسئلہ یہی تھا. وہ یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی تھی.

" امل بیٹا پلیز یہ گجرے تو زرا اُس تیسرے نمبر والے کمرے میں رکھ آئیں. مجھے ارجنٹ نیچے جانا ہے."

سمیرا بیگم امل کو گجروں والی پلیٹ پکڑاتے عجلت میں بولتیں آگے بڑھ گئی تھیں. امل اُنہیں انکار کرتی بھی کیسے جب اُنہوں نے ایسا کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا.

امل سر جھٹکتی اُس روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

" واؤ ممانی جان ویلڈن."

عائشہ ایک کونے سے نکل کر سمیرا بیگم کے پاس آتی اُنہیں داد دیتے بولی.

" ویلڈن کی بچی. اِس عمر میں بھی کیا اُلٹے سیدھے کام کروا رہی ہو مجھ سے. اگر امل کو پتا چل گیا کہ میں نے جان بوجھ کر اُسے صدام کے روم میں بھیجا ہے تو کیا سوچے گی وہ میرے بارے میں."

سمیرا بیگم عائشہ کے کندھے پر ایک چپت رسید کرتیں وہاں سے نکل گئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی۔ اتنا صاف ستھرا ترتیب سے سجا روم دیکھ وہ ایک بار حیران ہوئی تھی۔ یہاں اُسے گجرے رکھنے کے لیے کیوں بولا گیا تھا۔

مگر پھر کندھے اُچکاتے وہ کمرے کے وسط میں پڑے ٹیبل کی جانب بڑھ گئی تھی۔ ابھی وہ آدھے راستے میں ہی پہنچی تھی جب اُسے واش روم کو دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔

امل کے قدم ایک پل کے لیے ساکت ہوئے تھے۔ اُس کا دل کسی انجانے احساس سے دھڑکنے لگا تھا۔ اُس کا دل جس بات کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ امل نے نفی سے وہ نہ ہونے کی دعا مانگی تھی۔ مگر نتھنوں سے ٹکراتی اُس انسان کی مخصوص خوشبو امل کی سانسیں روک گئی تھی۔ وہ ہلنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔

صدام شاور لے کر معمول کے مطابق بنا شرٹ کے باہر نکل آیا تھا. جس اپنے روم میں کسی سجی سنوری لڑکی کو دیکھ وہ حیران ہوا تھا. اُس لڑکی کی بیک ہونے کی وجہ سے وہ اُس کا فیس نہیں دیکھ پایا تھا.

" ایکسکیوز می محترمہ آپ کون ہیں اور میرے کمرے میں کیا کر رہی ہیں. "

صدام کی سرد آواز پر امل نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں. وہ اپنی متوقع ہونے والی بے عزتی کے لیے خود کو تیار کرنے لگی تھی.

" ایکسکیوز می میڈم میں آپ سے مخاطب ہوں. "

صدام اُس لڑکی کو ہنوز ایک ہی جگہ پر جم کر کھڑا دیکھ اب غصے سے اُس کی جانب بڑھا تھا. جو بنا پوچھے ایک تو اُس کے کمرے میں آچکی تھی. اور اُس کے پوچھنے پر کوئی جواب بھی نہیں دے رہی تھی.

مگر جیسے ہی وہ امل کے سامنے آیا اب کی بار چودہ طبق روشن ہونے کی باری اُسی کی تھی.

سجی سنوری حسن کی یہ دیوی جو آنکھیں سختی سے موندے کھڑی صدام کو بے یقینی سے اپنی پلکیں جھپکنے پر مجبور کر گئی تھی.

" امل....."

صدام نے نجانے کس احساس کے زیرِ اثر اُس کے مخمور کر دینے والے دلفریب رُوپ کی زد میں آتے خود کو یقین دلانے کے لیے گھمبیر لہجے میں اُسے پکار بیٹھا تھا. کہ امل حقیقت میں اُس کے سامنے موجود ہے یا پچھلے کچھ دنوں کی طرح آج بھی یہ اُس کا وہم ہے.

جب سے صدام نے پہلے اپنے آفس اور پھر جب کال پر امل کے آنسو اور سسکیاں محسوس کی تھیں. تب سے اُس کا اپنا دل بہت بوجھل تھا. ہر وقت ہر جگہ اُسے امل ہی نظر آ رہی تھی.

صدام کی لوح دیتی جذبوں سے لبریز پکار پر امل نے جھٹ سے آنکھیں کھول دی تھیں. مگر شرٹ لیس کھڑے صدام کو دیکھتے وہ حیا کے مارے واپس نظریں جھکانے پر مجبور ہو گئی تھی.

صدام گہری مبہوت کن نظروں سے اُسے سر سے لے کر پیر تک دیکھتا اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رکھ پایا تھا. اُس کا دل ہمک ہمک کر امل کے اِس حسین سراپے کو خراج بخشنے کو چاہنے لگا تھا. مگر جذبات میں بہک کر وہ اتنی جلدی امل کو معاف کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا.

" تم میرے روم میں کیا کر رہی ہو. "

صدام نے بہت مشکل سے امل کے قیامت خیز حُسن سے نظریں ہٹاتے اپنی جذبوں سے بوجھل ہوتی آواز پر قابو پاتے امل سے پوچھا تھا.

امل جو کچھ پل کے لیے خوش فہمیوں میں گھرِ چکی تھی. صدام کی پھر وہی سرد و سپاٹ انداز پر امل کا کے سارے خواب بکھر گئے تھے.

" آئم سوری غلطی سے یہاں آگئی. "

امل آنکھوں میں اُتر آنے والی نمی کو پیچھے دھکیل کر کہتی وہاں سے نکلنے لگی تھی۔ مگر صدام کے قریب سے گزرنے سے پہلے ہی اُس کی کلائی صدام کی قید میں آچکی تھی۔

صدام کو یہ روتی معافی مانگتی امل بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

امل کی آنکھوں سے گرتے آنسو اُسے اپنے دل پر محسوس ہو رہے تھے۔ مگر وہ بس ایک بات کلیئر کر لینے کے بعد امل کے سارے آنسو چن لینے کا سوچ چکا تھا۔

صدام کے روکنے پر بھی امل نے چہرا نہیں اُٹھایا تھا۔

صدام نے ہلکا سا جھٹکا دیتے امل کو اپنے قریب کیا تھا۔ امل کو صدام سے اِس بات کی اُمید نہیں تھی۔ وہ سیدھی اُس کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔ امل نے حیرت بھری نظریں اُٹھا کر صدام کی جانب دیکھا تھا۔ جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" کیاواقعی تمہاری نفرت محبت میں بدل چکی ہے. یا یہ صرف مجھے ہی لگ رہا ہے."

صدام نے زرا سا جھک کر امل کے قریب سے اُٹھتی خوشبو کو اپنی سانسوں میں قید کرنا چاہا تھا.

صدام کے اِس اقدام پر امل کا کی سانسیں مزید تیز ہو گئی تھیں. کیونکہ صدام کا ناک اُس کی

گردن سے ٹکرایا تھا.

صدام کی حرکت کے ساتھ ساتھ اُس کا سوال بھی امل کو مشکل میں ڈال گیا تھا.

مگر اِس وقت وہ کوئی بھی اُلٹی سیدھی حرکت کر کے صدام کو مزید ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی.

ہاں میں محبت کرنے لگی ہوں آپ سے."

امل سر جھکائے کانپتی آواز میں ایسے بولی تھی. جیسے محبت کا نہیں کسی بہت بڑے جرم کا اقرار کر

رہی ہو.

" دوبارہ میرا اعتبار توڑنے کی کوشش کرو گی۔"

صدام کا ہاتھ اپنے بالوں پر محسوس کرتے امل کا دل اُچھل کر حلق میں آن گرا تھا۔ لمحہ بالمحہ اُس کی سانسوں کی رفتار میں اضافہ ہو رہا تھا۔

" مر کر بھی نہیں۔"

امل کا لہجہ اِس بات کا جواب دیتے کافی پختگی اور مضبوطی سمیٹے ہوئے تھا۔

اِس خوبصورت جواب پر صدام نے جھک کر امل کا خون چھلکاتا گال چوم لیا تھا۔

" کس بات کا بدلہ لینا چاہتی تھی تم مجھ سے۔"

صدام نے امل کی ٹھوڑی اُونچی کرتے امل کی زندگی کا سب سے مشکل سوال پوچھ لیا تھا۔

جس پر امل نے اذیت بھری نظروں سے صدام کی جانب دیکھا تھا. وہ اِس بات کا جواب نہیں دے سکتی تھی. اِس جگہ آکر وہ بے بس ہو چکی تھی.

" تو اِس کا مطلب تمہیں مجھ پر ابھی بھی اعتبار نہیں ہے."

امل کی خاموشی صدام کے دل پر بہت تکلیف دہ ثابت ہوئی تھی.

صدام نے ایک جھٹکے سے اُسے آزاد کیا تھا.

" صدام وہ میں......"

امل نے وضاحت دینا چاہی تھی.

" تم جا سکتی ہو یہاں سے."

صدام نے بہت مشکل سے امل کو معاف کرنے کا سوچا تھا. مگر امل ایک بار پھر اُسے بے اعتبار کر گئی تھی.

صدام چہرے پر وہی سختی بھرے تاثرات سجا کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

امل اپنے چہرے پر پھسل آنے والے آنسو صاف کرتی روم سے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" امل کہاں چلی گئی تھی تم. کب سے ڈھونڈ رہی بڑی ماما تمہیں."

عائشہ ایک جانب سے آتی امل کے قریب گئی تھی. جس کی لال آنکھیں اُس کے بہت دیر تک رونے کی گواہ تھیں.

عائشہ نے نوٹ تو کر لیا تھا. مگر بولی کچھ نہیں تھی.

" وہ ایک امپورٹینٹ کال آگئی تھی."

امل نے موبائل کی جانب اشارہ کیا تھا. جب اُس کی نظر ہال کے دوسرے رخ سے باہر کی جانب جاتے صدام پر پڑی تھی. پچھلے آدھے گھنٹے سے کی مسلسل ذہنی اذیت کے بعد وہ فیصلہ کر چکی تھی. کہ اب وہ صدام کو سب کچھ بتا دے گئ. اُس سے کچھ بھی نہیں چھپائے گی. وہ صدام کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی.

عائشہ سے ایکسکیوز کرتی وہ جلدی سے صدام کے پیچھے گئی تھی. مگر وہاں جاکر سامنے کا منظر دیکھ امل کا چہرا دھواں دھواں ہو چکا تھا.

صدام کے سینے پر ہاتھ رکھے کھڑی ایک لڑکی زور سے کھلکھلاتی اپنا سر بھی اُس کے سینے پر ٹکا گئی تھی. جبکہ صدام بھی اُس کی ہنسی میں بھرپور ساتھ دیتا اُسے بازو سے تھامے کھڑا تھا. جب اچانک اُس کی نظر امل پر پڑی تھی. جس کا سفید پڑتا چہرا اور نفی میں ہلتا سر دیکھ صدام سمجھ گیا تھا. وہ اُن کے بارے میں کچھ غلط سوچ چکی ہے.

" امل....."

صدام اُس لڑکی کو پیچھے ہٹاتے امل کی جانب بڑھا تھا.

" وہیں رُک جاؤ صدام جعفر۔ تو اِس کا مطلب تم بھی مجھ سے بدلہ لے رہے تھے۔ مجھے تڑپا کر اپنا انتقام لے رہے تھے۔ جبکہ تمہاری حقیقت یہ ہے۔"

امل صدام کو وہیں رُکنے کا اشارہ کرتے دھاڑی تھی۔

جبکہ اُس کی بات سن کر جہاں صدام نے لب بھینچے تھے۔ وہیں وہ لڑکی بھی ہونق بنی سب دیکھ رہی تھی۔

" امل تم پاگل ہوگئی ہو کیا۔ کچھ بھی بولی جارہی ہو۔"

صدام نے اُس سے ڈبل غصے میں چلاتے کہا تھا۔

" صدام جعفر پورا ہوگیا تمہارا انتقام مجھ سے۔ مجھے بے وقوف بنا کر۔ اب کبھی اپنی شکل نہیں دیکھاؤں گی تمہیں۔"

امل صدام کی کچھ بھی سنے بغیر باہر کی جانب بھاگ گئی تھی.

وہ اُسی طرح روتی گیٹ سے نکلتی گاڑی میں بیٹھنے کے بجائے ایسے ہی تیز قدموں سے روڈ پر چلنے لگی تھی. وہ اِس وقت اتنی ٹوٹی بکھری ہوئی تھی. کہ اپنے تعاقب میں آتی گاڑی کو نہیں دیکھ پائی تھی.

جو ایکدم اُس کے پاس رُکتی اُسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر گاڑی سے نکلنے والے آدمیوں نے رومال اُس کے منہ پر رکھ کر اُسے بے ہوش کرتے گاڑی میں گھسیٹ لیا تھا. ایک منٹ بھی ضائع کیے بغیر وہ گاڑی وہاں سے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" جی بھٹی صاحب آپ کل کی میٹنگ رکھ دیں. جی آپ فائلز ریڈی کر دیجئے گا میں......"

یزدان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا. جبکہ دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے اپنے مینجر کو ہدایت دینے میں مصروف تھا. جب ایکدم اُس کی نظر مرر میں اُبھرتے عکس پر پڑی تھی. یزدان کے بالوں میں چلتے ہاتھ کے ساتھ ساتھ اُس کے باقی کے الفاظ بھی منہ میں دب گئے تھے.

ییلو اور پرپل کنٹراسٹ کا بھاری کامدار لہنگا پہنے اپنے کھلے بالوں کو سیٹ کرنے میں ہلکان ہوتی یزدان کو وہ کوئی اپسرا ہی معلوم ہو رہی تھی. کنگن اور گجروں سے سجی سفید کلائیوں پر کمر سے لا کر ایک سٹائل ڈالا بھاری دوپٹہ مہندی کے خوبصورت ڈیزائن سے مزین نازک ہاتھوں سے سیٹ کرتی وہ خود میں مگن یزدان رحمانی کو ایک بار پھر شدید محبت میں مبتلا کر گئی تھی.

فریش پھولوں کے زیور جس کا استعال حُرمت نے اپنے بالوں میں بھی کیا ہوا تھا. اُس کے حسن کو مزید دو آتشہ کر رہے تھے. یزدان رحمانی کی یہ حالت ہونا معمولی بات تھی.

فون پر دوسری جانب بھٹی صاحب یزدان کو آوازیں دیتے واپس ہوش میں لائے تھے.

" سر پھر آپکو میرا آئیڈیا کیسا لگا. "

بھٹی صاحب کی بات پر یزدان نے بہت مشکل سے خود کو نارمل کرتے اپنے حواس جگہ پر لانے کی کوشش کی تھی.

یزدان کی خمار آلود نظریں ابھی بھی مر رسے نظر آتی اپنی چہیتی بیوی پر جمی ہوئی تھیں.

" بے حد حسین...... "

یزدان حُرمت کی جانب دیکھتے جو بولا تھا. اُس نے بھٹی صاحب کو فون کان سے ہٹا کر دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا. کہ کیا وہ واقعی یزدان رحمانی سے بات کر رہا ہے.

" جی سر........."

وہ بچارہ الگ پزل ہوتا کنفیوژن کا شکار تھا. یزدان رحمانی کے سامنے بات دوہرا کر بھی شامت اُسی کی آنی تھی. اِسی لیے وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا.

جبکہ دوسری جانب جب یزدان کو احساس ہوا وہ کیا بول چکا ہے. تو وہ اپنا بے ساختہ اُمڈ آنے والا قہقہ نہیں روک پایا تھا.

" بھٹی صاحب میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں. "

یزدان کا قہقہ اور پھر مسکراتی آواز میں جواب دینا بھٹی صاحب کو اپنی جگہ ساکت کر گیا تھا. اُس نے چار سال یزدان کے ساتھ کام کیا تھا. مگر آج تک کبھی یزدان کے ایسی ہنسی سننا نصیب نہیں ہوا تھا اُسے.

یزدان بنا فون کان سے ہٹائے بال بنانے لگا تھا. جو ویسے ہی کب کے بن چکے تھے.

حُرمت نے یزدان کے قہقے پر چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا. حُرمت کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر اپنا دوپٹہ سیٹ کرنا تھا. وہ یزدان کے ہٹنے کا انتظار کر رہی تھی. وہ جانتی تھی اِس حلیے میں اُس کے لیے اپنے اِس جلاد کے قریب جانا خطرے سے خالی نہیں تھا.

مگر اُسے کال پر کسی کے ساتھ ہنستا دیکھ حُرمت کے اندر بیویوں والے شک نے سر اُٹھایا تھا.

اُس نے مشکوک نظروں سے یزدان کو گھورا تھا. اُسے کہیں نہ کہیں لگ رہا تھا. کہ یزدان فاریہ سے بات کر رہا ہے.

یزدان اپنے سیٹ بالوں کو جان بوجھ کر دوبارہ سیٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا. مگر اُس کی مسکراتی نظریں شیشے میں سے نظر آتی حُرمت پر تھیں. یزدان حُرمت کے چہرے کے تاثرات سے اُس کی اندرونی حالت کا باآسانی سمجھ گیا تھا. اُسے حُرمت کا یہ غصے سے پھولا چہرا بہت پیارا لگتا تھا. اِس وقت بھی حُرمت کا چہرا اپنے اتنے اگنور کیے جانے پر غصے سے لال ہو چکا تھا.

" نہیں یلو کلر پہنوں وہ تم پر زیادہ سوٹ کرتا ہے. "

یزدان حُرمت کو مزید چڑھانے کے لیے کب سے بند فون کو کان سے لگائے ہوئے تھا.

جبکہ امل اُسے فاریہ سے بات کرنے کا سمجھتی اپنی جگہ جل بُھن چکی تھی. وہ یہی سمجھ رہی تھی.

کہ یزدان نے ابھی تک اُس پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی.

" اب آپ ہٹ بھی جائیں مجھے بھی تیار ہونا ہے. آپ اپنی امپورٹنٹ کال مرر سے ہٹ کر بھی

کر سکتے ہیں."

جب حُرمت سے برداشت نہ ہوا تو وہ ضبط کھوتے بول پڑی تھی.

یزدان نے چہرا نیچے کرتے بہت مشکل سے ہونٹوں پر بے ساختہ اُمڈ آنے والی ہنسی روکی تھی.

اُسے اپنے لیے حُرمت کا اتنا پوزیسیو انداز بہت اچھا لگ رہا تھا.

" ابھی میری تیاری رہتی ہے. تمھیں اگر تیار ہونا ہے تو تم آگے آسکتی ہو."

یزدان نے فون کان سے ہٹاتے حُرمت کو آفر کی تھی. جس پر کچھ دیر اُسے گھورنے کے بعد

حُرمت دانت پیستی یزدان سے کچھ فاصلے پر مرر کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی.

اب اُن دونوں کو کا عکس ایک ساتھ مرر پر اُبھرتا ایک پل کے لیے حُرمت کے ہونٹوں پر بہت ہی

دلکش مسکراہٹ بکھیر گیا تھا. یزدان بلیک کُرتا شلوار میں ملبوس اپنی چھا جانے والی پرسنیلٹی کے

ساتھ اِس وقت حُرمت کے دل و دماغ پر بھی مکمل طور پر چھایا ہوا تھا.

" پرفیکٹ کپل...."

یزدان کی آنکھیں مسکرائی تھیں.

" یار تم ہو ہی اتنی خوبصورت جو بھی پہنو اچھا ہی لگے گا. بس اب جلدی سے یہاں پہنچ جاؤ. میں

مِس کر رہا ہوں تمہیں مجھ سے زیادہ ویٹ نہیں........."

یزدان کی ابھی بات مکمل بھی نہیں کوئی تھی. جب حُرمت نے اُس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا تھا. جب سے اُسے عائشہ کے تھرو فاریہ کا سچ پتا چلا تھا. وہ اب یزدان پر صرف اپنا حق سمجھنے لگی تھی. یزدان کے معاملے میں وہ کتنی پوزیسیو تھی. یزدان سوچ بھی نہیں سکتا تھا.

حُرمت نے فون لے کر پھینکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھتے یزدان کی شرٹ گریبان کے پاس سے مُٹھی میں جکڑتے اُسے ہلکا سے اپنے قریب کیا تھا. یزدان حُرمت کا یہ عمل دلچسپی سے دیکھتے اُس کی جانب ہلکے سے جھک آیا تھا.

" یزدان رحمانی اگر وہ چڑیل دوبارہ آپ کے قریب آئی یا آپ نے اُس سے بات کی تو میں آپ دونوں کا قتل میرے ہاتھوں سو فیصد کنفرم ہے."

حُرمت نے یزدان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وارن کرتے اُسے اچھے سے باور کروا دیا تھا. کہ وہ اُس کے معاملے میں کتنی پوزیسیو ہے. اور کتنی مشکل سے اُسے فاریہ کہ ساتھ برداشت کرتی تھی. یزدان کے ہونٹوں پر بے اختیار ایک خوبصورت مسکراہٹ کھیل گئی تھی. یزدان رحمانی کی بیوی ہی اُسے دھمکی دینے کی جرأت کر سکتی تھی. حُرمت کی بات میں چھپی وارنگ اُسے اچھے سے سمجھا گئی تھی کہ فاریہ کا اُس کے قریب ہونا حُرمت کو کس قدر بُرا لگتا تھا.

یزدان نے حُرمت کے گرد اپنی بانہوں کا حصار قائم کرتے اُسے اپنے قریب کیا تھا.

" ہم تو پہلے ہی آپ پر مرمٹیں اب اور کیا ماریں گی ہمیں."

یزدان چہرا آگے کر کے حُرمت کے ناک سے اپنا ناک ٹچ کرتا اُسے سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا.

" تو کیوں بات کر رہے تھے اور اُس کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے تھے. جب کہ میری طرف

تو آپ نے ایک نظر دیکھا بھی نہیں."

حُرمت ابھی بھی اُس کی شرٹ ویسے ہی تھامے کھڑی نروٹھے لہجے میں بولتی یزدان کو چاروں

شانے چت کر گئی تھی. اُس کے دوسرے جملے پر یزدان کا قہقہ نکلا تھا.

" زیادہ غصہ کس بات پر آرہا ہے. فاریہ سے بات کرنے پر یا تمہیں ایک نظر بھی نہ دیکھنے پر."

یزدان نے ہاتھ کی پشت سے حُرمت کا گال ٹچ کرتے پوچھا تھا.

" دونوں باتوں پر. "

حُرمت کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی. جسے دیکھ یزدان کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہونے

میں ایک سیکنڈ لگا تھا.

" حُرمت میری جان تم رو کیوں رہی ہو. میں اُس سے بات نہیں کر رہا تھا. صرف تمہیں تنگ کرنے کے لیے اور تمہارے یہ پیارے ایکسپریشنز دیکھنے کے لیے یہ بکواس کی. اور تم اِس وقت کس قدر حسین لگ رہی ہو. مجھے تم پر کتنا پیار آرہا ہے. یہ بات تمہیں میرے دل کی دھڑکنیں بتائیں گی."

یزدان حُرمت کے گالوں پر لڑھک آئے آنسو اپنی پوروں پر چنتا اُس کا ہاتھ تھام کر اپنے دل کے مقام پر رکھتے ہوئے بولا.

" آپ بہت بُرے ہیں. مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی."

حُرمت اُس کے دل کے مقام پر زور سے پیچ کرتی اُس کی لوح دیتی نظروں سے گھبراتی اُسی کے سینے میں سر چھپا گئی تھی. یزدان نے بھی اُس کے گرد گھیرا تنگ کرتے قیمتی متاع کی طرح سمیٹ لیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل نے بہت مشکل سے اپنی دُکھتی آنکھیں کھولتے ارد گرد دیکھنا چاہا تھا. اُس کو بہت ہیوی ڈوز دی گئی تھیں. جس سے اُس کا سر بھاری اور آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں.

اُس کو صرف اتنا یاد تھا کہ گیلانی ہاؤس سے نکل کر وہ پیدل ہی سنسان روڈ پر چل رہی تھی. کن لوگوں نے اُس کو بے ہوش کر کے گاڑی میں ڈالا تھا. امل اُن کے چہرے نہیں دیکھ پائی تھی.

امل نے اپنی جگہ سے اُٹھنا چاہا تھا. مگر وہ ہُل بھی نہیں پائی تھی. وہ پوری طرح سے رسیوں میں جکڑی کرسی سے باندھی گئی تھی.

اُسے جس کمرے میں رکھا گیا تھا. وہاں مکمل طور پر اندھیرا چھایا ہوا تھا. کہیں ایک دو کونوں سے نکلتی مدھم روشنی کی کرنوں نے اُس کو ماحول سے کچھ حد تک مانوس ہونے میں مدد دی تھی.

" کوئی ہے یہاں. کون لایا ہے مجھے یہاں. تم لوگ مجھے جانتے نہیں ہو. چھوڑوں گی نہیں میں تم میں سے کسی کو بھی."

امل اپنی باڈی کی مدد سے کرسی کو تھوڑا سا اُٹھا کر پٹختے اُونچی اُونچی آواز میں چلاتی کڈنیپرز کو بلانے کی کوشش کر رہی تھی. امل ایک بہت ہی زبردست فائٹر تھی. وہ ایک ٹائم میں پانچ چھے لوگوں سے لڑنے کا حوصلہ رکھتی تھی. مگر اندھیرا اُس کی سب سے بڑی کمزوری تھی. اندھیرے کمرے میں بند رہنا وہ بھی اکیلے امل کی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا تھا.

اِس لیے وہ چلا چلا کر کسی کو بلانا چاہتی تھی. آگے جو ہو گا وہ دیکھ لے گی. امل کو چلاتے پانچ منٹ گزرے تھے. جب اُس ایک طرف سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی.

کوئی شخص دبے قدموں چلتا امل کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا. دروازہ کھلنے کی وجہ سے روم میں کچھ حد تک روشنی بڑھ چکی تھی. مگر پھر بھی امل اُس شخص کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی. کیونکہ اُس نے اپنے چہرے کو نقاب سے ڈھکا ہوا تھا.

" کون ہو تم. کیا چاہتے ہو مجھ سے. بہت بڑی غلطی کی ہے تم نے ایس پی نورِ امل کو کڈنیپ کر کے."

امل اُس شخص کو قہر برساتی نظروں سے دیکھتی وارن کرتے بولی. جس کے جواب پر مقابل نے قہقہ لگایا تھا.

" سب جانتا ہوں. نہ ہی ڈرتا ہوں تم سے اور نہ ہی تمہاری وردی سے. کیونکہ اِس سے کہیں زیادہ پاور رکھتا ہوں میں."

امل کے غصے سے کہنے پر اُس شخص نے سرد لہجے میں کہتے امل کو اپنے رعب میں لانے کی کوشش کی تھی.

" کیا چاہتے ہو مجھ سے. مجھے یہاں لانے کی وجہ."

امل نے بنا اُس شخص سے خوف کھائے پوچھا تھا. امل کا لہجہ سامنے والے کو باور کروا گیا تھا کہ

اُسے کنڑول کرنا اتنا آسان نہیں تھا.

" صدام جعفر اور اُس کی بربادی."

اُس شخص کے نفرت میں ڈوبے الفاظ نے امل کو بہت بڑے شاک سے دوچار کیا تھا.

کون تھا یہ شخص اور کیا دشمنی تھی. اِس کی صدام سے.

" اچھا مذاق ہے. تمہیں لگتا ہے میں تمہارا کہا مان کر اپنے شوہر کو برباد کروں گی."

امل نے طنزیا نظروں سے اندھیرے میں کھڑے اُس شخص کو گھورا تھا.

" میری خاطر نہیں اپنے بھائی کی زندگی کی خاطر تو کروگی نا تم."

اُس شخص نے امل کے سر پر بم پھوڑتے اُس کی ہستی ہلا کر رکھ دی تھی.

" کک کیا کیا مطلب ہے تمہارا. "

امل کی آنکھوں سے آنسو لڑھک آئے تھے.

" تمہارا بھائی ہمایوں اشفاق اُس دن بلاسٹ میں مرا نہیں تھا. بلکہ معجزانہ طور پر بچ گیا تھا. جو ڈیڈ باڈی آپ لوگوں کو دی گئی تھی. وہ کسی اور کی تھی. "

اُس شخص کے الفاظ ایک طرف جہاں امل کا دل خوشی سے پاگل کر گئی تھی. وہیں دوسری جانب اُس نے خود کو ندامت کی گہرائیوں میں گرتا محسوس کیا تھا. یہاں پر بھی صدام جعفر بے قصور ثابت ہو چکا تھا.

" میں کیسے یقین کر لوں تمہاری بات کا. "

امل نے بھیگے چہرے کے ساتھ اُس نقاب پوش کو دیکھا جو اب اندھیرے میں رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا. اور امل صرف اُس کا ہلتا پیر ہی دیکھ سکتی تھی.

امل کی بات کا اُس شخص نے کوئی جواب نہیں دیا تھا. مگر اُسی وقت دیوار پر لگی ایل ای ڈی روشن ہوئی تھی. جس کے آن ہوتے ہی سکرین پر جو ویڈیو سامنے آئی تھی. اُس نے امل کے رونگھٹے کھڑے کر دیئے تھے.

سامنے رسیوں میں جکڑا تشدت سہتا اُس کا اکلوتا بھائی ہی تھا. امل اُس کو دیکھ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی. کتنا تڑپی تھی وہ اتنے سال اپنے بھائی کے لیے اور اب اتنے سولوں بعد جب اُسے دیکھا تھا تو کس حال میں.

امل کو اِس طرح روتا دیکھ چہرے کو نقاب سے چھپائے اُس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہمایوں کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں.

اتنے سال اپنوں سے دور رہنا اُس کے لیے بھی آسان نہیں تھا. مگر وہ جس دلدل میں پھنس چکا تھا. وہاں سے اب اُسے موت ہی نکال سکتی تھی.

" تم گھٹیا, ظالم درندوں کیوں مار رہے ہو میرے بھائی کو. اُس نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا. چھوڑ دو اُسے پلیز. "

امل کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے کیسے اپنے بھائی کو اِن ظالموں کے چنگل سے بچائے.

" تم ہی چھوڑوا سکتی ہو اُسے. صدام جعفر کو برباد کرنا ہوگا. اُسے ہمارے پاس لانا ہوگا. جیسے بھی لاؤ. "

امل نے اذیت اور بے پناہ تکلیف کے زیرِ اثر اُس شخص کی جانب دیکھا تھا. جو پے در پے اُس کے دل پر وار کر رہا تھا. اگر یہی شرط اُس کے سامنے کچھ وقت پہلے رکھی جاتی تو وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر لگائے بغیر اِسے پورا کر گزرتی مگر اِس وقت صدام جعفر کی اہمیت کوئی اُس کے دل سے پوچھتا. جو اُس کی نس نس میں بس چکا تھا.

جس کو پہلے ہی امل اِس قدر اذیت سے دوچار کر چکی تھی. کہ اب اُس پر زرا سی بھی آنچ آتی برداشت نہیں کر سکتی تھی.

مگر دوسری طرف اُس کا پیارا بھائی تھا. جس کا صرف بدلہ لینے کے لیے اُس نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی. اور اب جب وہ زندہ سلامت اُس کے سامنے تھا تو وہ کیسے اُسے مرنے کے لیے یہاں چھوڑ دیتی.

" کیا ہوا اپنے بھائی کو چھڑوانا نہیں چاہتی کیا. لگتا ہے بھائی سے زیادہ اپنے کچھ دنوں کے شوہر سے محبت ہو گئی ہے تمہیں. "

نقاب پہن کر کھڑے ہمایوں کو اِس وقت اپنی بہن پر بے انتہا غصہ آرہا تھا. جو سوچنے میں اتنا ٹائم لے رہی تھی. وہ بھی صرف اُس صدام جعفر کی خاطر.

" میں تمہاری شرط ماننے کو تیار ہوں. مگر میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے. "

امل نے دل پر پتھر رکھتے اپنی روح کو فنا کر دینے والا فیصلہ لیا تھا.

مگر ہمایوں کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی تھی. وہ یہ کیسے بھول سکتا تھا. امل اُس کی بہن تھی. غلط فیصلہ تو لے ہی نہیں سکتی تھی.

جب انسان کو بُرے کاموں اور ظلم ڈھانے کی عادت پڑ جائے تو اُس کا ضمیر اندر سے مر جاتا ہے.

جس طرح اِس وقت ہمایوں کا ضمیر مر چکا تھا. امل اِس بات سے بے خبر تھی کہ اُس نے ہمایوں کی یہ شرط مان کر اپنی جان بچالی تھی. کیونکہ ہمایوں اپنے انتقام اور نفرت میں اِس قدر اندھا ہو چکا تھا. کہ اُس نے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا. اگر امل نے اُس کی شرط ماننے سے انکار کر دیا تو وہ اِسی وقت امل کو شوٹ کروادے گا.

کیونکہ امل ایک پولیس آفیسر تھی اور ہمایوں کی اصلیت جاننے کے بعد ہمایوں کو اُس سے بہت خطرہ ہو سکتا تھا.

لیکن امل کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی. کہ اُس کا بھائی دولت اور طاقت کے نشے میں اِس قدر مست ہو چکا تھا. کہ اُس کے شرط پوری کر لینے کے بعد بھی اُس کے لیے کس قدر غلط سوچ بیٹھا تھا.

" اگر تم نے زرا سی بھی ہوشیاری کرتے اپنے محکمے کو اِس سب میں اِنوالو کرنے کی کوشش کی یا اُس صدام جعفر کو بچانے کی کوشش کی تو تمہارا بھائی ایک سیکنڈ بھی مزید سانس نہیں لے پائے گا. میرے آدمی تمہارے آس پاس موجود ہیں. تمہارے گھر کے ملازموں کی شکل میں بھی اور تمہارے تھانے کے سٹاف کے رُوپ میں بھی. مجھ سے زرا سی بھی ہوشیاری بہت مہنگی پڑے گی تم. "

ہمایوں نے امل کے دماغ میں پکتے کر پلان پر پانی پھیڑتے اُس کو اپنی سور سز سے آگاہ کیا تھا.

جس پر امل خاموشی سے سر ہلا گئی تھی. مگر وہ ہمت نہیں ہارنے والی تھی. اُسے کچھ تو ایسا کرنا تھا کہ جس سے اُس کا بھائی اور شوہر دونوں بچ جاتے. چاہے اُس کی جان چلی جاتی اُسے پرواہ نہیں تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام پچھلے دو دن سے امل کو کال ملا ملا کر تھک چکا تھا. نہ اُس کے گھر اور آفس میں ملاقات ہو پا رہی تھی. اور نہ ہی وہ کال پک کر رہی تھی. صدام جانتا تھا. غلط فہمی کا شکار ہو کر وہ اُس سے بہت سخت ناراض ہو گئی ہے. صدام کو اُسے اپنے کمرے سے نکالنے والی بات پر بھی افسوس ہو رہا تھا. اور لاسٹ ٹائم جس طرح وہ رو کر گھر سے نکلی تھی اِس بات نے صدام کو مزید بے چین کیے ہوئے تھا.

صدام کے مطابق وہ امل کو اُس کے کیے کی سزا کسی حد تک دے چکا تھا. اور امل کو بھی اُس کی غلطیوں کا احساس تھا. یہی صدام کے لیے بہت بڑی بات تھی. اُس کی محبت اِس قدر سچی تو تھی ہی کہ وہ اپنے محبوب کی کوتاہیاں معاف کر سکے.

اُس دن صدام کو کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھ امل کا جوری ایکشن سامنے آیا تھا. وہ دیکھ صدام کو اِس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ امل اُس سے بے پناہ محبت کرنے لگی ہے. جیسی وہ اُس سے چاہتا تھا. اب صدام اُس سے مل کر سب کچھ کلیئر کرنا چاہتا تھا. اور پوری عزت اور محبت سے اُسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا.

مگر امل تھی کہ اُس کے سامنے آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی.

" ہمم لگتا ہے ہماری مسز کی ناراضگی بہت سخت قسم کی ہوتی ہے. "

صدام امل کے غصے سے جانے اور اِس شدید ناراضگی پر مسکرادیا تھا.

ڈرائیونگ کرتے اپنی سوچوں میں گم وہ امل کے گھر پہنچ چکا تھا. جہاں ملازمہ سے پوچھنے پر پھر وہی جواب تھا کہ امل گھر پر نہیں ہے. اشفاق صاحب صنوبر بیگم کی طرف گئے ہوئے تھے. اِس لیے صدام کو ہر بار گھر پر ملازم ہی ملتے تھے.

" اوکے تو میں ویٹ کر لیتا ہوں. آج تو آپ کی ایس پی صاحبہ سے مل کر ہی جاؤں گا میں."

صدام مسلسل ایک ہی بات سن سن کر زچ ہو چکا تھا. اُس نے ڈیسائیڈ کر لیا تھا. آج تو وہ ہر حال میں امل سے مل کر رہے گا.

ڈرائنگ روم میں بیٹھے صدام کو پندرہ منٹ گزر چکے تھے. جب اُسے ایک ملازمہ ہاتھ میں ٹرے لے کر سیڑھیاں چڑھتی دیکھائی دی تھی.

" جب گھر پر کوئی ہے نہیں تو یہ جوس کس کے لیے جا رہا ہے. کہیں مجھ سے جھوٹ تو نہیں بولا جا رہا. "

صدام کے دماغ نے تیزی سے کام کیا تھا. اور اگلے ہی لمحے وہ ملازمہ جس راستے گئی تھی اُسی طرف بڑھ گیا تھا.

" وہاں روم میں کون ہے. یہ جوس کس کے لیے اُوپر لائی ہو تم. "

صدام کو وہ ملازمہ ہاتھ میں ویسے ہی جوس پکڑے واپس آتی دیکھائی دی تھی. جب وہ اُس کے سامنے آتا کڑے تیوروں سے گھورتے بولا.

صدام کے انداز پر ملازمہ ایک دم گھبرا گئی تھی. ایک نظر ارد گرد کا جائزہ لے کر وہاں کسی کے نہ ہونے کا اطمینان کرتے وہ صدام کی جانب اُمید بھری نظروں سے دیکھنے لگی تھی.

" صاحب جی بیگم صاحبہ کو پتا نہیں کیا ہوا ہے. وہ پہلے بھی گھر لیٹ آتی رہی تھیں. مگر اُس دن آپ کے گھر شادی کے فنکشن سے وہ صبح تین بجے لوٹیں تھیں. اُن کی حالت بہت خراب تھی.

دو دن سے اُنہوں نے خود کو کمرے میں لاک کر کے رکھا ہوا ہے. نہ کچھ کھا رہی ہیں نہ پی رہی ہیں. اور سختی سے منع کر رکھا ہے کہ کسی کو بھی مجھ سے نہیں ملوانا. خاص طور پر آپ سے.

اُنہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ آئیں تو یہی کہا جائے وہ گھر پر نہیں ہیں. صاحب جی میں بہت سالوں سے اِس گھر میں کام کر رہی ہوں. امل بی بی جی نے میرے ہر اچھے بُرے وقت میں میرا ساتھ دیا ہے.

میں بھی اِس مشکل وقت میں اُن کو ایسے نہیں چھوڑ سکتی. اِس لیے اُن کے کہے کے خلاف جاتے آپ کو اب بتا دیا ہے. آپ پلیز اُن کی پریشانی دور کرنے میں مدد کریں."

اُس ملازمہ کے ایک ایک لفظ سے امل کے لیے محبت اور عقیدت چھلک رہی تھی. صدام فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں ملازمہ کے اِس انکشاف پر ساکت سا کھڑا رہ گیا تھا. اُس کے گھر سے تو امل دس بجے تک نکل چکی تھی. تو پھر تین بجے تک وہ کہاں تھی.

صدام کا دماغ بالکل اُلجھ چکا تھا.

" صاحب جی ایک بات اور آپ سے کرنی تھی. اِس گھر میں میں اور میرا شوہر ہی کام کر رہے اتنے سالوں سے. دو ہی لوگ ہیں گھر کے زیادہ ملازمین کی ضرورت ہی نہیں پڑی. مگر صاحب جی جس دن بی بی جی گھر دیر سے لوٹی تھیں. اُسی دن صبح یہاں ایک میاں بیوی نوکری کی غرض سے آئے ہیں. اُن کا کہنا ہے کہ اُنہیں امل بی بی جی نے رکھا ہے. جبکہ امل بی بی جی نے پہلے تو انکار کر دیا مگر اچانک چونک کر کہا کہ ہاں میں نے ہی بلایا ہے. پر صاحب جی اُن لوگوں کی

حرکتیں مجھے ٹھیک نہیں لگ رہیں. ہر وقت نظر رکھے ہوئے ہیں. ہم دونوں میاں بیوی کے کاموں پر بھی اور بی بی جی پر بھی. "

اُس ملازمہ کے اگلے انکشاف نے صدام کے دماغ میں چلتی کچھ سوالوں کا جواب دے دیا تھا.

" وہ دونوں کہاں ہیں اِس وقت. "

صدام نے کچھ سوچتے پوچھا.

" صاحب جی وہ ہر روز اِس وقت آدھے گھنٹے کے لیے کہیں نکل جاتے ہیں. اور پوچھنے پر ہمیشہ ٹال دیتے ہیں. "

ملازمہ نے اپنی ایک اور اُلجھن بتائی تھی.

" ویری گڈ. یہ میری گاڑی کی کیز ہیں. اپنے شوہر کو بولو. اِسے پارکنگ سے ہٹا دے. اور اگر وہ لوگ واپس آئیں تو اُن کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دینا کہ میں گھر میں موجود ہوں. "

صدام اُسے گاڑی کی کیز دیتا اُس سے جوس کا گلاس پکڑتا جلدی سے امل کے روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

" صفیہ تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی. میں نے تمہیں کتنی بار بولا ہے نہیں کھانا پینا مجھے کچھ بھی. نکل جاؤ میرے روم سے ورنہ یہی گلاس تمہارے اُوپر اُلٹ دوں گی. "

امل کی بھیگی مترنم آواز صدام کی سماعتوں سے ٹکراتی اُسے بے چین کر گئی تھیں.

" تو اُلٹ دو. جو مرضی کرنا ہے کر لو. کیونکہ آج تمہیں کھانا بھی ہوگا اور پینا بھی. میں بھی دیکھتا ہوں کیسے نہیں سنتی تم میرے بات. "

صدام روم لاک کرتا امل کی جانب پیش قدمی کرتے بولا. جبکہ صدام کی آواز پر ایک کونے میں زمین پر سکڑی سمٹی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی امل نے کرنٹ کھا کر اُوپر دیکھا تھا. صدام کو اپنے روم میں اپنے سامنے کھڑا دیکھ امل کی آنکھوں میں خوف اُبھرا تھا.

زیرو پاور کی روشنی کی وجہ سے روم میں ملگجا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا. جسے صدام نے لائٹ آن کرتے ختم کر دیا تھا.

اچانک روشنی آنکھوں پر پڑنے کی وجہ سے امل نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں. دو دن سے یہی اندھیرا اُس کا ساتھی بنا ہوا تھا. اتنی جلدی روشنی سے مانوس ہونا اُس کے لیے مشکل تھا.

جبکہ امل کی حالت دیکھ صدام کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ کر مسل دیا تھا.

بلیک قمیض شلوار میں بالوں کی چٹیا کیے جس میں سے آدھے سے زیادہ بال نکل چکے تھے. زرد چہرے اور سوجی آنکھوں کے ساتھ بیٹھی وہ لڑتی جھگڑتی کبھی نفرت اور کبھی محبت کا اظہار کرتی وہ اُس کی امل بالکل بھی نہیں تھی. بلکہ یہ تو کوئی بہت ہی لاچار اور کمزور لڑکی تھی.

" صدام جعفر چلیں جائیں یہاں سے. مجھے نہ ہی آپ سے کوئی بات کرنی ہے نہ ہہ آپ کی شکل دیکھنی ہے. "

امل کا دل چاہا تھا. سامنے کھڑے اِس شخص کے چوڑے سینے میں چھپ کر اپنا غم کہہ دے. مگر وہ ایسا کر کے صدام جعفر کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی. جس کے دشمن اِسی گھر میں موجود تھے.

صدام جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھتے جارحانہ تیور لیے امل کی جانب بڑھا تھا. اُسے دونوں بازوؤں سے تھام کر صدام نے ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کھڑا کیا تھا. امل اِس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی. بہت مشکل سے اُس نے اپنی چیخ روکتے صدام کا بازو جکڑتے خود کو گرنے سے بچایا تھا. اِس بات پر غور کیے بنا کہ وہ اِس وقت صدام جعفر کی گرفت میں ہے. جو اُسے کبھی گرنے نہیں دے گا.

" ایس پی امل میں پہلے ہی اتنے دنوں کے تمہارے اِس ڈرامے کی وجہ سے بہت غصے میں ہوں. مجھے مزید غصہ دلا کر اپنے لیے مشکل پیدا مت کرو. پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس یہ جوس کا گلاس ختم کرو. ورنہ مجھے اپنے طریقے سے یہ کام سرانجام دینے میں زیادہ ٹائم نہیں لگے گا. "

صدام جوس امل کی جانب بڑھاتے بے لچک انداز میں بولا تھا.

جس پر امل نے بے بسی سے اُسے گھورا تھا.

" فکر مت کرو. میری یہاں موجودگی کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے."

صدام نے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے یقین دلایا تھا. جس پر اگلے ہی لمحے اُس نے امل کی آنکھوں کا ڈر اور خوف کم ہوتے دیکھا تھا.

امل نے بالکل کسی سعادت مند بچے کی طرح جوس تھام کر پینا شروع کر دیا تھا.

" صدام پلیز اب آپ جائیں یہاں سے."

امل نہیں چاہتی تھی کہ اُس کڈنیپر کو صدام کے یہاں آنے کا علم ہو اور وہ اُس کے بھائی کو نقصان پہنچائے اِس لیے وہ جلد از جلد صدام کو یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی.

" امل ریلیکس میں نے کہا نا تمہیں. کسی کو میرے یہاں ہونے کے بارے میں نہیں پتا."

صدام نے امل کے دونوں کندھوں پر دباؤ ڈالتے اُس کے اندر کا خوف کم کرنا چاہا تھا.

جس پر امل ایک پل کے لیے چونک گئ تھی. صدام کو یہ بات کیسے پتا تھی کہ وہ اُسے کسی کے خوف کی وجہ سے یہاں سے بھیجنا چاہتی ہے.

" مگر آپ کو کیسے."

امل نے سوالیہ نظروں سے صدام کی جانب دیکھتے پوچھنا چاہا تھا.

" جاؤ فوراً فریش ہو کر آؤ."

صدام اُس کی بات وہیں ٹوک کر اُس کے سوال کو نظرانداز کر گیا تھا. اور امل کا بھیگا چہرا صاف کرتے اُس کے چہرے کے گرد بکھرے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے نرمی سے کہا تھا.

امل صدام کے ضدی انداز پر اُسے خفگی بھری نظروں سے دیکھتے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

" بلیک کے علاوہ کوئی اور کلر پہن کر آؤ. چڑھ ہو چکی ہے مجھے اِس کلر سے اب."

صدام اُسے الماری سے پھر بلیک کلر کا سوٹ نکالتا دیکھ سختی سے منع کرتے بولا.

دو دن سے بھوکا ہونے کی وجہ سے امل میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ صدام جعفر سے بحث کر سکے.

اِس لیے بلیک کے بجائے سامنے ہی لٹکا مہرون ڈریس لیتی وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

صدام کو امل اِس طرح اُس کی ہر بات پر کسی روبوٹ کی طرح عمل کرتی بالکل بھی اچھی نہیں لگی تھی.

امل کا یہ کھویا کھویا کسی خوف کے زیرِ اثر انداز صدام کو کسی بڑے اندیشے میں ڈال چکا تھا.

کچھ ہی دیر میں امل اُسے شاور لے کر نکھری نکھری سی واش روم سے نکلتی نظر آئی تھی. صدام کی نگاہیں اُس کے اِس سادہ سے سوگوار حسن پر ٹھہر سی گئی تھیں.

مسلسل رونے کی وجہ سے چہرے کی سُرخی بھری ہوئی تھی. بڑی بڑی دل نشین آنکھوں کی سوجن صدام کے دل کو بے کل کیے دے رہی تھیں. صدام کو امل پہلے سے بھی زیادہ کمزور لگی تھی. گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹے وہ صدام کے قریب آئی تھی.

" صدام آپ کیوں آئیں ہیں یہاں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی. پلیز چلے جائیں یہاں سے."

امل کی ابھی بھی وہی رٹ تھی.

صدام نے بنا کچھ بولے امل کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے قریب صوفے پر بیٹھا لیا تھا.

" تم مجھے بتانا پسند کرو گی. کہ ایسا کیا ہوا ہے. جس نے ایس پی امل کو کسی ڈرپوک اور کمزور لڑکی کی طرح چھپنے پر مجبور کر دیا ہے."

صدام کے گہرے طنز پر امل نے تڑپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" میں چھپ کسی سے نہیں رہی. میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی. مجھے کسی سے نہیں ملنا تھا."

امل ابھی بھی صدام کو کچھ بھی بتانے کے حق میں نہیں تھی. وہ اُسے کیا بتاتی کہ وہ اِس وقت ایک پولیس آفیسر نہیں ایک ایسی کمزور اور بے بس عورت تھی. جس کے بھائی اور شوہر دونوں کی زندگی خطرے میں تھی. اُسے اُن دونوں میں سے کسی ایک کو چننا تھا. اور کسی ایک کو قربان کرنا تھا.

" امل بس بہت ہو گیا۔ اگر اب تم نے مجھے سچ نہ بتایا تو جو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔ یہ کیسی محبت ہے تمہاری۔ جس میں تمہیں مجھ پر اعتبار ہی نہیں ہے۔ اِس کا یہی مطلب ہوا نا۔ تمہیں مجھ سے محبت نہیں تھی۔ بلکہ وہ صرف مجھ سے بُرا کرنے کا ایک پچھتاوا تھا۔ جو کہ اب ختم ہو چکا ہے۔"

صدام نے درشت لہجے میں کہتے امل کو کچھ بولنے پر اُکسایا تھا۔

جبکہ اپنی محبت پر صدام کے اُنگلی اُٹھانے پر امل تڑپ اُٹھی تھی۔

" نہیں صدام پلیز ایسا مت بولیں۔ میں نے بہت محبت کی ہے آپ سے۔ بہت چاہا ہے آپ کو۔ ہاں میں بہت کمزور ہوں کیونکہ مجھ میں اب مزید کسی کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے۔ میں بچپن سے تنہا رہ کر اب تھک چکی ہوں۔

میں نے آپ کے ساتھ بہت غلط کیا مگر میں اتنی ظالم نہیں ہوں. اُس سب کے پیچھے بہت بڑی وجہ تھی. میں نے کتنی بار سوچا. بھول جاؤں سب کچھ نکال دوں وہ بدلے کی آگ اپنے دل سے. مگر میری مری بہن کی درد اور اذیت سے بھرے آخری جملے مجھے بے چین کر دیتے تھے. سکون سے نہیں رہنے دیتے تھے مجھے. میں کیا کرتی."

امل اپنا چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپا کر بُری طرح روتے جیسے پھٹ پڑی تھی. اتنے سالوں سے اُس کے دل میں بھرا غبار اب اُس کے لیے جان کا عذاب بن چکا تھا. جسے ایک مہربان کندھا ملتے ہی امل نے نکالنا چاہا تھا.

امل کی یہ حالت صدام کا دل چیر گئی تھی. اتنے دن امل سے رواں رکھے گئے اپنے سلوک پر صدام کو خود پر جی بھر کر غصہ آیا تھا.

اُس نے بے اختیار آگے بڑھ کر امل کو اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا.

اُسے اِس لڑکی کی کمزوری نہیں طاقت بننا تھا.

امل بھی صدام کا سہارا ملتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی.

صدام نے اُسے چپ نہیں کروایا تھا. وہ چاہتا تھا وہ ایک بار ہی رو کر اپنا دل ہلکا کر دے.

" صدام مجھے معاف کر دیں. میں نے آپ کو اتنا غلط سمجھا. آپ ریزن جاننا چاہتے تھے نا. میں

کس بات کا بدلہ لینا چاہتی تھی آپ سے."

امل نے جب رو کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیا تو صدام کے سینے پر ہی سر رکھے اُس نے بھیگی آواز میں

اُسے مخاطب کیا تھا.

صدام بولا کچھ نہیں تھا. بلکہ امل کا ماتھا چومتے اُسے ہمیشہ اپنے ساتھ رہنے کا یقین دلایا تھا.

امل صدام کے سینے سے لگی اُس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے سکون سا اپنے تن بدن میں اُترتا محسوس کر رہی تھی.

اُس کے دل نے بے اختیار ہمیشہ کے لیے اِسی پناہ گاہ میں رہنے کی دعا کی تھی. امل نے بنا کوئی بات چھپائے سویرا اور ہمایوں کے حادثے سے لے کر اب تک کی ساری حقیقت صدام کے سامنے کھول کر رکھ دی تھی.

جبکہ صدام شاک کی کیفیت میں آچکا تھا. امل اُس کے حوالے سے اتنی بڑی غلط فہمی کا شکار تھی. اور ہر بار امل کی انویسٹی گیشن پر اُسے صدام کے خلاف ہی ثبوت ملے تھے. اِس بات کے ساتھ ساتھ ایک اور بات جس نے صدام کو بہت بڑے شاک سے دوچار کیا تھا. وہ تھی ہمایوں کا زندہ ہونا.

ایسا کون سا دشمن تھا اُس کا جو اُسے برباد کرنا چاہتا تھا. اور جس کے قبضے ہمایوں تھا. اِن سب باتوں نے صدام کی سوچوں کو اُلجھا کر رکھ دیا تھا.

مگر اِس وقت اُسے خود سے بھی زیادہ اپنی پاگل بیوی کو سنبھالنا تھا. جس نے دو دنوں میں ہی اپنی حالت بگاڑ کر رکھ دی تھی.

" آئم سوری صدام. میں جانتی ہوں میری اُن کی شرط ماننے والی بات پر آپ مزید ہرٹ ہوئے ہونگے. لیکن اگر میں وہاں سے بات نہ مانتی تو وہ لوگ میرے بھائی کو مار دیتے. "

امل نے سر اُٹھا کر صدام کی جانب دیکھا تھا. اُس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جاری ہو چکے تھے.

" امل تم نے مجھے بہت ڈِس اپوئنٹ کیا ہے. مجھے تم سے اِس بات کی اُمید بالکل بھی نہیں تھی. "

صدام امل کو خود سے دور کرتا صوفے سے اُٹھتا چہرا موڑ کر کھڑا ہو گیا تھا. وہ جانتا تھا اُس کی ہمدردی دیکھانا امل کو مزید کمزور کر سکتا تھا. اور ایسا وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا.

امل ایک مضبوط اور بہادر لڑکی تھی. جس نے اپنے مشکل ترین وقت میں نہ صرف اپنے بابا کو سنبھالا تھا. بلکہ خود بھی پولیس فورس جیسی ٹف فیلڈ میں آکر اپنا آپ منوایا تھا.

تو ایسی لڑکی کمزور کیسے ہو سکتی تھی.

اکثر مضبوط لوگوں کی زندگی میں بھی ایسا ٹائم آتا ہے. جب وہ خود کو دنیا کا کمزور ترین انسان تصور کرتے ہیں. اُس وقت اگر اُنہیں ہمدردیوں اور دلاسوں پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی اصل شخصیت کو کھو دیتے ہیں. اور صدام ایسا کبھی نہیں ہونے دینا چاہتا تھا.

اُس کی امل ہار نہیں سکتی تھی۔ نہ وہ امل کو اپنے سہارے پر چلانا چاہتا تھا۔ صدام کے مطابق عورت میں مرد سے زیادہ درد اور تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ ہوتا ہے۔ اور دنیا میں کوئی عورت کمزور نہیں ہوتی۔ کہ وہ کسی کے سہارے کے بغیر آگے نہ بڑھ سکے۔ بس اُسے اپنے اندر کی طاقت کو پہنچانا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود کو پہچان لے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے ہرا نہیں سکتی۔

صدام کو بھی امل کو اپنی اُسی طاقت اور خود اعتمادی کو جگانا تھا۔

صدام کے الفاظ پر امل کی آنکھوں میں آنسو کی شدت میں اضافہ ہوا تھا۔ اُسے اِسی بات کا ڈر تھا۔ کہ صدام اُس سے ناراض ہو جائے گا۔ اور وہی ہوا تھا۔

" صدام میں جانتی ہوں. آپ کا نام لے کر میں نے غلط کیا ہے. مگر آپ مجھے اِس کی جو سزا بھی دینا چاہیں. مجھے منظور ہے. لیکن پلیز اب دوبارہ مجھ سے منہ مت موڑیے گا میں سہہ نہیں پاؤں گی."

امل صدام کے سامنے آتی ملتجی لہجے میں بولی. جبکہ اُس کو اِس طرح روتا دیکھ صدام کے دل کو کچھ ہوا تھا.

" غلطی کی ہے تم نے بہت بڑی جو کہ میں تب ہی معاف کروں گا. جب تم اِس کا ازالہ نہیں کرلیتی. مگر اُس سے پہلے تمہیں اپنی غلطی سے اچھی طرح آگاہ ہونا زیادہ ضروری ہے."

صدام امل کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتا اُن میں جھانکتے ہوئے بولا.

جس پر امل نے ناسمجھی سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" ایس پی امل صدام کمزور نہیں ہے. اُس کو کسی کی دھمکی سے ڈر کر منہ چھپا کر کمرے میں بند رہنا زیب نہیں دیتا. تم کون ہو ایک پولیس آفیسر. اِس کا مطلب سمجھتی ہو تم. اپنی ڈیوٹی جانتی ہو کیا ہے. جن لوگوں کو عوام کی پروٹیکشن کی زمہ داری سونپی جاتی ہے. ایسے لوگ جو دوسروں کی حفاظت اور اُن کو انصاف دلانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں. تو کیا اُنہیں خود اپنی مشکل کے وقت پر ڈر کر ہار کر پیچھے ہٹ جانا زیب دیتا ہے. کیا یہی ہے ایس پی امل اتنی ڈرپوک, بے بس, لاچار.

کیا اِس طرح کر کے تم اپنی وردی, اپنی ڈیوٹی کا حق ادا کر رہی ہو."

صدام نے امل کا چہرا اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اُسے حقیقت سے آگاہ کرتے ہمت دلائی تھی. لڑنے کا حوصلہ دیا تھا.

صدام کی باتیں واقعی امل کے اندر ایک نئی روح پھونک گئی تھیں. اُسے آگے بڑھ کر حالات سے مقابلہ کرنے کی بہت سی راہیں دیکھا گئی تھیں.

امل نے صدام کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے نمی بھری مسکراتی آنکھوں سے دیکھا تھا. اُس کے اتنے غلط فیصلوں کے باوجود کسی بھی بات کو انا کا مسئلہ بنانے کے بجائے یہ شخص اپنی زندگی خطرے میں ہونے کے باوجود صرف اُس کی ہمت بندھانے اُس کے ساتھ کھڑا تھا.

وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کی بیوی اُس کے پیچھے چلے اُس کے سائے میں رہے. بلکہ وہ اپنی بیوی کو خود مختار ایک مضبوط عورت کی طرح اپنے قدم سے قدم ملا کر چلتے دیکھنا چاہتا تھا.

اُس نے ابھی امل کو ہمایوں کی ساری حقیقت نہیں بتائی تھی. امل پہلے ہی اِس وقت بہت تکلیف میں تھی. وہ اُسے مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا.

امل کا دل خوشی اور فخر کے احساس سے جھوم اُٹھا تھا. وہ بہت ہی خوش قسمت ترین لڑکی تھی. کیونکہ اُس کے نصیب میں صدام جعفر جیسا شخص لکھا گیا تھا.

" تھینکیو سو مچ صدام. میں آپ کو اب بالکل بھی ڈس اپوئنٹ نہیں کروں گی. بلکہ آپ کو یہ ثابت کر کے دیکھاؤں گی کہ میں کمزور نہیں ہوں. ایس پی امل دشمنوں کو مقابلہ کرنا اور اُنہیں ہار سے دوچار کرنا بہت اچھے سے جانتی ہے."

امل کے اِس پازیٹو رسپانس پر صدام بھی مُسکرا دیا تھا.

" یہ روکھی پھیکی تھینکیو مجھے بالکل بھی نہیں چاہیئے."

صدام کو امل کا شکریہ کرنے والا انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا. وہ ناک چڑھا کر بولتا امل کو بہت پیارا لگا تھا.

امل مسکراتی نظروں سے صدام کی جانب دیکھتی اُس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے اپنے ننگے پیر اُس کے شوز پر رکھتی اُونچا ہوتی صدام کے گال پر اپنے لب رکھ گئی تھی.

جبکہ صدام جو خوشگوار حیرت سے امل کی یہ حسین پیش قدمی دیکھ رہا تھا. امل کو پیچھے ہوتا دیکھ اپنے حصار میں قید کر گیا تھا.

" قدر مائی لیڈی ابھی میرا ابھی تو شکریہ ادا کرنا باقی ہے نا. جو کہ اِس سے کہیں زیادہ محبت بھرا ہو گا."

صدام اُس کے گیلے بالوں میں چہرا چھپا کر سر گوشی کرتا امل کا پہلے سے لال چہرا مزید لال کر گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

یزدان شاور لے کر واش روم سے نکلا تھا. جب اُسے بیڈ پر حُرمت کا مسلسل بجتا فون سنائی دیا تھا.

حُرمت اُسے ارد گرد کہیں بھی دیکھائی نہیں دی تھی.

وہ اُسے آواز دیتے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا تھا. مگر کافی دیر تک حُرمت کو اندر نہ آتا دیکھ صدام نے خود ہی آگے بڑھ کر کال پک کرنی چاہی تھی. ابھی وہ موبائل اُٹھانے کے لیے آگے جھکا ہی تھا. جب حُرمت نے جلدی سے آتے اُس کے ہاتھ سے موبائل لینا چاہا تھا. مگر اُس سے پہلے ہی موبائل یزدان کے ہاتھ میں آچکا تھا.

" ریلیکس حُرمت کیا ہو گیا. یہ لو."

یزدان نے بنا موبائل کی جانب دیکھے اُسے حُرمت کی طرف بڑھا گیا تھا. جسے حُرمت نے جلدی سے لے کر کال کاٹ دی تھی. یزدان کی گہری نظریں حُرمت کی یہ گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ نوٹ کر رہا تھا.

وہ کچھ دنوں سے حُرمت کی یہ عجیب حرکتیں اور بات بات پر گھبرا جانا دیکھ رہا تھا. مگر اُس نے حُرمت سے کچھ پوچھا نہیں تھا. وہ چاہتا تھا حُرمت خود اُس پر ٹرسٹ کر کے اُس سے اپنی پرابلم شیئر کرے. ضرور کوئی نہ کوئی گڑبڑ تو تھی. جو حُرمت اتنا عجیب بی ہیو کر رہی تھی.

" حُرمت کیا تمہیں مجھ سے کچھ کہنا ہے."

یزدان واپس ڈریسنگ ٹیبل کی جانب مڑتا اُس سے مخاطب ہوا تھا.

" نن نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں."

یزدان کا پوچھنا امل کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ کر گیا تھا.

اُس کے انکار پر یزدان بنا مزید کوئی سوال کیے سر اثبات میں ہلا گیا تھا. جب اُسی وقت موبائل پر آتی یزدان کی کال دیکھ وہ اُس جانب متوجہ ہوا تھا.

" اوکے میں آ رہا ہوں. سب ٹھیک تو ہے نا."

صدام اُسے نیچے ڈرائنگ روم میں بُلا رہا تھا.

" کہاں جا رہے ہیں آپ."

حُرمت جو ایک سائیڈ پر کھڑی یزدان کو حقیقت بتانے نہ بتانے کا فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی. اُسے باہر جاتا دیکھ جلدی سے پوچھ لیا تھا.

" صدام بلا رہا ہے. نیچے ڈرائنگ روم میں...."

یزدان کو صدام کی آواز میں پریشانی کا عنصر نمایاں لگا تھا. اِس لیے وہ عجلت میں باہر کی جانب نکل گیا تھا.

حُرمت بھی کچھ سوچتی نیچے کی جانب بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا مطلب جو شخص تمہیں مارنا چاہتا ہے. اُسی نے ہمایوں کو کڈنیپ کیا ہوا ہے. یہ ضرور وہی گینگ ہے. جس کے خلاف میں پچھلے دو سال سے ڈیٹا اکٹھا کر رہا ہوں. مگر یہ گینگ تو وہی ہے. جس کے لیے ہمایوں کم کرتا تھا.

صدام ویسا ہے نہیں جیسا ہمیں دیکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے. "

صدام نے یزدان کو ساری حقیقت بتادی تھی. اُس نے امل کو اِس کیس پر کام کرنے کو بول تو دیا تھا. مگر وہ خود بھی یزدان کے ساتھ مل کر اِس مسئلے کو سلجھانا چاہتا تھا.

کیونکہ اِس میں وہ خود بھی انوالو تھا. اُس کے نام پر ہی امل کو بلیک میل کیا جا رہا تھا.

" ہمہ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے. اگر ہمایوں زندہ تھا. تو اب تک وہ کہاں چھپا ہوا تھا. سامنے کیوں نہیں آیا. اور اگر وہ اِنہی لوگوں کے پاس تھا تو اب تک اِنہوں نے اُسے ختم کیوں نہیں کیا.

کیا یہ لوگ امل کا میرے قریب آنے کا ویٹ کر رہے تھے. مجھے تو گڑ بڑ ہمایوں میں ہی لگ رہی ہے. مگر وہ اپنی بہن کو ہی کڈنیپ کروا کر ایسی گھناؤنی شرط کیسے رکھ سکتا ہے."

وہ لوگ اِس بارے میں جتنا سوچ رہے تھے. اُن کا دماغ اُتنا اُلجھ رہا تھا.

" تم بھول گئے کہ وہ کتنا گرا ہوا گھٹیا شخص ہے. جو شخص اپنی بہن کو اُس جگہ پر اپنے غنڈے ساتھیوں کے درمیان مرنے کے لیے چھوڑ کر جا سکتا ہے. وہ اُنہیں غنڈوں کے ساتھ مل کر اپنی دوسری بہن کو کڈنیپ بھی کروا سکتا. جب اُس میں اُس وقت انسانیت اور غیرت نہیں تھی. تو اب کیسے ہو گی."

یزدان کے لہجے میں ہمایوں کے لیے نفرت ہی نفرت تھی. جس شخص نے اُس کی بہن پر بُری نظر ڈالی تھی. وہ اُسے کسی قیمت پر نہیں بخش سکتا تھا. اُس دن حادثے میں ہمایوں کو مرا ہوا سمجھ

کر یزدان خاموشی ہو چکا تھا. لیکن اگر وہ واقعی زندہ تھا. تو ہمایوں کو یزدان کے ہاتھوں اب کوئی نہیں بچا سکتا تھا.

یزدان کی معلومات کے مطابق اُس کے اور اُس کی فیملی کے ساتھ پیش آنے والا ایکسیڈنٹ ایک حادثہ نہیں تھا. بلکہ اُن کی گاڑی کی بریکس فیل ہونا ایک سوچی سمجھ سازش تھی. جس کا اصل مجرم ڈھونڈنے کے لیے یزدان نے دو سال پاگل ہونے کا ناٹک کیا تھا. اور وہ اِس سب میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوا تھا. کیونکہ اُس کی خفیہ تفتیش میں اُسی گینگ کا نام سامنے آیا تھا. جس سے ہمایوں منسلک تھا.

اُس گینگ کے ہر فرد کی یزدان بھیانک موت تو سوچ ہی چکا تھا. لیکن اگر ہمایوں اُن کے ساتھ ملا ہوا تھا. تو اُس کا انجام سے سے زیادہ عبرت ناک ہونے والا تھا.

حُرمت جو کب سے دروازے پر کھڑی اُن کی باتیں سنتی اتنے انکشافات پر حیران کھڑی تھی.

اُس نے بھی ہمت کرتے اندر قدم رکھ دیا تھا.

وہ دنوں ہی حُرمت کو وہاں دیکھ ایک پل کے لیے چونک گئے تھے.

" مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے. مگر آپ پرامس کریں آپ مجھ پر غصہ نہیں کریں گے."

حُرمت کو سمجھ نہیں آرہا تھا. وہ کیا کرے صدام کے سامنے بتائے یا نہیں. اُسے یزدان کے غصے سے بھی ڈر لگ رہا تھا. مگر اِن دونوں کی باتیں سن کر اُسے بتادینا زیادہ بہتر لگ رہا تھا. کیا پتا اِس سے اُن کی کوئی ہیلپ ہو جائے.

" بھابھی جی اِس شخص کو جب غصہ کرنا ہے تو مطلب کرنا ہی ہے. پہلے پوچھ کر سیکیورٹی لینے والی بات اُس وقت ختم ہو جاتی ہے."

یزدان کے بجائے صدام نے جواب دیتے ہنستے ہوئے جواب دیا تھا.

جس کے بدلے یزدان اُسے خو شمگی نظروں سے گھورتے حُرمت کو جتاتی نظروں سے دیکھنے لگا

تھا. وہ اِس وقت تھوڑی کنفیوز سی ڈری سہمی ایسے ری ایکٹ کر رہی تھی. جیسے یزدان واقعی

کوئی بہت ہی جلاد صفت اپنی بیوی کو ایک لفظ بھی نہ بولنے دینے والا شوہر ہو. جبکہ حقیقت یہ

تھی. کہ سب پر اپنی چلانے والے یزدان رحمانی پر اُس کی بیوی کی چلتی تھی.

" حُرمت ریلیکس ہو کر بیٹھ جاؤ اور بتاؤ کیا بات ہے. "

یزدان کو اِس وقت وہ تھوڑی گھبرائی سی لگی تھی. اِس لیے بنا کوئی اور بات کیے اُس سے نرمی سے

پوچھا تھا.

حُرمت اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں مڑورتی اُنہیں ارسلان عرف ہمایوں کے یونیورسٹی آنے اور بعد میں بھی مسلسل کالز پر دی جانے والی دھمکیوں کے بارے میں بتاتی چلی گئی تھی.

جبکہ حُرمت کی پوری بات سن کر یزدان چاہنے کے باوجود اپنا غصہ کنٹرول نہیں کر پایا تھا. اور ایک زوردار ٹھوکر سامنے پڑے شیشے کے ٹیبل کو رسید کی تھی. جو دور جا گرتا چکنا چور ہوا تھا.

حُرمت کو یزدان کے اِسی ردِ عمل کی اُمید تھی.

" میں نے آپ کو پہلے کہا تھا آپ غصہ نہیں کریں گے."

حُرمت کو صدام کے سامنے یزدان کا ایسا ردِ عمل بہت بُرا لگا تھا.

" تو کیا میں اِس بات پر غصہ نہ کروں. کہ کوئی گھٹیا شخص مسلسل اتنے دنوں سے میری بیوی کو دھمکا رہا ہے. اور میری بیوی میرے پوچھنے کے باوجود مجھے کچھ نہیں بتا رہی."

یزدان کو سب سے زیادہ غصہ اِسی بات پر آرہا تھا. کہ حُرمت اتنے دنوں سے ایک ٹارچر سہہ رہی تھی. پریشان تھی.

" اوکے آپ کریں غصہ مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. صدام بھائی اُس دن یونی میں میں نے چھپ کر اُس شخص کی کچھ تصویریں لی تھیں. اور جس نمبر سے اُس کی کالز آتی ہیں. وہ نمبر بھی موجود ہے. آپ دیکھ کر موبائل اُوپر بھیجوا دیجیے گا."

حُرمت اپنی ہی غلطی پر یزدان سے خفگی کا اظہار کرتی صدام کو اپنا موبائل تھماتی وہاں سے نکل گئی تھی.

جبکہ حُرمت کا یہ ناراضگی اور خفگی بھرا انداز دیکھ یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

اُس کی بیوی اُس سے ناراض ہو چکی تھی. جسے منانا اُسے اچھے سے آتا تھا.

" بہت حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی ہو رہی مجھے یہ دیکھ کر. کہ تمہارا غصہ اتنی جلدی اُتر گیا.

ورنہ اُس حادثے کے بعد سے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا. مطلب تم ریکور کر رہے ہو. "

یزدان کو اتنی جلدی ریلیکس ہوتا دیکھ صدام بہت خوش ہوا تھا. جس کا اظہار اُس نے یزدان کے

سامنے کر بھی دیا تھا. جو خود کچھ دنوں سے اپنے اندر یہ تبدیلی محسوس کر چکا تھا. اور اِس سب کا

سہرا جاتا تھا حُرمت کے سر.

" دیکھ لو میری بیوی کتنی عقلمند نکلی. کتنی ہوشیاری سے اُس بلیک میلر کی تصویر بنالی. "

یزدان نے ستائشی لہجے میں کہتے صدام کو تصویریں نکالنے کو کہا تھا.

" اوہ مائی گاڈ. ہمارا شک ٹھیک نکلا. یہ شخص تو ہمایوں ہی ہے. "

تصویر پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ صدام کے منہ سے نکلا تھا.

" ہمایوں اب تو میں تمہیں بالکل بھی نہیں چھوڑوں گا. تم نے اپنے گناہوں میں ایک اور اضافہ کر لیا ہے. بہت کر لیا تم نے پیٹھ پیچھے سے وار. اب میں تمہیں تمہاری بِل سے نکال کر ماروں گا."

یزدان کا بس نہیں چل رہا تھا. اِسی وقت ہمایوں اُس کے سامنے ہو اور وہ اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے.

وہی دوسری طرف صدام کو ایک طرف جہاں یہ سن کر ہمایوں کو ختم کرنے کا دل چاہا تھا. وہیں دوسری طرف اُسے امل کی فکر لاحق ہوئی تھی. جب اُسے اپنے بھائی کی اصلیت کا پتا چلے گا تو کیا بیتے گی اُس کے دل پر.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا میں اندر آسکتی ہوں."

حُرمت ہلکا سا دروازہ ناک کرتی حسن رحمانی کی اجازت ملتے اندر داخل ہوئی تھی.

جب سے وہ آئے تھے حُرمت اُن سے بات کرنا چاہتی تھی. مگر پہلے اُن کے گاؤں جانے اور پھر شادی کی مصروفیات کی وجہ سے ٹائم ہی نہیں مل پایا تھا.

وہ یزدان سے ناراضگی ظاہر کرتی کمرے میں تو چلی گئی تھی. مگر اُسے یزدان کی ٹینشن بھی ہو رہی تھی. کہ کہیں اُس کا غصہ پھر بہت بُری طرح بڑھ نہ جائے. لیکن ابھی ٹیرس سے اُن دونوں کو کسی بات پر مسکراتے باہر جاتا دیکھ حُرمت مطمئین ہوتی نیچے آگئی تھی.

" آجاؤ حُرمت بیٹا آپ کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

حسن رحمانی جو کوئی بک پڑھنے میں مصروف تھے۔ حُرمت کو خوش دلی سے اندر بلاتے بک بند کر کے سائیڈ پر رکھ گئے تھے۔

" آپ اچھے سے جانتے ہیں مجھے سسپینس پسند نہیں۔ مگر پھر بھی آپ نے اتنے دنوں سے مجھے سسپینس میں ڈال رکھا ہے۔"

حُرمت اُن کے سامنے کرسی پر ٹکتی شکوہ کن لہجے میں بولی۔

حسن رحمانی حُرمت کے انداز پر مسکرائے بنا نہیں رہ پائے تھے۔

" لڑکی یہ تم اپنے سسر سے کیسے بات کر رہی ہو۔"

حسن رحمانی نے حُرمت کو تنگ کرتے مصنوعی روعب جھاڑنا چاہا تھا. مگر مقابل بھی حُرمت تھی. جو آج تک یزدان رحمانی کے رعب میں نہیں آئی تھی. کسی اور کہ میں کیا آتی.

" میں اِس وقت اپنے سسر سے نہیں اپنے بیسٹ فرینڈ سے بات کر رہی ہوں. "

حُرمت بھی اُنہی کے انداز میں جواب دیتے بولی. اور یہ سچ بھی تھا. اُن کی ملاقات ابھی کچھ دن پہلے نہیں ہوئی تھی. بلکہ وہ دونوں بہت پہلے سے جانتے تھے.

حسن رحمانی حُرمت کے سائیکالوجی کے پروفیسر سر وسیم کے بہت اچھے دوست تھے. اور اکثر اُن کی یونیورسٹی بھی آتے رہتے تھے. حُرمت سے اُن کی ملاقات وہیں ہوئی تھی.

سر وسیم ایک بہت اچھے سکالر بھی تھے. اکثر بہت سارے سیمینارز میں وہ لیکچر بھی دیتے تھے.

جسے دیکھ حُرمت میں بھی اِس چیز کا شوق پیدا ہوا تھا. سر وسیم کی قیادت میں ایک بار اُس نے بھی سیمینار اٹینڈ کیا تھا. اور اپنا فرسٹ لیکچر دیا تھا. جسے پہلی ہی بار بہت پزیرائی ملی تھی.

حُرمت کو حسن رحمانی سے مل کر بہت اچھا لگتا تھا. وہ

اختیار حُرمت کا بھی دل چاہتا تھا. کہ کاش اُس کے بھی بابا زندہ ہوتے. شاید حسن رحمانی اُس کی آنکھوں میں یہ محرومی دیکھ چکے تھے. جس کی وجہ سے حُرمت کے لیے اُن کی شفقت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا.

مگر پھر اچانک نجانے کیا ہوا تھا. کہ اُنھوں نے یونیورسٹی آنے کے ساتھ ساتھ سیمینارز اٹینڈ کرنا چھوڑ دیا تھا.

حُرمت اُن کو بہت یاد کرتی تھی. پھر ایک دن اُسے سر وسیم سے اُن کی فیملی کے ساتھ ہوئے حادثے کا پتا چلا تھا. وہ اُن کے اِس طرح اچانک غائب ہونے کی وجہ تھی.

حُرمت کو پتا چلا تھا کہ وہ اپنے پوتے کہ ساتھ ہاسپٹل میں ہی ہیں. اِس لیے وہ اُن سے ملنے وہاں چلی آئی تھی.

حُرمت کو وہ پہلی بار بہت ٹوٹے بکھرے اور مایوس سے لگے تھے. اُسے اُن کے پوتے کا سن کر بہت دکھ ہوا تھا. وہ اُسے دیکھ تو نہیں پائی تھی. کیونکہ اُس کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا. مگر اُس نے حسن رحمانی کی مدد کرنے کا دل ہی دل میں عزم بنالیا تھا.

حسن رحمانی ہمیشہ اُن کی یونی کے غریب سٹوڈنٹس کی مدد کرتے آئے تھے. اِس لیے امل اب اُن کی مدد کرنا چاہتی تھی.

اُس نے اپنی پڑھائی سے ٹائم نکالتے بہت سارے اپنے ایسے لیکچرز تیار کیے تھے. جو کسی بھی طرح کے حادثے کے شکار زندگی سے مایوس انسان کو زندگی کی جانب واپس موڑ سکتے تھے.

حُرمت کی کھنکتی زندگی سے بھرپور آواز اور اُس کا مسکراتا چہرا اُس سب کو مزید پرفیکٹ بنا دیتے تھے.

حُرمت نے وہ ساری ویڈیوز حسن رحمانی کو دی تھیں. کہ وہ یہ اپنے پوتے کو سنا دیں. اُس کی اتنی محنت کا کچھ نہ کچھ فائدہ تو ہو گا ہی سہی.

جب آفاق کو اُس نے اِن ویڈیوز کے بارے میں بہت ایکسائٹڈ ہو کر بتایا تھا. تو اُس کی توقع کے برخلاف آفاق نے اُسے سختی سے دوبارہ ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا اُس کی ہونے والی بیوی کی ویڈیوز کوئی بھی شخص دیکھے. چاہے وہ پاگل ہی کیوں نہ ہو. جس پر پہلے تو تھوڑی ناراضگی دیکھاتے مگر پھر جلد ہی حُرمت مان گئی تھی.

آفاق کی سوچ بے شک دقیانوسی تھی۔ مگر اُس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔ حسن رحمانی کا وہ پاگل پوتا جس کا نام یزدان رحمانی تھا۔ جس کے دماغ پر نہ صرف معصوم سی حُرمت کی باتوں نے اثر کیا تھا۔ بلکہ اُس کے دل کو بھی یہ لڑکی بھا گئی تھی۔ صبح و شام یزدان کے سامنے حُرمت کی ویڈیوز چلتی رہیتں۔ اور اُس ٹائم میں کسی کو بھی یزدان کے روم میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر کوئی دوائی دینے کی خاطر جانے کی کوشش بھی کرتا تو دروازے سے ہی کسی چیز سے اپنا سر پھوڑوا کر واپس آجاتے تھے۔ اُن ویڈیوز کے ساتھ ساتھ یزدان کی حُرمت سے دیوانگی کے بارے میں صرف حسن رحمانی ہی واقف تھے۔ اور اِس بات سے بھی کہ اِنہی ویڈیوز کی بدولت ہی یزدان دو سال بعد ہی ٹھیک ہو چکا ہے۔ اِس لیے جب صدام نے اُن کو حُرمت کی تصویر بھیج کر نکاح کے بارے میں پوچھا تھا۔ تو اُس سے پہلے ہی اُنہیں یزدان کی جانب سے ہر حال میں ہاں کرنے اور باقی سب گھر والوں کو بھی منانے کی دھمکی مل چکی تھی۔

حسن رحمانی کے امریکہ چلے جانے کی وجہ سے حُرمت کا اُن سے رابطہ ختم ہو چکا تھا. اور حُرمت کب سے اپنی ویڈیوز کے بارے میں بھول ہی چکی تھی. اور آفاق کی وجہ سے سیمینارز اٹینڈ کرنا بھی.

حسن رحمانی نے مسکراتے ہوئے حُرمت کی ساری کنفیوژن کلیئر کردی تھی.

" اوہ تو وہ یزدان تھے جن کے لیے میں نے ویڈیوز بنائی تھیں. "

حسن رحمانی نے اُس کے سامنے ایک دو بار ہی یزدان کا ذکر کیا تھا. جو کہ وہ اپنی بھلکڑ طبیعت کی وجہ سے بھول چکی تھی. اور نہ ہی شادی کہ بعد یہاں کسی نے اُس کے سامنے حسن رحمانی کا ذکر کیا تھا کہ وہ کچھ سمجھ پاتی.

جہاں یزدان کی اب سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے اپنے لیے اُس کی دیوانگی کا جان کر حُرمت کا دل دھڑکا تھا. وہیں اِس بات نے اُس کا دل دکھ سے بھر دیا تھا. کہ یزدان سے کتنی بے دردی سے ایک ہی پل میں اُس کے اپنے چھن گئے تھے.

" یزدان اندر سے کس قدر تکلیف میں ہونگے کتنا درد سہہ ہے اُنہوں نے. "

یزدان کا سوچتے حُرمت کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے.

" مگر میرا پوتا بہت مضبوط دلوں و دماغ کا مالک ہے. پچھلے چار سالوں سے ڈپریشن کی تکلیف برداشت کر رہا ہے. مگر اُس کا صبر آج تک نہیں ٹوٹا. "

حسن رحمانی کے لہجے میں اپنے پوتے کے لیے بے پناہ فخر تھا. جسے محسوس کرتے حُرمت بھی بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی تھی. یزدان رحمانی ظاہری طور پر جتنا بھی غصے والا اور بقول حُرمت

کے جلاد بنا رہتا تھا. مگر اندر سے وہ بہت ہی پیار کرنے والا ایک محبت بھرے دل کا مالک انسان تھا. جس کے دل کی دھڑکنیں حُرمت کی وجہ سے دھڑکتی تھیں.

حُرمت اپنی قسمت پر نازاں ہوئی تھی. وہ بلال کی دل سے مشکور ہوئی تھی. جس نے واقعی ایک اچھے بھائی ہونے کا ثبوت دیتے حُرمت کے لیے یزدان جیسا ہمسفر چنا تھا. جو نہ صرف اُسے بہت زیادہ چاہتا تھا. بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ عزت دیتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" حُرمت بھابھی آپ کو صدام بھائی بُلا رہے ہیں."

نبیہا عائشہ کے ساتھ باتوں میں مصروف حُرمت کے پاس آتے ہوئے بولی.

" اُنہیں کہوں میں بزی ہوں. "

حُرمت اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے بولی.

" ایک بار بات تو سن لو. یزدان کو کہیں اِس بات پر غصہ نہ آجائے."

عائشہ نے حُرمت کی ضد پر اُسے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا.

" آتا ہے تو آتا رہے. میں نہیں ڈرتی اُن کے غصے سے."

حُرمت بہت ہی نڈر بنی اپنے پیچھے کھڑے یزدان کو دیکھ نہیں پائی تھی. جسے دیکھ عائشہ چپکے سے وہاں سے کھسک چکی تھی.

" بڑے آئے تیس مار خان. بہت غصہ آتا ہے نا. ابھی میرے غصے سے واقف نہیں ہیں."

حُرمت خود سے ہی بڑبڑاتی کرسی سے اُٹھ کر جیسے ہی پلٹی سامنے یزدان کو کھڑا دیکھ ایک لمحے کے لیے ڈر گئی تھی.

یزدان سینے پر بازو باندھے خوشمگی نظروں سے حُرمت کو گھور رہا تھا. جو دو تین بار اُسے پیغام بھیجوا چکا تھا. مگر وہ مسلسل انکار کیے جا رہی تھی.

" وہ میں.... "

حُرمت نے کچھ بولنا چاہا تھا. مگر یزدان کے اگلے عمل نے اُس کی بولتی بند کر دی تھی.

وہ اُسے بازو میں اُٹھا کر رحمانی ہاؤس کی جانب بڑھ گیا تھا. حُرمت اِس طرح سرِعام یزدان کی اِس حرکت پر حیا سے لال ہوتی مزاحمت کرنے لگی تھی. مگر یزدان کی گرفت سخت تھی.

" یزدان یہ کیا حرکت ہے کوئی دیکھ لیتا تو. "

حُرمت کا چہرا اِسی خوف سے ٹماٹر کی طرح لال ہو چکا تھا.

" ڈیئر وائف ابھی تو کوئی تھا نہیں باہر. اگر سب لوگ بھی ہوتے تب بھی نہ تم مجھے روک سکتی ہو نہ ہی کسی اور میں ایسی کوئی جرأت ہے. یہ تو تم جانتی ہو میں کتنا بے شرم ہوں. تو پھر پبلک پلیس پر آرام سے میری بات مان لیا کرو. ورنہ تمہاری ضد تمہیں پر بھاری پڑتی ہے."

یزدان کی اِس قدر ڈھیٹائی پر حُرمت اُسے گھور کر رہ گئی تھی.

" مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. آپ نے صدام بھائی کے سامنے میری انسلٹ کی ہے."

حُرمت یزدان کے پاس سے ہٹ کر صوفے پر جا بیٹھی تھی.

" اچھا تو تمہاری نظر میں وہ انسلٹ تھی."

یزدان بھی اُس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا. لیکن حُرمت نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا.

" میں غصہ ہوا تھا مگر تم پر نہیں تمہاری فکر میں. اور خود پر بھی اُس دن یونیورسٹی میں ہی میں تمہاری گھبراہٹ نوٹ کر چکا تھا. مجھے لگا تم خود مجھ سے اپنی پرابلم شیئر کرو گی. اِس سب میں لاپرواہی برتنے کے بجائے اُسی دن ہی مجھے پتا لگوا لینا چاہیئے تھا. تمہیں اتنے دنوں کا ٹارچر تو برداشت نہ کرنا پڑتا. آئم ریلی سوری."

صدا کا بگڑا یزدان رحمانی جو آج تک معافی مانگنا تو دور اپنی غلطی بھی بہت مشکل سے تسلیم کرتا تھا. آج نہ صرف غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی خود کو قصوروار ٹھہرایا تھا. بلکہ معافی بھی مانگی تھی.

پہلے شدید ناراضگی کا شکار حُرمت کو یزدان کا معافی مانگنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا.

" آئم سوری غلطی میری ہے. مجھے پہلے دن ہی آپ کو بتا دینا چاہیئے تھا."

حُرمت یزدان کے کندھے پر سر رکھتے ندامت کا اظہار کرتے بولی.

" مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے."

یزدان حُرمت کے گرد اپنے بازو کا گھیرا تنگ کرتے ہوئے بولا.

" کیا...."

حُرمت نے اُس کے کندھے سے سر نہیں ہٹایا تھا. جب صدام نے اُس کے آگے ڈائیورس کے پیپر لہرائے تھے.

" میں نے فاریہ کو طلاق دے دی ہے. وہ میرے دشمنوں کے ساتھ مل کر میرا ہی پیسہ اتنے سالوں سے میرے خلاف استعمال کر رہی تھی."

یزدان کی بات پر حُرمت کو بہت دکھ ہوا تھا. کیسی عورتیں ہوتی ہیں یہ. جو صرف پیسوں کی لالچ میں اپنے گھر برباد کر دیتی ہیں. اور زندگی بھر پچھتاوے کے سوا اُنہیں کچھ ہاتھ نہیں آتا.

حُرمت یقین سے یہ بات کہہ سکتی تھی. کہ فاریہ ویسے پچھتائے نہ پچھتائے مگر یزدان رحمانی جیسے شخص کو اپنی زندگی سے نکال کر بہت بڑی غلطی کر چکی تھی. ایسے محبت اور عزت کرنے والے مرد بہت قسمت والیوں کو ملتے ہیں. اور فاریہ نے اپنی بد قسمتی کو خود ہی اپنی اور بلایا تھا.

" یزدان.... "

حُرمت وہ پیپر زیزدان سے لے کر ٹیبل پر پھینکتی اُسے مکمل طور پر اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے بولی.

وہ اُنگلی سے یزدان کے سینے پر اپنا نام لکھ رہی تھی.

" آئی ریلی لو یو. آپ جلاد, وحشی کچھ بھی نہیں ہیں. آپ بہت اچھے ہیں. "

حُرمت کو جب سے حسن رحمانی سے ساری حقیقت پتا چلی تھی. وہ ابھی تک یزدان کی بے پناہ محبت کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی.

اِس وقت بھی اُسی کے زیرِ اثر بولتی وہ یزدان رحمانی کے دل کے تار بُری طرح چھیڑ گئی تھی.

" اچھا جی. تو مطلب مجھے پیار کرنے کی اجازت ہے. "

یزدان گرین سگنل ملتے ہی پٹڑی سے اُتر چکا تھا.

" نہیں یزدان میں نے ایسا کچھ نہیں بولا. "

حُرمت کو خود پہ ہی غصہ آیا تھا. کہ شیر کی کچھار میں قید ہو کر ایسی گل اِفشانی کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی.

یزدان حُرمت کے بالوں سے کیچر نکال کراُن کی معطر کر دینے والی مسحور کن خوشبو اپنی سانسوں میں اُتارنے لگا تھا.

یزدان اُس کی گردن سے بال ہٹا کر اُس پر جھکا تھا. اور اگلے پانچ منٹ میں اُس نے حُرمت کے اپنے لیے خیالات واپس تبدیل کر دیئے تھے.

" یزدان رحمانی آپ ایک نمبر کے جلاد, وحشی اور جنگلی انسان ہیں. "

حُرمت خود کو یزدان سے آزاد کرواتی چیخی تھی. جس کے جواب میں یزدان نے قہقہ لگاتے اُسے اپنے مزید قریب کر لیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ایس پی صاحبہ لگتا ہے تمہیں اپنے بھائی کی زندگی عزیز نہیں ہے. تین دن گزر چکے ہیں مگر ابھی تک تمہاری جانب سے کوئی جواب نہیں ملا مجھے.

اگر یہ کام نہیں کر سکتی تو اتنا ہی بتا دو. تمہارے بھائی کی لاش کہاں بھجوانی ہے تمہارے گھر یا تھانے. "

ہمایوں زہر خند لہجے میں بات کرتے بولا.

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا. کہ وہ امل کا سگا بھائی تھا. جو کسی مہرے کی طرح اُسے استعمال کرتا. اپنا کام نکل جانے کے بعد مارنے کا ارادہ رکھتا تھا.

امل نے مُٹھیاں بھینچتے خود کو قابو کرنا چاہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا. اِس شخص کی گھٹیا باتیں سنیں بغیر ہی کال کاٹ دے. مگر وہ اِس وقت ایسا نہیں کر سکتی تھی. کیونکہ اِس کال کی لوکیشن ٹریس کی جا رہی تھی. جس کا وہم و گمان بھی ہمایوں کو نہیں تھا. وہ تو یہی سمجھ رہا تھا. کہ اُس نے امل کو بُری طرح ذہنی ٹارچر کر کے کچھ بھی مزید سوچنے کوئی پلاننگ کرنے یا کسی کو بتانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا. لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا. کہ امل اگر بھائی کے معاملے میں بدنصیب تھی تو شوہر کے معاملے بہت خوش نصیب تھی. جو اپنی زرا بھی پرواہ کیے بغیر اُس کے ساتھ کھڑا تھا.

صدام نے امل کو صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا. کہ اگر کوئی اور حل نہ نکل پایا تو وہ اُن دشمنوں کے آگے پیش ہونے کو تیار تھا. کیونکہ وہ اور یزدان اپنا بیک اپ پلان تیار کر چکے تھے. جس کے تحت اُنہیں ہمایوں کی سچائی امل کے سامنے بھی لانی تھی. مگر امل صدام کی جان کسی صورت خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی. وہ اپنے بل بوتے پر اُن دشمنوں کو پکڑنا چاہتی تھی.

" نہیں پلیز ایسا کچھ مت کرنا. تم جانتے ہو صدام جعفر کتنا شاطر ہے. اُسے اتنی جلدی اپنی باتوں میں لانا آسان نہیں ہے. مجھے کچھ وقت تو لگے گا. پلیز تھوڑی سی مہلت اور دے دو. میں اُسے بہت جلد دھوکے سے تم لوگوں تک لانے کی کوشش کر رہی ہوں."

امل اپنی دھن میں بولتی اپنے آفس میں داخل ہوتے صدام کو نہیں دیکھ پائی تھی. جو اپنی بیوی کی منہ سے اِس قدر تعریف پر عش عش کر اُٹھا تھا.

وہ اُسے گھوری سے نوازتا اُس کے سامنے رکھی کرسی پر جا بیٹھا تھا.

امل جو بڑے مزے سے اُس شخص سے بات بڑھانے کے لیے کچھ بھی بولی جا رہی تھی. خود کو شاطر کہے جانے پر صدام کے چہرے کے بننے والے ایکسپریشنز اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی.

" دیکھو پلیز میں نے کہا نا مجھے میرے بھائی کی زندگی زیادہ عزیز ہے. صدام جعفر کو بہت جلد میں اپنے چنگل میں پھنسا لوں گی. "

امل کی ہر بات کے جواب میں صدام کے چہرے کے بدلتے محظوظ کن تاثرات امل کو بہت مزا دے رہے تھے. اِس لیے اُس کے جو منہ میں آرہا تھا بولی جارہی تھی. جبکہ اتنے دنوں بعد امل کا مسکراتا جگمگاتا چہرا صدام کا دل خوش کر گیا تھا.

پورے پانچ منٹ بعد کال بند کرتے امل نے سُکھ کا سانس لیا تھا. مگر صدام کے تاثرات اُسے بخشنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں لگ رہے تھے.

" اوہ تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ میں شاطر ہوں. "

صدام اپنی کرسی سے اُٹھتا امل کی جانب آتے ہوئے بولا. جبکہ امل نے اُس کو جارحانہ انداز میں اپنی جانب بڑھتا دیکھ آنکھوں سے وہیں رُک جانے کا اشارہ کیا تھا.

" دیکھیں مسٹر صدام جعفر میں اپنی ڈیوٹی کر رہی ہوں. اور آپ میرے آفس میں آکر مجھے یوں ڈرا نہیں سکتے. "

امل صدام کے تیور دیکھ واقعی کنفیوز ہو چکی تھی.

کیونکہ صدام امل کی کرسی کو اپنی جانب موڑتا کرسی کے ہینڈز پر اپنے ہاتھ جماتا امل کے اُوپر بالکل چھا چکا تھا.

" اوہ تو مسسز صدام جعفر ڈرتی بھی ہیں. "

صدام نے گہری نظروں سے امل کا بلیک سکارف میں لپٹا چہرا دیکھا تھا. جو اِس وقت اور زیادہ پاکیزہ اور حسین لگ رہا تھا.

" ہاں تو اور کیا آپ نے اتنا ڈرا کر جو رکھا ہوا ہے."

صدام کی بڑھتی شوخیوں پر امل کا چہرا لال ہو چکا تھا. جبکہ امل کہ اِس سنگین الزام پر صدام نے اُسے آنکھیں دیکھائی تھیں.

" چنگل میں تو آپ نے پھنسا کر رکھا ہوا ہے مسسز. اور ابھی مزید پلاننگ کر رہی ہیں پھنسانے کی. میں بچارہ بھلا کہاں ڈرا سکتا ہوں آپ کو."

صدام کی نظریں امل کے گال پر بنے تِل پر تھیں. جو امل اُس کے پہلے دن کی شدتوں کے بعد اب اُس سے چھپا کر ہی رکھتی تھی.

مگر اِس وقت بے دھیانی میں سکارف تھوڑا پیچھے ہونے کی وجہ سے صدام کی نظریں اُس پر پڑ چکی تھیں.

" صدام پلیز یہ پولیس سٹیشن ہے."

امل بھی صدام کی وارفتگی بھری نظریں اپنے تِل پر محسوس کر چکی تھی. اِس لیے اُس کے جھکنے پر جلدی سے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھتے امل نے اُسے باز رکھنا چاہا تھا.

" تو میں نے کب کہا یہ ہمارا بیڈ روم ہے."

صدام بھی اُس کی بات کا اُلٹا جواب دیتا امل کے تِل پر اپنے لب رکھ چکا تھا.

اِس تل پر صدام کی جانب سے کوئی رحم دلی نہیں دیکھائی جاتی تھی. اِس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا. امل کا گال بالکل لال ہو چکا تھا.

صدام ایک شوخی بھری مسکراہٹ امل کی جانب اُچھالتا اب پھر آرام سے جا کر سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا تھا. امل اُسے نظریں اُٹھا کر گھور بھی نہیں پائی تھی. کیونکہ ابھی بھی اُس کی نگاہوں کی مستیاں برقرار تھیں.

" کیا تم جانتی ہو. جب سویرا اور ہمایوں کے ساتھ وہ حادثہ پیش آیا تھا. تب ہمایوں کو اکثر کچھ مشکوک لوگوں کے ساتھ بھی دیکھا گیا تھا. جن کا تعلق اُسی گینگ سے تھا. جنہوں نے سویرا کو مارا ہے."

صدام کی بات پر امل نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا. صدام امل کو پوری بات نہیں بتا رہا تھا. لیکن کچھ ایسے ایسے پوائنٹس سے آگاہ کر رہا تھا. کہ جن کے بارے میں انویسٹی گیشن کروا کر امل ہمایوں کی اصل حقیقت تک پہنچ سکے.

صدام نے اُس دن کا سارا واقع سنا دیا تھا۔ لیکن صرف یہ نہیں بتایا تھا۔ کہ عائشہ کو کڈنیپ کر کے وہاں لے جانے والا ہمایوں تھا۔ صدام نے ہمایوں کی جگہ اُس گینگ کے لوگوں کا نام لیا تھا۔ لیکن شاید یہ امل کی خوش قسمتی تھی۔ کہ سویرا نے آخری وقت میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں جو جملے ادا کیے تھے۔ اُن کے معنی امل آج سمجھ پا رہی تھی۔

اُس دن سویرا کو وہاں لے کر جانے والا صدام نہیں تھا۔ بلکہ جیسے صدام نے ہمایوں کو عائشہ کو کڈنیپ کر کے لے جاتے دیکھا تھا۔ ویسے ہی سویرا بھی شاید ہمایوں کو دیکھ چکی تھی۔ اِسی لیے وہ اپنے بھائی کے پیچھے وہاں تک پہنچی تھی۔ تاکہ اپنے بھائی کو اِس گھٹیا فعل سے روک سکے۔ بھائی کو تو وہ بدنصیب روک نہیں پائی تھی۔ لیکن اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔

سویرا کی باتوں سے امل ہمایوں کے خلاف واضح کوئی بات نہیں سمجھ پائی تھی. مگر اب کڑی سے کڑی ملاتے اُسے بہت کچھ سمجھ آرہا تھا. پہلے وہ اپنے بھائی کے بارے میں کچھ بُرا سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی. مگر اب زرا پریکٹیکل ہو کر سوچنے پر بہت سے پہلو اُس کے سامنے اجاگر ہوئے تھے.

اب صدام کی یہ نئی بات امل کا کام مزید آسان کر گئی تھی.

امل نے مشکور نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا تھا. جو اُسے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ مسکرا رہا تھا.

" اگر تم شکریہ ادا کرنا چاہتی ہو تو کیا میں پاس آؤں."

صدام کو پھر شرارت سوجھی تھی.

اُس کی باتوں اور محبت سے امل کے چہرے پر جو رنگ بکھرتے تھے. جو مسکراہٹ کھلتی تھی. وہ صدام کے دل میں بھی آسودگی بھر جاتی تھی.

" اگر آپ اِس وقت یہاں سے ہی تشریف لے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا. "

امل صدام کی شوخیوں کی وجہ سے بالکل بھی کام نہیں کر پا رہی تھی. اِس لیے آخر کار تنگ آتی بول ہی پڑی تھی.

" سوچ لو شوہر کو آفس سے نکال کر بہت بڑی گستاخی کر رہی ہو."

صدام جو خود بھی اُٹھنے ہی والا تھا. امل کی بات پر اُس جان بوجھ کر تنگ کرتے وارنگ دی تھی.

" اِن گستاخیوں سے مجھے وہ گستاخی زیادہ منظور ہے."

امل بھی جواب میں منہ پھلا کر بولی. جس پر صدام مسکراتا وہاں سے اُٹھا تھا. مگر اُس کے آفس سے نکلنے سے پہلے ہی امل نے اُسے آواز دے کر روک دیا تھا.

" کیا ہوا. "

صدام نے پلٹ کر امل کی جانب دیکھا تھا. جو اپنی کرسی سے اُٹھتی صدام کی جانب آ رہی تھی.

" تھینکس فار ایوری تھنگ. "

امل صدام کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُوپر ہوتے اُس کی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھتے مسکرائی تھی.

" مائی پلیئر مائی لیڈی. "

صدام نے بھی امل کا ماتھا چومتے محبت سے جواب دیا تھا.

امل صدام کو یہاں سے بھیجنا چاہتی بھی تھی مگر نجانے کیوں اُس کا دل گھبرا بھی رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" تم تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

حُرمت ابھی ابھی کلاس لے کر نکلی تھی۔ جب سامنے کھڑے آفاق کو دیکھ اُس نے نخوت سے پوچھا تھا۔ اپنی لالچی نیت دیکھانے کے بعد آفاق آج اُس کے سامنے آیا تھا۔

" حُرمت جلدی سے میرے ساتھ چلو۔ بلال بھائی پر نجانے کس نے حملہ کر دیا ہے۔ اُنہیں گولیاں لگی ہیں۔ اُن کی حالت بہت سخت خراب ہے۔"

آفاق کے چہرے سے پریشانی چھلک رہی تھی. جبکہ اُس کے الفاظ پر حُرمت نے بہت مشکل سے

خود کو لڑکھڑانے سے بچایا تھا. یزدان نے اُس سے وعدہ کیا تھا. کہ وہ اُس کے بھائی کو کچھ نہیں

ہونے دے گا. تو پھر یہ سب کیوں اور کیسے ہوا تھا.

حُرمت نے آفاق کی بات پر یقین کرنے سے پہلے یزدان کا نمبر ملایا تھا. جس کو بزی جاتا دیکھ

حُرمت کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا تھا.

" حُرمت یہ سوچنے کا ٹائم نہیں ہے. جلدی چلو اِس سے پہلے کہ دیر ہو جائے. اور تم آخری بار

بلال بھائی سے مل بھی نہ پاؤ. "

آفاق نے حُرمت کو وہاں سے ہلتا نہ دیکھ دوبارہ یاد دہانی کروائی تھی.

جس پر حُرمت نا چاہتے ہوئے بھی آفاق کے ساتھ نکل آئی تھی.

وہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی تھی. جس نے بچپن سے اُسے ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی. اُس کے بارے میں اتنی بھیانک خبر سن کر اُس دماغ بلکل ماؤف ہو چکا تھا.

اُسکی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اِس وقت ختم ہو چکی تھی. اگر اُسے اندازہ ہو جاتا کہ اُس کے اِس طرح آفاق کی بات پر یقین کر کے جانا کتنا بڑا طوفان کھڑا کرنے والا تھا. تو وہ کبھی بھی یہ قدم نہ اُٹھاتی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ہمایوں اشفاق سپیکنگ. کیسے ہیں آپ. دی گریٹ مسٹر یزدان رحمانی. بہت ڈھیٹ کو ویسے تم. میرے اتنے حملوں کے باوجود ہر بار نئے سرے سے میرے ہاتھوں مارنے کے لیے آجاتے ہو."

یزدان جو ابھی میٹنگ سے فارغ ہو کر باہر نکلا تھا. ہمایوں کی آواز اُس کا دماغ گھما گئ تھی.

" نہیں غلط بولے تم. ہمایوں اشفاق نہیں بلکہ دنیا کا سب سے بزدل کمزور اور پیچ انسان تمہیں تو گیدڑ سے ملانا بھی اُس جانور کی انسلٹ ہو گی. لعنت ہے تم ہر اور تمہاری زندگی پر جس نے اپنی آدھی زندگی چھپ چھپ کر وار کرتے اور باقی کی زندگی اپنی بہنوں کو استعمال کر کے اپنے گھناؤنے کام پورے کرنے میں لگا دی. کیا اِس سے زیادہ شرمناک زندگی کسی کی ہو سکتی ہے کیا."

یزدان پارکنگ کی جانب بڑھتا ہمایوں کو آگ لگا گیا تھا. ہمایوں کا دل چاہا تھا. ابھی اِس شخص کو شوٹ کر دے. جو ہر چیز میں اُسے ہراتا ہی آیا تھا. چاہے باتوں سے یا چاہے زندگی میں حاصل کرنے والی کامیابیوں سے.

مگر اِس بار جو قدم ہمایوں نے اٹھایا تھا. وہ جانتا تھا. اِس بار ہار صرف یزدان رحمانی کے مقدر میں آنے والی تھی. جس لڑکی کی وجہ سے وہ دوبارہ ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا. اب اُسی کی وجہ سے وہ دوبارہ اپنے ہوش کھونے والا تھا.

" یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا یزدان رحمانی کے کس کی زندگی کیسی ہو گی. مگر ایک بات میرے پاس بھی ہے تمہیں بتانے کے لیے. کہ تمہاری زندگی آج میرے قبضے میں ہے. بہت غرور ہے نا تمہیں خود پر تو دیکھتا ہوں کیسے بچاتے ہو آج تم اپنا غرور بھی اور اپنی زندگی بھی. "

ہمایوں کمینگی مسکراہٹ سے بولتا یزدان کے سر پر بم پھوڑ گیا تھا. یزدان کو لگا تھا. جیسے کسی نے اُس کے جسم سے روح کھینچ لی ہو. اُس کی حُرمت ہمایوں کے قبضے میں تھی. یزدان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا.

" کیا بکواس کر رہے ہو تم. یہ گھٹیا حرکت کر کے تم نے اپنی موت کو آواز دی ہے. اب تم دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں. بہت حساب نکلتے ہیں تمہارے میری طرف. آج سب چُکا دوں گا."

یزدان کے لیے یہ خبر کسی قیامت سے کم نہیں تھی. ہمایوں نے حُرمت کو کڈنیپ کروالیا تھا.

یزدان جو ہمایوں اور اُس کے گینگ کے خلاف پہلے ہی فاہم کے ساتھ مل کر اپنا پلان ترتیب دے چکا تھا. جس پر ایک دن بعد اُسے عمل پیرا ہونا تھا. ہمایوں نے یہ گھناؤنا عمل کر کے یزدان کے

قہر کو آواز دی تھی. جس سے اب اُسکا بچنا ناممکن تھا. فاہم سیکرٹ سروسز میں کام کرتا تھا. اور اتنے ٹائم اُسی کی مدد سے یزدان اُس گینگ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا.

یزدان فاہم کو نکلنے کا کہتا. صدام کے نمبر پر میسج چھوڑتا ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر وہاں سے نکل آیا تھا.

حُرمت کو خطرے میں دیکھ یزدان کا دل جیسے پھٹنے کو آن پہنچا تھا. ساتھ اُس کا غصہ اور اشتعال نے اُسے اندر ایک آگ سی بھڑکا دی تھی.

یزدان اور فاہم ایک ساتھ اپنی معلوم کی گئی لوکیشن پر پہنچے تھے. جہاں ہمایوں کا ٹھکانہ تھا. اِسی جگہ پر اُس نے امل کو کڈنیپ بھی کر کے رکھا تھا.

وہ ایک پرانی عمارت تھی جو باہر سے تو بہت ہی بوسیدہ حالت میں نظر آ رہی تھی. مگر اندر سے وہ اِس سے بالکل مختلف جدید طریقہ سے تیار کروائی گئی تھی. یہ جگہ شہر سے دور گنجان علاقے میں تھی. جہاں عام طور پر لوگوں کا آنا جانا کم تھا.

بظاہر اُس عمارت کو دیکھ کر لگ رہا تھا. کہ اُس کے دور دور تک کوئی شخص بھی موجود نہیں ہے.

مگر یہ صرف نظر کا دھوکا تھا.

ہمایوں کے آدمی بڑی تعداد میں وہاں باہر چھپے وہاں نظر آنے والے ہر انجان شخص کے لیے موت کا فرشتہ بنے ہوئے تھے.

" یزدان ہمارا اِس طرح آگے جانا ٹھیک نہیں ہو گا. وہ لوگ بڑی تعداد میں چھپے ہوئے ہیں. ہمارے زرا سا سامنے ہوتے وہ فائر کھول سکتے ہیں. "

فاہم نے یزدان کا بازو پکڑ کر اُسے روکا تھا.

جس کی حالت غصے اور پریشانی سے بہت خراب ہوئی پڑی تھی.

" تم پاگل ہو گئے ہو کیا. اُس کمینے کے قبضے میں میری بیوی ہے. اور تمہارا کہنا ہے میں یہاں چھپ کر بیٹھ کر تمہاری ٹیم کے آنے کا انتظار کروں."

یزدان نے اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھوں کو فاہم پر گاڑتے زہر خند لہجے میں کہا تھا. اور بنا اُس کی مزید بات سنے. یزدان اپنی گن نکالتا آگے بڑھ گیا تھا.

فاہم نے اُسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی. مگر یزدان کے سر پر اِس وقت ہمایوں کا خون سوار تھا.

" یزدان پلیز دھیان سے جاؤ اور رابطے میں رہنا."

فاہم یزدان کو موت کہ منہ میں جاتا دیکھ کمزور آواز میں صرف اتنا ہی بول پایا تھا.

یزدان بھی جانتا تھا اُس کا اُٹھایا یہ قدم اُس پر بہت بھاری بھی پڑ سکتا تھا. مگر وہ حُرمت کو اپنے دشمنوں کے بیچ زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا تھا. اِس وقت بھی اُس نے کیسے خود پر قابو پایا ہوا تھا یہ وہی جانتا تھا.

یزدان جھاڑیوں کا سہارا لیتے بہت ہی چوکنا ہو کر آگے بڑھ رہا تھا. اُس نے آگے کے راستے سے جانے کے بجائے. پیچھے خاردار جھاڑیوں والا راستہ چنا تھا. جہاں سے جانا بہت ہی مشکل کام تھا. مگر وہ آگے سے جا کر دشمنوں کو وقت سے پہلے الرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا.

یزدان کے ہاتھ بُری برح زخمی ہو چکے تھے. مگر اُسے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی. وہ جلد از جلد حُرمت تک پہنچ جانا چاہتا تھا. کیونکہ اُسے اب سکون تب ہی ملنا تھا. جب تک حُرمت کو سہی سلامت اپنے سامنے نہ دیکھ لیتا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صدام یزدان کا میسیج دیکھ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر جلدی سے نکل آیا تھا. ہمایوں صرف یزدان کی ہی نہیں بلکہ اب تک اُس کی زندگی میں بھی بہت زہر گھول چکا تھا. جس کا حساب چکانے کا وقت اب آن پہنچا تھا.

صدام نے امل کو اِس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا. امل وہاں آئے اور اُس کی جان کو خطرہ ہو. کیونکہ اب تک امل نے اُس کی شرط پوری نہیں کی تھی.

یزدان عمارت کے اندر داخل ہو چکا تھا. جس چکر میں اُس کے ہاتھ پاؤں بُری طرح چِھل چکے تھے. مگر اُسے پرواہ نہیں تھی. وہ دور و مزد دیکھ چکا تھا. جو بالکل خالی تھے. جب اُسے کی جانب سے کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت نے مندی مندی آنکھیں کھولتے ارد گرد کا جائزہ لیا تھا. وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں زمین پر پڑی تھی.اُس کے دونوں ہاتھ پاؤں رسیوں کی مدد سے بندھے ہوئے تھے.

حُرمت کو پہلے تو سمجھ ہی نہیں آئی تھی. کہ وہ یہاں اِس حال میں پہنچی کیسے تھی. جب ذہن پر زور ڈالتے اُسے یاد آیا تھا. کہ آفاق پر ٹرسٹ کر کے وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی تھی.

آفاق اُسے ہاسپٹل کا کہہ کر راستے میں ہی بے ہوش کر کے یہاں لے آیا تھا. اور اب آگے کا سوچتے حُرمت کی جان نکل رہی تھی. اُس بلیک میلر کا دھمکی کا خیال آتے ہی حُرمت کا سانس بالکل اٹک چکا تھا.

وہ دل ہی دل میں یزدان کے جلد از جلد خود تک پہنچ جانے کی دعا کر رہی تھی. اُس کے ہاتھوں میں رسیوں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے اب بہت جلن ہو رہی تھی.

جب اچانک اُسے کمرے کی کھڑکی پر کھٹکے کی آواز آئی تھی. حُرمت کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا تھا. دل ہی دل میں دعاؤں کا ورد کرتے حُرمت ایک کونے میں کھسک گئی تھی.

یزدان جو بہت مشکل سے ایک سنگل پائپ پر چل کر کمرے کی ونڈوز چیک کر رہا تھا. ایک کمرے میں حُرمت کو دیکھ یزدان کا دل تک سکون اُتر گیا تھا. مگر اُس کے ہاتھوں اور پیروں پر بندھی رسیاں یزدان کا خون کھولا گئی تھیں. ونڈوز اندر سے لاک تھیں. جنہیں کھول کر ہی یزدان اندر جا سکتا تھا. مگر حُرمت رسیوں میں جکڑی ایسا کچھ نہیں کر سکتی تھی.

" حُرمت میری جان ڈرو مت میں ہوں."

یزدان نے جالی کے قریب ہوتے حُرمت کو آواز دی تھی. حُرمت جس کی ڈر و خوف سے جان نکلنے والی ہو رہی تھی. یزدان کی آواز اُس کے اندر زندگی کی ایک نئی لہر پھونک گئی تھی.

" یزدان آپ...... پلیز جلدی سے میرے پاس آجائیں. پلیز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے. "

یزدان کو وہاں دیکھ حُرمت کے آنسوؤں میں اضافہ ہوا تھا. حُرمت کے آنسو یزدان کو مزید تکلیف میں مبتلا کر گئے تھے.

" حُرمت فوراً آنسو کرو. کمزور لوگ ایسے بے بس ہو کر روتے ہیں. تم کمزور نہیں ہو. "

یزدان حُرمت کو مزید کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا. اِس لیے وہ زرا سخت لہجے میں بولا تھا. مگر وہ یہ بھول چکا تھا. کہ سامنے اُس کی لاڈلی بیوی تھی. جسے اُس کا زرا غصے سے بات کرنا بالکل بھی پسند نہیں تھا.

" میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں. آنسو کیسے صاف کروں. "

حُرمت اُس کے غصے سے کہنے پر نروٹھے لہجے میں بولی. جسے دیکھ اس سچویشن میں بھی یزدان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" اوکے اوکے سوری. اب جو میں کہہ رہا ہوں وہ دھیان سے سنو."

یزدان فوراً نرم پڑتا اُسے بہت ہی اچھے سے ہدایت دیتا ہاتھ رسیوں سے آزاد کروانے کا طریقہ بتا رہا تھا. تین چار بار ہاتھوں کو جھٹکنے کی وجہ سے حُرمت کے ہاتھ پر بندھی رسی کی گانٹھ کچھ حد تک ڈھیلی پڑ چکی تھی. شاید اُسے بے ہوش دیکھ اور لڑکی سمجھ کر رسی باندھی ہی ایسے گئی تھی.

حُرمت نے یزدان کی ہی ہدایت پر دانتوں کی مدد سے رسی کھول دی تھی.

ابھی اُس کے پاؤں کی رسی رہتی تھی. جب دروازے پر کھٹکے کی آواز آئی تھی. جسے سن حُرمت نے کانپتے ہوئے یزدان کی جانب دیکھا تھا.

" ڈرو مت میں ہوں یہاں پر تمہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا. تم بس جلدی سے رسی کھول کر

یہاں آؤ. "

یزدان کی بات پر حُرمت میں مزید ہمت پیدا ہوئی تھی. وہ جلدی سے پاؤں کو آزاد کرتی یزدان

کی جانب بڑھی تھی. اور اندر سے جام ہوئی کھڑکیوں کے پٹ کھولنے کی کوشش کی تھی.

اتنی دیر میں ہمایوں کے آدمی اندر آ چکا تھا.

" وہ لڑکی بھاگ رہی ہے. "

اُن لوگوں کی نظر ابھی تک یزدان پر نہیں پڑی تھی. وہ لوگ بھاگ کر حُرمت کے قریب آئے

تھے. مگر اُس سے بھی پہلے حُرمت کے کھڑکی کھول دینے پر یزدان نہایت پھُرتی کا مظاہرہ کرتے

اندر آ چکا تھا.

وہ شخص جو حُرمت کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تھا. آدھے راستے پر ہی یزدان کی جانب سے پڑنے والی کک اُس کو دور اُچھال گئی تھی. حُرمت یزدان کو اندر آتا دیکھ اُس سے لپٹ چکی تھی. اتنے غنڈے اور اتنی خطرناک جگہ دیکھ حُرمت ابھی بھی بہت خوفزدہ تھی. مگر یزدان کے حصار میں آکر اب اُس کا دل سکون میں آچکا تھا.

وہ دو ہی آدمی تھے جو روم میں آئے تھے. یزدان نے اُنہیں اپنی گنز نکالنے کا موقع دیئے بغیر ہی بُری طرح پیٹ ڈالا تھا. کیونکہ اُنہوں نے اُس کی حُرمت کو چھونے کی کوشش کی تھی.

یزدان اُن دونوں کو گھسیٹ کر ایک کونے میں ڈالتے اُنہیں رسیوں سے باندھ دیا تھا. جن سے اُنہوں نے حُرمت کو باندھا تھا.

" تم ٹھیک ہو. "

یزدان حُرمت کے قریب آتا اُس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُس کی پیشانی چومتا فکر مندی سے بولا. اِن گزرے پچھلے چند لمحوں میں اُس کا دل کتنا تڑپا تھا. یہ وہی جانتا تھا. اُسے خود پر اور اپنے زورِ بازو پر پورا یقین نہیں تھا. مگر حُرمت کے معاملے میں وہ زرا سا بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا. اِس لیے اپنی زندگی کی پرواہ نہ کیے بغیر وہ اتنے خطرے میں آن پہنچا تھا.

یزدان جس راستے سے آیا تھا. وہاں سے حُرمت کو لے کر جانا ناممکن تھا. اِس لیے وہ حُرمت کو لیے دروازے کی جانب بڑھا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" سر ہمارے سارے ٹرک افغانستان کے بارڈر پر ہی پکڑے جا چکے ہیں. اور ڈیڑھ سو لڑکیاں آج سمگل کی جانی تھی. وہاں پر بھی پولیس کی ریڈ پڑ چکی ہے. اور نہ صرف اُن لڑکیوں کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے. بلکہ ہمارے اڈے پر موجود سارا مال اور آدمیوں کو بھی گرفتار کر لیا ہے."

ہمایوں کے آدمی کی گھبرائی ہوئی آواز فون کے سپیکر سے اُبھری تھی. جسے سنتے ہی ہمایوں کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اُٹھا تھا.

حُرمت کو کڈنیپ کر کے وہ سمجھا تھا. وہ ان یزدان رحمانی کو ہرا دے گا. اُسے اپنے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گا. مگر یزدان نے یہاں پر بھی بہت بڑی چال چلتے حُرمت کی جانب سے اُس کا دھیان ہٹانے کے لیے اُس کے دو اڈوں پر پولیس کی ریڈ کروا کر اُس کا کروڑوں کا نقصان کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے بیرونِ ملک سے آئے سمگلر مہمانوں کو جو یہاں بھی اریسٹ کر و دیا تھا.

اور یہی بات ہمایوں کے لیے زیادہ تشویش ناک تھی.

اُبھی اُس کا دماغ ایک طرف سے جگہ پر نہیں آیا تھا. کہ دوسری خبر نے اُس کو بالکل چکرا کر رکھ دیا تھا.

" کیا بکواس کر رہے ہو تم ایسا کیسے ہو سکتا ہے. اِس کے پیچھے یزدان اور صدام نہیں ہو سکتے تو پھر کس نے کی یہ جرأت. "

ہمایوں اپنے آدمی پر زور سے دھاڑا تھا.

" سر یہ تو نہیں پتا. ابھی صرف اتنا پتا چل پایا ہے کہ یہ پولیس والوں میں سے ہی کسی کا کام ہے. کیونکہ یہ کام آسان نہیں تھا. اِس کے لیے محکمے کے بہت سارے لوگ انوالو ہوئے ہیں. "

ہمایوں نے بات سن کر فون ہی کاٹ دیا تھا. کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ سمجھ چکا تھا. کہ یہ حرکت کس نے کی ہو گی.

" امل اگر تم اِس سب کے پیچھے ہو تو آج میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ لوگ بہن بھائی کے رشتے سے نفرت کریں گے.

جاؤ جلدی سے لے کر آؤ اُس یزدان رحمانی کی بیوی کو. یزدان رحمانی اب میں تمہارا سارا غرور مٹی میں ملا کر رکھ دوں گا."

اپنے آدمیوں پر دھاڑتے ہمایوں اِس وقت غصے سے پاگل ہو رہا تھا.

" سر وہ لڑکی کمرے میں نہیں ہے."

ایک اور بُری خبر پر ہمایوں کا دل چاہا تھا. پوری دنیا کو آگ لگا دے.

وہ اپنی گن نکالتا کمرے سے نکلتا باہر کی جانب بھاگا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

فاہم اور صدام ایک ساتھ ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ فاہم نے اپنی ٹیم کے لوگوں کے ساتھ مل کر کچھ ہی دیر میں باہر پہرے پر موجود ہمایوں کے سارے آدمیوں کا مار گرایا تھا۔

" فاہم بھائی یزدان اُوپر ہے۔ میں اُس کے پاس جا رہا ہوں۔"

فاہم کو نیچے والے پورشن کی جانب بڑھتے دیکھ صدام اُسے انفارم کرتا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔

صدام اُوپر ہال میں پہنچا تھا۔ وہاں سامنے تو کوئی موجود نہیں تھا۔ مگر اچانک اُسے اپنے پیچھے کوئی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔

صدام جیسے ہی پلٹا سامنے ہی ہمایوں اُس پر گن تانے کھڑا تھا۔

" تو تمہاری پیٹھ پیچھے وار کرنے کی عادت ابھی تک نہیں گئی. "

صدام بنا اُس کی گن سے ڈرے سینے پر ہاتھ باندھتے زہر خند مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولا تھا.

" پیٹھ پیچھے وار کرتا ہوں یا جیسے بھی. مگر اتنے سالوں سے تم دونوں بھائیوں کی زندگی تو عذاب بنا کر رکھی ہی ہوئی ہے نا. اور اب بھی دیکھو میری ایک چال تم دونوں کو میرے قدموں میں لے آئی ہے. "

صدام کا یہ پر سکون انداز ہمایوں کے اندر لگی آگ کو مزید ہوا دے گیا تھا. وہ صدام پر گولی چلانے کے لیے ٹریگر پر ہاتھ دبانے ہی والا تھا. جب پیچھے سے یزدان کے پڑنے والے پنچ نے اُسے سیدھا صدام کے قدموں میں جا پھینکا تھا. گن اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی.

یزدان اور حرمت کو سہی سلامت دیکھ صدام کی جان میں جان آئی تھی.

" اب تو تمہیں اِس بات کا ثبوت بھی مل چکا ہے. کون کس کے قدموں میں ہے. یا ابھی بھی کسی غلط فہمی میں ہو. "

صدام نے ہمایوں کو اُٹھتے دیکھ اپنے بوٹ سے اُس کی کمر میں ایک زوردار ٹھوکر رسید کی تھی.

جس پر ہمایوں کا منہ سیدھا فرش سے جا ٹکرایا تھا.

یزدان نے آگے بڑھ کر اُسے بالوں سے پکڑ کر اُٹھاتے لگاتار پانچ چھے گھونسے اُس کے منہ پر مارتے اُس کی شکل کا نقشہ بگاڑ دیا تھا.

اگلے ہی لمحے صدام اور یزدان نے اُسے اپنی ٹھکروں پر رکھتے اُس کا جوڑ جوڑ ہلا دیا تھا. اُسی لمحے امل گن تھامے اندر داخل ہوئی تھی. جسے ہمایوں سمیت وہ دونوں بھی نہیں دیکھ پائے تھے.

" مجھے میرے ہر سوال کا جواب سچ میں چاہئے اگر زرا سا بھی جھوٹ بولا تو اِس گن سے نکلی

ساری گولیاں تمہارے بھیجے پر خالی کر دوں گا. "

ہمایوں کی حالت اتنا پٹنے کے بعد خراب ہو چکی تھی. اُس سے سیدھا کھڑا ہونا بھی مشکل تھا.

یزدان نے اُس کی کنپٹی پر بندوق رکھتے اُسے نفرت بھرے لہجے میں وارن کیا تھا. ہمایوں خود ٹائم

ویسٹ کرنا چاہتا تھا. کیونکہ ابھی تھوڑی ہی دیر میں اُس کے باقی کہ آدمی پہنچنے والے تھے.

" تمہاری بہن سویرا کو کس نے مارا تھا. اور کیوں. "

صدام کے اِس سوال پر امل کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے تھے.

" میرے ساتھیوں نے. وہ میری اصلیت جان چکی تھی اِس لیے. "

ہمایوں کے لہجے میں اِس وقت بھی کوئی پیشمانی نہیں تھی. امل کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا.

حُرمت نے آگے بڑھتے امل کے شانے پر ہاتھ رکھتے اُسے تسلی دی تھی.

" میرے اور میری فیملی کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کے پیچھے بھی تم ہی تھے."

یزدان نے خون رنگ آنکھوں سے خود پر ضبط کرتے یہ سوال پوچھا تھا.

" ہاں میں تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو مروانا چاہتا تھا. تمہاری گاڑی کی بریکس میں نے ہی

فیل کروائی تھیں."

ہمایوں کو جیسے اپنے اِس عمل پر اِس وقت بھی فخر محسوس ہو رہا تھا.

یزدان نے ہاتھ میں پکڑی گن کی پشت ہمایوں کے پیٹ میں رسید کرتے اُسے کراہنے پر مجبور

کر دیا تھا.

" امل...."

اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ پوچھتے ہمایوں کی بڑبڑاہٹ پر دونوں نے مڑ کر اُس جانب دیکھا تھا.

" امل میری پیاری بہن دیکھو اِن دونوں نے میرا کیا حال کیا ہے. یہ میرے دشمن ہیں مار ڈالیں گے مجھے. پلیز بچا لو مجھے."

ہمایوں امل کو دیکھ شاید یہ بھول چکا تھا. کہ ابھی وہ اپنے منہ سے کیا کیا انکشاف کر چکا ہے.

صدام امل کا ایکدم سفید پڑتا چہرا دیکھ فکر مند ہوا تھا.

امل خاموش نظروں سے دیوار کے ساتھ لگے کھڑے ہمایوں کی جانب بڑھی تھی۔ جسے دیکھ ہمایوں کا چہرا روشن ہوا تھا۔ اُسے محسوس ہوا تھا۔ اُس کی یہ بے وقوف ایموشنل بہن اِس بار بھی اُس کی چال میں پھنس چکی ہے۔

مگر امل نے قریب آ کر ہمایوں کے منہ پر تھپڑ رسید کرتے اُس کے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے۔

" بہن کتنا بدنام کر دیا ہے نا تم نے اِس پاکیزہ رشتے کو۔ زرا سی شرم نہیں آتی تمہیں۔ اپنی ایک بہن کو مروا دیا اور دوسری کو ساری زندگی صرف اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے رہے۔ تمہیں اپنے اُس بوڑھے باپ کا خیال بھی نہیں آیا۔ جس نے اپنا پیٹ کاٹ کر تمہاری ہر جائز خواہش پوری کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں زرا سا بھی اندازہ ہے۔ تمہاری یہ اصلیت جان کر وہ زندہ بھی رہ پائیں گے یا نہیں۔ ہم نے کیا بگاڑا تھا تمہارا۔ سویرا نے کیا بگاڑا تھا تمہارا۔ جو اُس کو اتنی بے دردی سے مروا دیا تم نے بولو۔ "

امل نے بُری طرح روتے اپنے نام نہاد بھائی کا گریبان پکڑ کر اُسے جھنجھوڑ ڈالا تھا. صدام نے روتی بلکتی امل کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے اُسے سہارا دیا تھا.

جب امل نے یزدان اور صدام کی جانب اشارہ کرتے اپنے بھائی کے ضمیر کو جگانا چاہا تھا.

" اِن دونوں کو دیکھو یہ بھی تو کسی کے بھائی ہیں نا. اِن کے سامنے کسی کی جرأت نہیں کوئی اِن کی بہن کا نام تک لے. اور تم نے اپنی ہی بہن کو غنڈوں کے ہاتھوں کڈنیپ کروالیا. "

امل کے اندر کا درد، غصہ اور اذیت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے. چیخ چیخ کر اُس کا گلا بیٹھ گیا تھا.

" امل تم کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو. اِس بے ضمیر اور بے حس انسان پر تمہاری کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہونا. "

صدام امل کو مزید تکلیف اور اذیت میں نہ دیکھ پاتے اپنے ساتھ لگالیا تھا. وہ امل کا یہی درد نہیں دیکھنا چاہتا تھا. اِسی لیے اُس نے امل کو کچھ نہیں بتایا تھا.

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا. کہ امل کو شک ہو چکا تھا. اِس طرح اچانک اتنے سالوں بعد ہمایوں کا سامنے آنے اُس کے اندر کئی سوال اُٹھا گیا تھا. صدام سے بھی خفیہ رکھ کر ساری انویسٹی گیشن کرتے امل کے سامنے ہمایوں کی ساری حقیقت کھلتی چلی گئی تھی. امل عائشہ سے مل کر اُس دن کے حوالے سے سب کچھ معلوم کر چکی تھی. مگر صدام کی دی گئی ہمت اور حوصلے نے امل کو اتنے بڑے صدمے کے بعد بھی ٹوٹنے نہیں دیا تھا.

اُس نے اپنے دل پر پتھر رکھتے اپنے بھائی کے خلاف انکوئری شروع کر دی تھی. جس میں آج کامیابی حاصل کرتے اُس نے بہت سی لڑکیوں کی زندگیاں اُن کی عزتیں بچالی تھیں.

سچ کہتے ہیں جب عورت اپنے پہ آتی ہے۔ تو بڑے سے بڑا سورما اُس کے آگے ٹک نہیں پاتا۔ امل نے بھی یہی کیا تھا۔ اپنے ملک اور کام کے ساتھ ایمانداری دیکھاتے اُس نے اپنے بھائی کے خلاف کام کیا تھا۔

وہاں سے فارغ ہو کر کبیر سے اُسے جیسے ہی ہمایوں کے اِس نئے کارنامے کا علم ہوا تھا۔ وہ فوراً یہاں آ پہنچی تھی۔

اِس سے پہلے کہ وہ لوگ ہمایوں کو لے کر وہاں سے نکلتے اچانک ہر طرف سے فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ جیسے کسی نے اچانک حملے کر دیا ہو۔

ہمایوں کے چہرے پر وہی شیطانیت بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اُس کے آدمیوں نے وقت پر آ کر اُسے بچا لیا تھا۔

یزدان حُرمت کو لیے ایک طرف ہوا تھا. ساتھ ساتھ وہ مسلسل گولیاں چلاتا اندر آتے لوگوں کو مارتا جا رہا تھا.

صدام اور امل بھی اپنا بچاؤ کرتے آنے والے لوگوں کا مقابلہ کر رہے تھے.

ہمایوں دھڑا دھڑ اپنے آدمیوں کو گرتا دیکھ بوکھلا گیا تھا. جب اُس کی نظر کچھ فاصلے پر گرے پسٹل پر پڑی تھی. سامنے کھڑے صدام اور یزدان کو اپنی جانب متوجہ نہ دیکھ اُسکی آنکھیں چمک اُٹھی تھیں. دیوار کا سہارا لے کر نیچے بیٹھتے وہ آگے کی جانب رینگنے لگا تھا. یزدان اور صدام نے اُس کا اِس قدر بُرا حال کیا تھا. کہ اُس سے زرا سا ہلنا بھی دوبھر ہو گیا تھا.

یزدان کی گن سے گولیاں ختم ہو چکی تھیں. وہ حُرمت کو ایک ٹیبل کے پیچھے زرا سیف جگہ پر بیٹھا کر آگے بڑھ کر بنا بندوق کے اُن لوگوں سے مقابلہ کرنے لگا تھا.

حُرمت جو خوف کے مارے یزدان کو اِس طرح چلتی گولیاں کے درمیان لڑتا دیکھ رہی تھی. اُس کی سانس تب رُکی جب ایک آدمی نے یزدان کے پیچھے سے جا کر لوہے کی سلاخ اُٹھا کر یزدان کے سر پر دے ماری تھی. جس کی سائیڈ سے نکلنے والے کونے یزدان کے سر کو بُری طرح لہولہان کر گئے تھے.

یزدان نے کرہ کر اپنا سر پکڑ لیا تھا. اُس کا سر شدید درد سے پھٹنے لگا تھا. یہ وہی جگہ تھی جہاں حادثے میں اُسے چوٹ لگی تھی.

امل چیختی ہوئی اُس کی جانب بھاگی تھی. صدام نے اُس آدمی کو واپس یزدان پر سلاخ سے وار کرتا دیکھ دور سے ہی اُس پر گولی چلادی تھی. یزدان کی حالت دیکھ صدام کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا.

اِسی چکر میں اُس کا دھیان خود پر بندوق تانے کھڑے ہمایوں سے ہٹ چکا تھا.

" صدام سائیڈ پر ہوں......."

امل ہمایوں کو گولی چلاتا دیکھ چکی تھی. وہ بھاگ کر صدام کے سامنے آئی تھی. جس سے صدام کے سینے پر نشانہ باندھی گئی گولی امل کے کندھے میں پیوست ہو گئی تھی.

امل نے نم آلود نفرت بھری نظروں سے اپنے بھائی کی جانب دیکھتے شدید تکلیف اور بند ہوتی آنکھوں سے اُس کے سینے پر وار کیا تھا. ہمایوں کو گرتے دیکھنے سے پہلے ہی وہ بے ہوش ہو کر لڑکھڑاتی صدام کے بازوؤں میں لہرا گئی تھی.

صدام پھٹی پھٹی آنکھوں سے صدمے کی کیفیت میں امل اور یزدان کو دیکھ رہا تھا. اُس کی زندگی کے اہم ترین دونوں انسان اِس وقت اُس کی آنکھوں کے سامنے بے سدھ پڑے تھے.

فاہم باہر موجود لوگوں کو ختم کرتا اندر آیا تھا. مگر سامنے کا منظر اُس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

حُرمت کا رو رو کر بُرا حال تھا. یزدان کے خون سے اُس کا پیلو ڈریس لال ہو چکا تھا. ڈاکٹرز کے مطابق یزدان کو بہت گہری چوٹ آئی تھی. وہ اِس وقت آپریشن تھیٹر میں تھا. پہلے بھی اِسی جگہ چوٹ لگنے کی وجہ سے یزدان اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا.

اِس وقت آپریشن تھیٹر کے باہر موجود ہر شخص کے دل میں اِسی بات کا ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا.

جو ڈر آنسو کی شکل اُن سب کی آنکھوں سے نکل رہا تھا.

اقصیٰ نے بہت مشکل سے حُرمت کو سنبھال رکھا تھا. جو دو بار بے ہوش ہو چکی تھی. اُس کی حالت بہت تشویش ناک تھی.

جبکہ سب سے زیادہ بُرا حال تو اِس وقت صدام کا تھا. جس کی زندگی کی دو عزیز ترین ہستیاں اِس وقت آپریشن تھیٹر میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھیں.

صدام جو بے چینی اور بے بسی کے عالم میں مسلسل چکر کاٹ رہا تھا. اپنے کندھے پر نائمہ بیگم کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے اُس نے ضبط سے لال ہوتی آنکھوں سے اُن کی جانب دیکھا تھا.

" ماما اُن دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے ورنہ میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا."

صدام اپنی ماں کو سامنے دیکھ خود پر کنڑول نہیں رکھ پایا تھا. اور اُن کے کندھے پر سر رکھتے بُری طرح رو پڑا تھا.

" ماما ہم نے تو کبھی کسی کا بُرا نہیں چاہا تو ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے. یزدان اور امل دونوں نے اپنی زندگی میں بہت دکھ دیکھے ہیں. اب ہی تو اُن کی زندگیوں میں خوشیوں نے قدم رکھا تھا. جب پھر اُن کو اِس اذیت سے دوچار کر دیا گیا. "

صدام بُری طرح بکھر چکا تھا. جس کو سنبھالنا نائمہ بیگم کے لیے بہت مشکل ہو گیا تھا. اُن کی اپنی آنکھیں اشکبار تھیں.

" بیٹا میرا پروردگار ہمیشہ اپنے پیارے بندوں کو ہی آزماتا ہے. اگر اُس نے تکلیف دی ہے تو وہ اِس سے بڑھ کر خوشیاں بھی دے گا. ایسے مایوس ہو کر اور شکوہ کناں ہو کر ہم صرف خود کو گنہگار

کر رہے ہیں. تم اُن دونوں کے لیے دعا کرو. مجھے میرے اللہ پر یقین ہے دیکھنا وہ دونوں بہت جلد بالکل ٹھیک ہو جائیں گے."

نائمہ بیگم سے صدام کی یہ حالت دیکھنا بہت تکلیف دہ تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

اُن سب کی دعائیں رنگ لائی تھیں. یزدان کا آپریشن کامیاب گیا تھا. مگر ڈاکٹرز کے مطابق اگلے پانچ گھنٹے یزدان کے لیے بہت کروشل تھے. اُس کی جان تو بچ گئی تھی. مگر جب تک وہ ہوش نہیں آجاتا تب تک اُس کی ذہنی حالت کے بارے میں وہ لوگ کچھ نہیں کہہ سکتے تھے.

جہاں یزدان کی جان بچ جانے پر وہ سب بہت خوش تھے. وہیں ڈاکٹر کی اِس دوسری خبر نے اُن سب کے دل پر خوف کے پہرے مزید بڑھا دیئے تھے.

" حُرمت میری جان تھوڑا سا جوس ہی پی لو. تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے."

اقصٰی ہاتھ میں جوس کا گلاس تھامے جائے نماز پر سجدہ ریز حُرمت کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی.

" بھابھی پلیز میرے حلق سے ایک گھونٹ تک نہیں اُتر رہا. بھابھی یزدان کی یہ حالت میری وجہ سے ہوئی ہے. نہ میں اُس آفاق کی بات مان کر اُس کے ساتھ جاتی اور نہ ہی یزدان کے ساتھ یہ ہوتا."

یزدان کی پریشانی کے ساتھ حُرمت کو اپنا گلٹ کھائے جا رہا تھا.

" آفاق کو اُس کے کیے کی سزا مل چکی ہے. تمہیں ہمایوں تک پہنچانے کے اُس نے بیس لاکھ مانگے لیے تھے. تمہیں وہاں چھوڑ کر واپس آتے اُس کا بہت بُرا ایکسیڈنٹ ہوا ہے. جو سننے میں آرہا ہے کہ ہمایوں نے ہی کروایا ہے. آفاق کی لالچ نے اُسے اُس کے انجام تک پہنچا دیا ہے. اُس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ ریڑھ کی ہڈی بُری طرح ڈیمیج ہوئی ہے. جس کی وجہ سے وہ اب پوری زندگی کے لیے معذور ہو چکا ہے. بستر سے ہلنے تک کہ قابل نہیں رہا."

اقصیٰ کے اِس انکشاف پر حُرمت کچھ بول ہی نہیں پائی تھی. آفاق نے پیسوں کی لالچ میں اندھا ہو کر جو اُس کے ساتھ کیا تھا. اُسے سے زیادہ کی سزا وہ پا چکا تھا.

اُسے نہ ہی آفاق کا سن کر خوشی ہوئی تھی اور نہ ہی ہمدردی. کیونکہ آفاق اُس کے لیے ایک تنکے جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا تھا. اگر اُس کے ساتھ ہمایوں یہ نہ کرتا تو یزدان نے اُسے اِس سے بھی بڑھ کر سزا دینی تھی. اِس لیے ایک طرح سے یہ اُس کے حق میں ٹھیک ہی ہوا تھا.

حُرمت اِس وقت صرف یزدان کی سلامتی چاہتی تھی. اُس کی ہر سانس یزدان کے جلد صحت یابی کے لیے دعا گو تھی. یہ پانچ گھنٹے اُس کے لیے شاید اُس کی زندگی کا سب سے مشکل ترین وقت تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

امل کا آپریشن ہو چکا تھا. گولی تو نکال لی گئی تھی. مگر بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے اُس کی کنڈیشن سٹیبل ہونے میں کافی دیر لگی تھی.

مگر جیسے ہی ڈاکٹر نے اُس کے ہوش میں آنے کا بتایا تھا. صدام سمیت سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی. صدام امل سے ملنے سے پہلے شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلا گیا تھا.

صدام مسجد سا واپس آ کر سیدھا امل کے کمرے میں گیا تھا. جہاں وہ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی ہوئی تھی.

صدام کے قریب جانے پر بھی اُس میں زرا سی جنبش پیدا نہیں ہوئی تھی.

" امل......"

صدام کی پکار پر امل نے بہت مشکل سے اپنی ہچکی روکی تھی. وہ اِس وقت اپنا آنسوؤں سے تر چہرا صدام کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی.

مگر صدام اُس کا بے آواز رونا محسوس کر چکا تھا.

جس پر فوراً صدام نے بے تابی سے اُس کا بازو تھام کر چہرے سے ہٹا گیا تھا. امل کا آنسوؤں سے تر لال چہرا صدام کے دل کو مُٹھی میں جکڑ گیا تھا.

" امل کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو. تمہیں درد تو نہیں ہو رہا. میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں."

صدام نے باہر کی جانب جانا چاہا تھا. جب امل نے اُس کی شرٹ مُٹھی میں قید کرتے اُسے روک لیا تھا.

" نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں. مجھے آپ سے بات کرنی ہے."

صدام نے نوٹ کیا تھا. امل اُسے نظریں چرا کر بات کر رہی تھی. جس چیز نے صدام کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا.

" امل کیا ہوا ہے. بتاؤ مجھے کیا بات پریشان کر رہی ہے تمہیں. اور اب اگر تم روئی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا. "

صدام امل کے آنسو صاف کرتے فکر مندی سے بولا.

" صدام مجھے آپ سے طلاق چاہیئے. "

الفاظ تھے یا کوئی اُرتا ہوا تیر ہو سیدھا صدام کے دل میں پیوست ہوئے تھے.

" گولی تمہیں کندھے پر لگی ہے. پر لگتا ہے اُس کا اثر سیدھا دماغ پر ہوا ہے. کچھ بھی اُلٹا سیدھا بول رہی ہو. "

صدام کو امل کی یہ فضول بات سن کر اِس وقت شدید غصہ آ رہا تھا. اگر اِس وقت وہ اِس حالت میں نہ ہوتی تو صدام اُسے اِس بات کا اچھے سے جواب دیتا.

" یہ بکواس ترین بات تمہارے دماغ میں کیوں آئی. یہ جان سکتا ہوں میں. "

صدام نے امل کو کڑے تیوروں سے گھورتے پوچھا تھا.

امل کو صدام کے اِسی شدید ردِ عمل کی ہی اُمید تھی. اِس لیے وہ بنا اُس کی جانب دیکھے اپنے دل پر پتھر رکھتے یہ الفاظ کہے تھے.

" جو بھی ہے جیسا بھی ہے. مگر میرے ساتھ ہمیشہ میرے بھائی کا حوالہ رہے گا. اور اگر میرا نام آپ کے نام کے ساتھ جُڑا رہا تو لوگ آپ پر اور آپ کے خاندان پر بھی کیچڑ اُچھالیں گے. جو کہ میں برداشت نہیں کر سکتی. اِس لیے اِس سے پہلے کہ میرا ساتھ آگے جا کر آپ کے لیے پچھتاوا بنے ہمیں ابھی ہی اپنی راہیں جدا کر لینی چاہیئں. "

امل آنسوؤں کے درمیان بھیگے لہجے میں بولتی صدام کا غصہ مزید بڑھا گئی تھی.

صدام نے اُس کی جانب دیکھتے افسوس سے سر ہلایا تھا. یہ لڑکی پاگل پن اور بے وقوفی میں اپنا ورلڈ ریکارڈ بنا کر ہی رہنے والی تھی.

" بول لیا جو بولنا تھا یا ابھی مزید کوئی فضولیات رہ گئی ہے."

صدام امل کو کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے بولا. صدام لفظوں سے بیان ہی نہیں کر سکتا تھا. کہ امل اُس کے لیے کس قدر ضروری ہو چکی تھی. اُسکی سانسوں میں بستی تھی یہ لڑکی.

" آپ پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش تو کریں. آپ ابھی اِس بات کو سیریس نہیں لے رہے مگر بعد میں....."

امل ابھی مزید بول ہی رہی تھی. جب یزدان نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے مزید کچھ بھی بولنے سے روک دیا تھا.

" بس بہت بول چکی تم. اب میری سنو."

صدام امل کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ایک ہاتھ سے اُس کا ہاتھ تھام کر دوسرا تکیے پر رکھ کر اُس اوپر تقریباً جھک آیا تھا.

" تم جانتی ہو یہ پچھلے چند گھنٹے کیسے گزارے ہیں میں نے. جسم سے روح کا جدا ہونا کیسا ہوتا یہ اُس وقت کوئی مجھ سے پوچھتا. جب تم یہاں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی. تمہارے بغیر جو انسان کچھ گھنٹے نہیں گزار پایا تم اُس سے ہمیشہ کے لیے اُس کی سانسیں چھیننے کی بات کر رہی ہو. کیا تم واقعی اتنی سنگدل ہو یا میرے معاملے میں بن جاتی ہو. کس قدر فضول بات کو بنیاد بنا کر تم مجھے چھوڑنے کی بات کر رہی ہو. اگر مجھ سے محبت نہیں رہی تھی. تو میری سینے پر لگنے والی گولی اپنے وجود پر کیوں کھائی. جب مجھے چھوڑنا ہی تھا. تو مرنے دیتی مجھے."

امل جو صدام کے اتنے خوبصورت اظہار پر اُس کے سحر میں جکڑی سانس روکے یک ٹک اُسے دیکھ رہی تھی. اُس کی آخری بات امل نے تڑپ کر شکوے بھری نظروں سے اُسے دیکھا تھا. وہ اتنی غلط بات اپنے منہ سے کیسے نکال سکتا تھا.

" یہ بات اپنے دل و دماغ سے ہمیشہ کے لیے نکال دو کہ میں تمہیں کبھی بھی کسی بھی صورت اپنی زندگی سے نکالوں گا. ہاں ایک ہی شے ہے جو تمہیں مجھ سے دور کر سکتی ہے اور وہ ہے میری موت. تم کس کی بیٹی ہو یا تمہارا بھائی کون ہے نہ مجھے اِس سے کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ ہی میری فیملی کو. میرے لیے اہم ہے تو وہ مضبوط اور بہادر لڑکی جس نے اپنے ملک سے وفاداری نبھاتے اپنی وردی کا حق ادا کرتے اپنے اکلوتے بھائی تک کو اُس کے کیے کی سزا دی ہے. تمہیں لوگ ملک فروش ہمایوں کے نام سے نہیں جانے گے. بلکہ ایس پی نورِ امل کے نام سے جانے گے. تم سوچ بھی نہیں سکتی تمہاری وجہ سے نجانے کتنی عورتوں میں حالات سے لڑنے کا جذبہ پیدا ہوا

ہو گا. اور تم نجانے کیا فضول کی باتیں سوچ کر خود کو بھی ہلکان کر رہی ہو اور میرا بھی دماغ خراب کر چکی.

اب اگر میرے اتنے سمجھانے کے بعد بھی اگر تمہارے دماغ میں کوئی بات نہیں آئی تو میری یہ ایک بات تو ہر حال میں اچھے سے اپنے دماغ میں بیٹھا لو کہ تمہارا نام میرے نام سے کبھی جدا نہیں ہو گا. "

امل کی کہی بات صدام کے دل میں سوئی کی طرح ابھی بھی چبھی ہوئی تھی. جس کی وجہ سے وہ امل سے بہت سخت ناراض ہو چکا تھا. اُسے امل سے ایسی بے وقوفی کی اُمید نہیں تھی. کہ وہ اتنی سی بات پر اُس سے طلاق کا مطالبہ کر دے گی. اِس لیے اچھے سے اُس کے دل و دماغ صاف کرنے کے بعد صدام اُسے ناراضگی سے گھورتا باہر نکل گیا تھا.

امل اُسے روکنا چاہتی تھی. اُسے احساس ہو چکا تھا. کہ کچھ زیادہ ہی ایموشنل ہو کر وہ صدام سے بہت غلط کہہ چکی ہے. مگر اب کیا ہو سکتا تھا. تیر کمان سے نکل چکا تھا. وہ صدام کو ہرٹ کر چکی تھی. جس شخص نے اُس کے مشکل ترین وقت میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے اُس کا ساتھ دیا تھا. امل اُسی کو چھوڑنے کی بات کر رہی تھی.

لیکن اپنی جگہ پر وہ ٹھیک بھی تھی. جیسے صدام اُس کے لیے اچھا چاہتا تھا. ویسے ہی وہ بھی کسی قیمت پر صدام کے نام اور عزت پر حرف نہیں آنے دینا چاہتی تھی. صدام جعفر اگر اُس سے بے پناہ محبت کرتا تھا. تو امل نے بھی خود کو خطرے میں ڈال کر صدام کے حصے کی گولی خود پر کھا کر اپنی محبت بھی منوا کی تھی. اور تھا بھی ایسے ہی. صدام سے نفرت کا اظہار کرتے کب وہ اِس بہت پیارے دل کے مالک شخص کی دیوانی ہوتی چلی گئی تھی. اُسے بالکل بھی خبر نہیں تھی.

بظاہر تو بہت بے حس اور سنگدل بن کر وہ صدام کو اتنی بڑی بات کہہ رہی تھی. لیکن اندر سے اُس کا دل جیسے لہولہان ہو چکا تھا. جس پر صدام کے الفاظ نے مرہم رکھتے ہمیشہ کی طرح اُس کی ہر تکلیف ہر اذیت مٹا دی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ڈاکٹر کے الفاظ اور گھر والوں کی باتیں سن کر حُرمت کو لگا تھا. کسی نے اُس کے سینے سے دل نوچ کر دور پھینک دیا ہو.

یزدان کے سر پر آنے والی چوٹ سے وہ دوبارہ اپنی ذہنی صلاحیت کھو چکا تھا. اور اب اُس کے کبھی بھی ٹھیک ہونے کے کوئی چانسز نہیں تھے.

حُرمت جائے نماز پر واپس گرتی زار و قطار رو دی تھی.

یزدان کی اذیت کا سوچ اُس کا دل پھٹا جا رہا تھا. اُس شخص نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا. اور اب جب اُس کی زندگی میں خوشیاں آنے لگی تھیں. تو پھر یہ سب ہو گیا تھا.

سب گھر والے باری باری جا کر یزدان سے مل آئے تھے. مگر حُرمت میں ہمت نہیں تھی. یزدان کا سامنا کرنے کی. وہ یزدان اور اُس کی فیملی سے بہت شرمندہ تھی. کیونکہ یزدان کی اِس حالت کی زمہ دار وہی تھی.

لیکن اُس کا دل یزدان کے پاس جانے اُسے دیکھنے کے لیے بے حال ہو رہا تھا. حُرمت نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالتے یزدان کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تھا.

خون آلود ہو جانے کی وجہ سے حُرمت کے کپڑوں کی حالت بہت خراب تھی. اقصیٰ نے کچھ دیر پہلے ہی بہت مشکل سے اُس کے کپڑے چینج کروائے تھے. اِس وقت وہ گرے کلر کے سادہ سے شیفون کی قمیض شلوار میں دوپٹہ نماز کے سٹائل میں اوڑھے سوگوار سا حُسن لیے گلابی بھیگے چہرے اور نم آلود خمدار پلکوں کو بار بار جھپکتی کسی کا بھی ایمان متزلزل کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی.

مگر اِس وقت وہ خود سے پرواہ بیڈ پر چت لیٹے یزدان رحمانی کی جانب متوجہ تھی. جسے اِس طرح بیڈ پر دیکھنا اُس کے لیے ہر چیز سے اذیت ناک تھا.

حُرمت چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی یزدان کے قریب آئی تھی. جب یزدان نے نظریں اُٹھا کر اجنبیت سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جس شخص کی نظروں میں ہمیشہ اُس نے اپنے لیے دیوانگی اور بے پناہ چاہت دیکھی تھی. آج اُسی کا یہ انداز برداشت کرنا حُرمت کو خون کے آنسو رُلا گیا تھا.

" یزدان پلیز ٹھیک ہو جائیں نا میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی بہت مشکل ہے یہ میرے لیے. "

بہت کوشش کے باوجود حُرمت اپنے آنسو کنڑول نہیں کر پائی تھی.

" تو اِس میں رونے والی کیا بات ہے. چھوڑ کے چلی جاؤ مجھے. "

یزدان بنا اُس کی جانب دیکھے چھت کو گھورتا عجیب سے لہجے میں بولا.

جو شخص اُسے ایک پل کے لیے بھی خود سے جدا نہیں کرتا تھا. اِس وقت کتنے آرام سے اُسے خود سے دور جانے کو بول رہا تھا.

حُرمت کے آنسو لڑیوں کی طرح اُس کی گال پر پھسل رہے تھے. اُس نے بیڈ پر رکھا یزدان کا ہاتھ اپنے نرم ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہونٹوں سے لگایا تھا.

" کیوں جاؤں میں. آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں. جب دل کیا اپنے ساتھ باندھ لیا. جب دل کیا جانے کو کہہ دیا. ڈاکٹرز کا کہنا ہے آپ کبھی ٹھیک نہیں ہو پائیں گے اب. لیکن مجھے کسی کی باتوں کی پرواہ ہے ہی نہیں. میرے لیے یہی کافی ہے. کہ آپ ہیں میرے ساتھ.

آپ کے ہر رُوپ سے پیار کیا ہے میں نے. آپ کو یہی لگتا ہو گا نا. کہ میں نے آپ کے ٹھیک ہونے کے بعد آپ کو چاہا ہے. لیکن ایسا نہیں میری دل میں تو آپ کی محبت کی کونپلیں تو بہت

جنم لے چکی تھیں۔ آپ کا وہ پاگل پن ہی مجھے اپنا اسیر کر گیا تھا۔ جس طرح آپ خود سے بڑھ کر میرا خیال رکھتے تھے۔ میری ذرا سی چوٹ پر تڑپ آپ جاتے تھے۔

آپ کا وہ نقاب پوش بن کر میرے قریب آنا مجھے اپنے ہونے کا اپنی محبت کا احساس دلانا میں نے آپ کے اُس ہر انداز سے محبت کی ہے۔

میرے لیے آپ پہلے جس قدر ضروری تھے۔ اب اُس سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ میں یہ ہاتھ اب کبھی نہیں چھوڑوں گی کبھی نہیں۔"

حُرمت یزدان کے ہاتھ پر ہونٹ ٹکائے اپنے دل کی ہر بات کہتی چلی گئی تھی۔ جو شاید وہ عام حالات میں یزدان رحمانی کے سامنے کبھی نہ کہہ پاتی۔ مگر اس وقت اُس کا دل اِس قدر ٹوٹ بکھر چکا تھا۔ کہ وہ اپنے دل کا حال اپنے دل کے مکین کے آگے بیان کر گئی تھی۔

اچانک جب حُرمت کے آنسوؤں میں مزید اضافہ ہوا تھا تو وہ یزدان کا ہاتھ چھوڑتی بنا ایک بار بھی

پیچھے مڑُ کر دیکھے روم سے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں. آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں. کہ میں ایسا کچھ کروں گی. "

حُرمت کو بلال کی بات سن کر دھکا سا لگا تھا. وہ اُسے یزدان سے طلاق لینے کا کہہ رہے تھے.

" حُرمت میں جانتا ہوں. اِس وقت تم بہت ایموشنل ہو رہی ہو. ایک بار گھر جا کر ٹھنڈے

دماغ سے سوچو تمہیں میری بات بالکل ٹھیک لگے گی. "

بلال نے حُرمت کے پاس آتے نرمی سے کہا تھا.

وہ لوگ اِس وقت ہاسپٹل کے ہی ایک پرائیویٹ روم میں کھڑے تھے. جب بلال اور اقصیٰ نے حُرمت کے سامنے یہ بات رکھی تھی.

"جب میں ایسا کچھ کرنا چاہتی ہی نہیں ہوں تو سوچنا کیسا. آپ ابھی پوچھیں یا سال بعد میرا جواب ہمیشہ یہی رہے گا. بہت محبت کرتی ہوں میں اپنے شوہر سے. اُس سے جدا ہونے کے بارے میں سوچنا بھی میرے لیے گناہ ہے. مر جاؤں گی میں یزدان رحمانی کہ بغیر."

حُرمت اپنے آنسو صاف کرتی مضبوط لہجے میں بولی.

" حُرمت دیکھو میں صرف تمہارا ہی بھلا چاہتا ہوں. ڈاکٹرز نے صاف صاف کہہ دیا ہے.

یزدان سراب کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے. تم یہ پہاڑ جیسی زندگی کیسے کاٹو گی ایک پاگل شخص کے

ساتھ. جس نے تمہیں پہچاننے سے بھی انکار کر دیا ہے."

بلال نے ایک بار پھر حُرمت کو اپنی بات سمجھانی چاہی تھی.

" کوئی بات نہیں. اگر وہ اپنے پاگل پن میں مجھے دھکے مار کر اپنے گھر سے باہر بھی نکال دیں گے

نا. میں تب بھی اُن سے جدا ہونے کا نہیں سوچوں گی. کیونکہ میں نے اُس شخص سے سچی محبت

کی ہے. نہیں رہ سکتی میں اُس کے بغیر. آپ ویسے تو میری ہر خوشی بنا کہے ہی جان جاتے تھے.

اب کیوں نہیں سمجھ پا رہے. کہ یزدان رحمانی آپ کی بہن کا صرف شوہر کی نہیں اُس کی زندگی

ہے. اور آپ اپنی بہن سے اُس کی زندگی ہی چھین رہے ہیں. بھائی میں بہت محبت کرتی ہوں.

یزدان سے ایک پل بھی دور نہیں رہ سکتی اُن سے."

حُرمت جو ساری باتیں مر کر بھی یزدان کے سامنے نہ کہتی وہ اِس وقت نجانے کتنی بار بول چکی تھی۔ اِس بات سے انجان کے کوئی دروازے کے وسعت میں کھڑا مبہوت سا اپنی دیوانی کی اپنے لیے یہ بے پناہ محبت اور دیوانگی پر خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔

" لو یو ٹو میری جان۔ میں بھی نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔ "

حُرمت جو بھیگی آنکھوں سے بلال کی جانب دیکھتی بول رہی تھی۔ یزدان کی آواز پر وہ کچھ دیر کے لیے ہل بھی نہیں پائی تھی۔ اُسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ کہ کیا یہ واقعی یزدان نے بولا ہے یا اُس کا وہم ہے کوئی۔

مگر بلال کو دروازے کی جانب دیکھتا پا کر حُرمت جھٹکے سے پلٹی تھی۔ دروازے میں ہی مسکراتے کھڑے یزدان کو دیکھ اُس کی نظروں میں سب کچھ گھوم چکا تھا۔

یزدان اِس وقت ہاسپٹل کے ہی لباس میں سر پر پٹی باندھے دروازے میں کھڑا مسکراتا محبت پاش نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا.

بلال اور اقصیٰ کے چہروں پر آتی مسکراہٹ دیکھ کر صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ اِس بات سے واقف ہیں. اور اُن کے لیے یزدان کا یہاں کھڑا ہونا حیرانی والی بات بالکل بھی نہیں ہے.

وہ دونوں یزدان کی جانب مسکراہٹ اُچھالتے وہاں سے نکل گئے تھے. جبکہ حُرمت جیسے ایک ہی سیکنڈ میں یزدان رحمانی کا سارا کھیل سمجھ چکی تھی. وہ ایک بار پھر اِس شخص کے ہاتھوں بُری طرح بے وقوف بن چکی تھی.

" مجھے سچ میں اندازہ نہیں تھا. کہ میری بیوی میری اتنی دیوانی ہے. کاش کہ یہ چوٹ مجھے پہلے لگ جاتی تو تمہاری محبت کی شدت کا اندازہ بہت پہلے ہو جاتا. میں جو نجانے کیا کیا سوچ کر پریشان ہوتا رہا کہ تمہیں میں نے زبردستی اپنے ساتھ باندھ کر رکھا ہوا ہے. وہ نہ ہوتا. "

یزدان قدم قدم چلتا حُرمت کے قریب آن کھڑا ہوا تھا. جہاں ایک طرف یزدان کو بالکل ٹھیک دیکھ حُرمت کا دل خوشی کے مارے جھوم اُٹھا تھا. وہیں ساری بات سمجھ آتے یزدان پر اُس کو بے پناہ غصہ آ رہا تھا.

" تو آپ سب نے مجھ سے جھوٹ بولا. مجھے بے وقوف بنایا. آپ...... آپ کو زرا شرم نہیں آئی یہ کرتے ہوئے. میرے جذبات کا مذاق بنایا آپ نے. آپ بہت بُرے ہیں مجھے شکل بھی نہیں دیکھنی آپ کی اب."

حُرمت یزدان کو دیکھتی نم لہجے میں بولتی سخت خفا ہوئی تھی. حُرمت یزدان کے پاس سے ہٹتی باہر کی جانب بڑھی تھی.

جب یزدان نے اُس کی کلائی پکڑتے نرمی سے اپنے قریب کھینچا تھا.

" یزدان چھوڑیں میرا ہاتھ مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. "

حُرمت روتے ہوئے اپنا بازو چھُڑواتے بولی. مگر یزدان نے اُس کی کوشش ناکام بناتے اُسے اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کر لیا تھا.

حُرمت کے آنسوؤں کو یزدان نے جھک کر اپنے ہونٹوں سے چن لیے تھے. جن کی کب سے وہ وجہ بنا ہوا تھا.

یزدان کے اِس شدت بھرے عمل پر حُرمت اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔ خود کو یزدان رحمانی کی بانہوں میں اور اُس کا لمس محسوس کرتے حُرمت کے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہوئی تھیں۔

مگر اِس گزرا وقت میں یزدان کی کنڈیشن کے بارے میں جان کر وہ جس اذیت سے وہ گزری تھی۔ اُس کے لیے اتنی جلدی وہ یزدان کو معاف کرنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں رکھتی تھی۔

حُرمت نے یزدان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اُسے خود سے دور دھکیلنا چاہا تھا۔

" میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے۔ مگر ایک بار میری بات سن لو پھر جو مرضی سزا دینا مجھے قبول ہے۔"

یزدان جانتا تھا حُرمت کا ری ایکشن کیسا ہوگا۔ جس کے لیے وہ پہلے سے ہی خود کو تیار کر چکا تھا۔

وہ اُس کا چہرا تھام کر بہت نرمی سے بولا تھا۔

" مگر مجھے نہ ہی آپ کی بات سننی ہے اور نہ کوئی سزا دینی ہے. مجھے ابھی اور اِسی وقت جانا ہے یہاں سے. "

حُرمت کا صدمہ ابھی کم نہیں ہو رہا تھا. یزدان کے حوالے سے جو بُری خبر اُسے بتائی گئی تھی. اُس کے بعد سے ابھی تک اُس کا دل جگہ پر نہیں آ سکا تھا. وہ اِس وقت یزدان اور باقی سب پر شدید ترین غصے کا شکار تھی.

" میں ابھی بھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوا ہوں. ایسے ہی چھوڑ کر چلی جاؤ گی مجھے. "

یزدان کی بات پر حُرمت نے اپنی مزاحمت روکتے خونخوار نظروں سے اُسے گھورا تھا.

" آپ نے یہ ناٹک اِسی لیے کیا نا. کہ میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں. اب آپ کو ضرورت نہیں ہے نا میری. تو اِسی لیے جا رہی ہوں میں اب. کیوں روک رہے ہیں مجھے. "

حُرمت یزدان سے بہت سخت بدگمان ہو چکی تھی. حُرمت کو ابھی بھی اُسی طرح روتا دیکھ یزدان نے اُسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا.

" میرے لیے تمہاری خوشی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے. تمہاری خوشی کے آگے میری یا میری کسی خواہش کی کوئی اہمیت نہیں ہے میری جان. تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی میں کس قدر چاہتا ہوں تمہیں. کیا ہو تم میرے لیے.

میں نے یہ ناٹک بھی صرف تمہارے لیے کیا. تمہاری خوشی جاننے کے لیے."

یزدان نے اُس کے قریب جھک کر سرگوشیانہ لہجے میں کہتے اُسے نارمل کرنا چاہا تھا.

یزدان کے یہ چند الفاظ حُرمت کی بدگمانی تو ختم کر گئے تھے. مگر اُس کا غصہ ابھی بھی برقرار تھا.

اِس شخص نے ہمیشہ اُس کو گھمایا تھا. اب وہ اِس سے سارے بدلے لینا چاہتی تھی.

" اوکے آپ میری خوشی چاہتے ہیں نا. تو ابھی میری بات مانیں اور مجھے جانے دیں. "

حُرمت بھی اپنے نام کی ایک تھی. اُس نے بھی سوچ لیا تھا. جیسے اِس سنگدل نے اُسے تڑپایا تھا.

وہ بھی اب اِسے تڑپا کر رہے گی.

صدام ایسے ہی اُسے نہیں چھیڑتا تھا. یزدان رحمانی کو بیوی اُس کی ٹکر کی ملی تھی. جس نے واقعی

اُس مغرور شخص کی ساری اکڑ نکال کر رکھ دی تھی.

" ٹھیک ہے جاؤ. "

یزدان آخر کار اُس کی ضد کے آگے ہار مان ہی گیا تھا. پیچھے ہٹتے اُس نے حُرمت کو جانے کے لیے

بول دیا تھا.

حُرمت پہلے تو حیران رہ گئی تھی. اُسے بالکل بھی اُمید نہیں تھی. کہ یزدان اتنی آسانی سے مان جائے گا. ایک مشکوک نظر یزدان کی مسکراہٹ پر ڈالتے وہ وہاں سے نکل گئی تھی.

جبکہ یزدان کھل کر مسکرا دیا تھا. وہ آج بہت زیادہ خوش تھا. اُس نے نہ صرف ہمایوں کا خاتمہ کر دیا تھا. بلکہ اپنی اُس بات کا بھی جواب پا لیا تھا. جس نے اتنے ٹائم سے اُسے بے چین کیے رکھا تھا.

یزدان رحمانی جو ہمیشہ سب کو اپنے اشاروں پر چلانے کا عادی تھا. جس ہر کام اپنے طریقے سے چاہیئے ہوتا تھا. جسے ایک بار جو چیز پسند آجاتی تھی. اُسے اُس نے حاصل ضرور کیا تھا. چاہے اُس میں اُس کا نفع یا نقصان ہوتا ہو. یا چاہے کسی دوسرے کا. اُسے کبھی اِس بات کی پرواہ نہیں رہی تھی.

مگر یہاں مسئلہ کسی چیز کا نہیں تھا. بلکہ جیتی جاگتی انسان کا تھا. اُس کی جان سے عزیز ہستی حُرمت کا تھا. جس کی خوشی اور مرضی اُس کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر تھی.

حُرمت کو جن حالات میں اور جس طرح بنا اُس کی مرضی کہ یزدان کی زندگی میں شامل کیا گیا تھا. یزدان اُس سب سے واقف تھا. بے شک بعد میں حُرمت نے اُسے اپنالیا تھا. مگر یزدان کے اندر دل کا ایک کونا جیسے پوری طرح سے خوش نہیں ہو پا رہا تھا. اُسے لگ رہا تھا. کہ کہیں حُرمت نے اُس کی شدت پسندی پر بے بس ہوتے ایک سمجھوتے کے تحت اُس کو نہ اپنایا ہو. اور اندر سے حُرمت اُس سے خوش نہ ہو.

یہی بات اُسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی.

یزدان نے حُرمت سے بے لوث محبت کی تھی. وہ محبت کے اُس مقام پر پہنچ چکا تھا. کہ جہاں وہ حُرمت کو صرف اور صرف اُس کی خوشی کی خاطر چھوڑنے کو بھی تیار تھا. یہ جانتے ہوئے بھی کہ حُرمت کے بغیر اُس نے خود ختم ہو جانا تھا.

یزدان نے سب کو اپنے ساتھ ملا کر صرف یہی جاننے کے لیے یہ سب کیا تھا. کہ حُرمت اُس سے محبت کرتی ہے یا یہ صرف ایک سمجھوتا اور کافی وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے صرف ایک اُنسیت سی ہے. لیکن حُرمت کی اپنے لیے اِس قدر شدید محبت اور دیوانگی دیکھ یزدان جیسے دوبارہ جی اُٹھا تھا. اُسے لگا تھا حُرمت کا کیا گیا اظہار اُس کی زندگی کے تمام غم دور کر گیا ہو.

اِس سارے چکر میں ایک بات جو اُسے بہت مہنگی پڑی تھی. وہ تھی حُرمت کی ناراضگی. مگر اُسے خود پر پورا یقین تھا. وہ زیادہ دیر حُرمت کو ناراض نہیں رہنے دے گا.

یزدان آسودگی بھری سانس ہوا میں خارج کرتا باہر نکل گیا تھا. ہمایوں ختم ہوتے ہوتے بھی اُس کا بھلا کر گیا تھا.

یزدان کی اِس بار کی سرجری پچھلی بار سے زیادہ کامیاب رہی تھی. جس کی وجہ سے اُس کا ایگریشن کا پرابلم بھی ایک طرح سے ٹھیک ہو چکا تھا. وہ اب بالکل نارمل تھا. ڈاکٹرز کے مطابق اُس کے سر کے اِس زخم نے بھی جلد ریکور ہو جانا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

اتنے دن گزر چکے تھے. مگر صدام کی نہ ہی امل سے کوئی بات ہوئی تھی. اور نہ ہی امل نے اُسے منانے کی زرا سی بھی کوشش کی تھی.

صدام روٹین کے مطابق پہلے ہاسپٹل جاتا رہا تھا. اور پھر امل کے گیلانی ہاؤس شفٹ ہونے کے بعد سے وہ دن کا آدھے سے بھی زیادہ وقت امل کے پاس گزارتا تھا.

نائمہ بیگم نے امل کو اُس کے گھر بھیجنے کے بجائے اپنے پاس ہی لے آئی تھیں. کیونکہ اشفاق صاحب ابھی واپس نہیں لوٹے تھے.

بہت ٹائم ساتھ رہنے کے باوجود اُن دونوں کی بول چال بالکل بند تھی. امل کی خاموشی نے صدام کا غصہ مزید بڑھا دیا تھا. وہ جلد ہی امل کے صحت یاب ہونے پر اُس سے سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا.

اِس وقت بھی وہ بہت خراب موڈ کے ساتھ اپنے آفس میں انٹر ہوا تھا. جب پہلی سیڑھی پر ہی دونوں جانب موجود گارڈز نے اُس کی جانب سُرخ گلاب کی آدھ کھلی کلی بڑھائی تھی. دونوں کے چہروں پر صدام کا ڈر موجود تھا. مگر جیسے اِس سے بھی زیادہ ڈر اُنہیں کسی اور کا تھا. جس کی مجبوری میں وہ یہ کر رہے تھے.

"کیا ہے یہ."

صدام کی گھوری پر وہ دونوں پھول نیچے کرتے فوراً چہرا جھکا گئے تھے. اُنہیں اپنی نوکری زیادہ عزیز تھی.

صدام مزید غصے میں آتا آگے بڑھا تھا. مگر سامنے ہی سب کیبنز کے درمیان بنے راستے میں اُس کے سٹاف کا ہر بندہ ہاتھ میں سرخ گلاب اُٹھائے اُس کے استقبال میں کھڑا تھا.

صدام ایک پل کے لیے تو سوچ میں پڑ چکا تھا کہ کیا وہ اپنے آفس میں ہی آیا ہے یا کسی غلط جگہ پر آ پہنچا ہے.

" احمد صاحب...... "

صدام کی دھاڑ پر جہاں باقی سب چہرے پر آنے والی دبی دبی مسکراہٹ چھپانے کے لیے سر جھکا گئے تھے. وہیں احمد صاحب اپنی شامت آتی دیکھ جلدی سے صدام کے قریب آیا تھا.

" احمد صاحب یہ آفس میں کیا چل رہا ہے. "

صدام چہرے پر برہمی کے تاثرات سجائے سب کو گھورتے ہوئے بولا.

" سر وہ...... سر آپ..... "

احمد صاحب کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا. کیا بولیں. اُنہیں اُوپر سے کچھ بھی بتانے کا آرڈر نہیں تھا.

" دومنٹ کے اندر اندر ہٹ جانا چاہیئے یہ سب. اُس کے بعد زرا آپ آکر ملیں مجھ سے."

صدام اپنے آفس کے دروازے کے باہر رکھی پھولوں کی پتیاں کو دیکھتے مزید غصے میں آیا تھا.

لیکن احمد صاحب کو اِس بات کا پورا یقین تھا کہ اندر جا کر وہ اُسے بلانے والا بالکل بھی نہیں تھا.

صدام نے غصے سے دروازہ کھولتے اندر قدم رکھا تھا. مگر اپنے آفس کا منظر دیکھ وہ سکتے میں آچکا تھا. لائٹس آف تھیں. مگر پورے کمرے میں بڑی تعداد میں رکھے گئے سنہری رنگ کے دیوں کی مدھم روشنی بہت ہی دلفریب منظر پیش کر رہے تھے. ہر طرف ریڈ گلاب بکھرے

پڑے تھے. پھولوں کی مسحورکن خوشبو اُس کی سانسوں کو معطر کر گئی تھی. اتنا خوبصورت نظارہ صدام کا موڈ کافی حد تک بحال کر گیا تھا.

اب تو صدام کو تشویش ہوئی تھی کہ آخر ایسی جرأت کر کون سکتا تھا. وہ واپس پلٹنے ہی لگا تھا جب اُس کی صوفے کی جانب اُٹھتی نظر واپس پلٹنا ہی بھول گئی تھی.

امل پیروں تک آتا ریڈ فراک زیب تن کیے بیٹھی صحیح معنوں میں صدام کا ہوش اُڑا گئی تھی. اُس کے سیاہ لمبے بال اُس کے نازک وجود کے گرد گھیرا بنائے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھے.

امل صدام کے ہوش اُڑتے دیکھ دلکشی سے مسکراتی اُس کی جانب بڑھی تھی.

" مسٹر صدام جعفر اتنا غصہ میرا دیا ہوا ایک گلاب بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا. "

امل صدام سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوتی اُس کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گئی تھی.

" تمہیں پرواہ ہے میرے غصے کی. تمہیں تو ہمیشہ وہی کام کرنے کا شوق ہے نا. جس سے مجھے تکلیف پہنچے. "

صدام اپنے حواسوں پر قابو پاتا اِس حسین مورتی کے سحر سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا تھا.

امل نے صدام کی بات پر اُس کی جانب دیکھا تھا. اور بنا ایک پل کی بھی دیر کیے آگے بڑھتی صدام کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی تھی.

" صدام مجھے معاف کریں. میں نے بہت غلطیاں اور نادانیاں کی ہیں. آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے. مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں آپ کے بغیر اب نہیں رہ سکتی. بہت محبت کرنے لگی ہوں. "

امل کو ہاتھ جوڑتا دیکھ صدام تڑپ کر آگے بڑھا تھا. اِس لڑکی نے اپنی حرکتوں سے سیدھا اُس کے دل پر وار کرنے کی قسم کھا رکھی تھی.

" پاگل ہو گئی ہو۔ ناراض تھا تم سے۔ مگر اُس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم میرے آگے جھک جاؤ۔

میں تمہیں ہمیشہ اپنے سے آگے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی تک تم میری زندگی میں اپنے مقام کا

اندازہ نہیں لگا پائی۔"

امل کے دونوں ہاتھ تھام کر اُن پر ہونٹ رکھتے صدام سچے دل سے بولتا امل کی نظر میں اپنا آپ

مزید اُونچا کر گیا تھا۔

" تو مطلب آپ مان گئے۔"

صدام کے اتنی جلدی مان جانے پر امل کا چہرا خوشی سے جگمگایا تھا۔ اُس کی اتنی خوشی دیکھ صدام

سر اثبات میں ہلاتا مسکرا دیا تھا۔

" اوکے تو پھر میں جا رہی ہوں۔"

امل آنکھوں میں شوخی بھرے صدام سے بولتی وہاں سے کھسکنے لگی تھی. مگر اُس سے بھی پہلے صدام اُس کا دوپٹہ اپنی گرفت میں لے چکا تھا.

اُسے کے زخم کا دھیان کرتے صدام نے بہت نرمی سے اُسے اپنے قریب کیا تھا.

" اتنی جلدی بھی کیا ہے میری جان. اپنی اِس محنت کا خراج تو وصول کرتی جاؤ. "

صدام نے امل کا چہرا اپنے قریب کرتے اُس کی ٹھوڑی پر لب رکھ دیئے تھے. امل صدام کے کوٹ کو گرفت میں لیتی لال ہوئی تھی.

" یہ سب ہے کیا ویسے. "

صدام کو یہ سب اچھا تو بہت لگا تھا. مگر خاص آفس میں یہ اہتمام کرنا اُسے سمجھ نہیں آیا تھا.

" میں نے کہا نفرت کی شروعات یہاں سے ہوئی تھی. تو کیوں نہ محبت کی بھی یہیں سے کر لی جائے."

امل صدام کی ٹائی ٹھیک کرتے شرمگی مسکان سے بولتی اُسے مزید اپنا دیوانہ بنا گئی تھی. صدام نے آگے کو جھکتے امل کی گال پر موجود اُس حسین ترین تِل کو چھوا تھا جو ہر بار کی طرح اِس وقت بھی اُسے بہکنے پر مجبور کر رہا تھا.

" تو پھر اجازت ہے پیار کی شروعات کرنے کی."

صدام کی نگاہوں کا فوکس امل کے لال لپسٹک سے سجے ہونٹ تھے جنہوں نے اُسے کب سے پاگل کیا ہوا تھا.

"صدام اُس دن آپ کے ساتھ وہ لڑکی کون تھی."

صدام جو امل کے ہونٹوں پر جھک چکا تھا. امل کی بات پر اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا. اتنی پرانی بات یہ لڑکی ابھی تک دل میں لیے بیٹھی ہوئی تھی. صدام نا چاہتے ہوئے بھی امل کے مشکوک انداز پر ایک قہقہ لگا گیا تھا.

جس پر امل نے ناراضگی سے اُسے گھورا تھا.

" اُس دن ایسا کچھ نہیں تھا. جیسا تم سمجھی تھی. وہ فضہ تھی میری خالہ کی بیٹی. اگر ایک منٹ رُک کر اور قریب آکر تم دیکھ لیتی کہ وہ کوئی میری گرل فرینڈ نہیں بلکہ پندرہ سال کی بچی تھی. تو تم اتنا سخت ری ایکشن نہ دیتی. اور نہ ہی خود کو ہلکان کرتی."

صدام کی بات پر امل نے شرمندگی سے چہرا جھکا لیا تھا. اُس کا یہ جذباتی پن اُسے صدام کے سامنے اور نجانے کہاں کہاں ذلیل کروانے والا تھا.

" تمہاری بہت ساری نادانیوں میں ایک اور ایڈیشن ہو چکا ہے. اور اب اُن سب کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ. بہت تڑپایا ہے تم نے مجھے. اب اپنی ایک ایک تڑپ کا بدلہ وصول کروں گا میں."

صدام امل کے چہرے کو چھوتا اپنی بے تابیوں کا اظہار کرتا جذبات سے لبریز گھمبیر لہجے میں بولا تھا. جبکہ اُس کی شدتیں برداشت نہ کر پاتے امل اُس کے سینے میں چہرا چھپا گئی تھی. اُس نے کبھی نہیں سوچا تھا. نہ کبھی ایسی کوئی خواہش کی تھی. کہ اُس کی زندگی میں اتنا خوبصورت ہمسفر داخل ہو گا. جو اُس کی زندگی کے تمام غم اور محرومیاں ختم کر کے اُس کا ہاتھ تھامے اپنی خوشیوں اور سکون بھری دنیا میں لے جائے گا. امل دل سے اپنے رب کا شکر بجالاتی صدام کی پیار بھری سرگوشیوں پر کھل کر مسکرا دی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" ایک تو خود اتنا فضول ڈرامہ کیا اُوپر سے نخرے بھی خود دیکھا رہیں ہیں. جلاد, وحشی انسان.

اب تو مجھے بالکل بات کرنی ہی نہیں ہے."

حُرمت کا آج لاسٹ پیپر تھا. کافی دن گزر چکے تھے اُس واقع کو. اُسے لگا تھا یزدان اُسے منانے آئے گا. اپنی غلطی پر شرمندہ ہو گا. مگر یزدان رحمانی کو تو پرواہ ہی نہیں تھی. جو بات حُرمت کو مزید غصے, کوفت اور بے چینی کا شکار کر گئی تھی.

بلال سے باتوں باتوں میں اُسے یہ بھی پتا چل چکا تھا کہ یزدان بالکل صحت یاب ہو چکا ہے. اور اب آفس بھی آنے لگا ہے. مگر وہ اُسے منانے کیوں نہیں آ رہا تھا. یہ سوچ سوچ کر ہی حُرمت کا دل نجانے کتنے وسوسوں سے بھر جاتا تھا.

ابھی بھی یونی سے واپس آ کر اپنے روم میں داخل ہوتے وہ خفگی سے خود سے ہی بڑ بڑائی جا رہی تھی.

" مل گئی ہو گی نا کوئی نئی بیوی. ویسے بھی کس بات کی کمی ہے یزدان رحمانی میں. مجھے کیا ہے میری طرف سے بیس شادیاں کریں. لیکن اللہ کرے ساری بیویاں فاریہ جیسی نکلیں تو عقل ٹھکانے آ جائے گی."

حُرمت بنا ارد گرد دیکھے ٹیبل پر بکس پٹختی صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی تھی۔

براؤن شیفون کے ڈریس میں جس کی شرٹ اور دوپٹے کے کناروں پر گولڈن کڑھائی کا کام کیا گیا تھا میں حُرمت کی گلابی رنگت غصے کی وجہ سے سرخی مائل ہو چکی تھی۔

" یہ بھی کوئی طریقہ ہوا اگر میں نے غصے میں کہہ دیا مجھے جانا ہے۔ تو جیسے پہلے ڈانٹ کر اپنی بات منواتے ہیں۔ اِس بار بھی منوا نہیں سکتے تھے۔ ایک تو اتنی آسانی سے آنے دیا اُوپر سے واپس پلٹ کر پوچھا بھی نہیں۔"

حُرمت کی بڑبڑاہٹیں ابھی تک جاری تھیں۔ جب اُس کی نظر بیڈ پر لیٹے کمبل میں لپٹے وجود پر پڑی تھیں۔

" اُف یہ پری اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے گی۔"

حُرمت پہلے تو حیران ہوئی تھی. مگر پھر اپنے شرارتی بھتیجی کا خیال آتے ہی وہ سمجھ گئی تھی. کہ ہمیشہ کی طرح اُسے ڈرانے اور تنگ کرنے کے لیے اُنہوں نے ہی تکیے جوڑ کر یہ حرکت کی ہے. ورنہ دن دہاڑے سب کے گھر ہوتے ہوئے ایسے بھلا کون آسکتا ہے اُس کے روم میں.

حُرمت اپنی جگہ سے اُٹھتی بیڈ کی جانب بڑھی تھی. جیسے ہی اُس نے کمبل ہٹانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا. اپنی کلائی کسی آہنی گرفت میں جکڑتا محسوس کرتے حُرمت کی چیخ نکل گئی تھی.

لیکن اگلا حملہ اِس سے بھی زیادہ جان نکال دینے والا تھا. مقابل نے اُس کی کلائی کو جھٹکا دیتے اپنی جانب کھینچ لیا تھا. حُرمت اگلے ہی لمحے سیدھی اُس پر جا گری تھی.

" یزدان..... آپ...."

حُرمت جو ابھی اپنی چیخوں کا سلسلہ برقرار رکھنے ہی والی تھی. جب یزدان نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اُسے خاموش کروادیا تھا. یزدان کو اِس طرح یہاں دیکھ اور جو جو ابھی وہ بول چکی تھی اُس سب کا خیال آتے حُرمت کا چہرا تپ اُٹھا تھا.

وہ اپنے پورے وزن سمیت یزدان کے اُوپر تھی. یزدان کا ایک بازو حُرمت کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا. جبکہ دوسرا اب اُس کے ہونٹوان سے ہٹاتے حرمت کے چہرے پر بکھر جانے والی بالوں کی لٹیں سمیٹ کر کان کے پیچھے اڑسنے لگا تھا.

یزدان کی شوخ مسکراتی نظریں حُرمت کو بُری طرح پزل کر گئی تھیں.

" چھوڑیں مجھے. مجھے آپ سے بات نہیں کرنی."

حُرمت نے کے اُوپر سے اُٹھنا چاہا تھا. جب یزدان نے کروٹ بدلتے حُرمت کو بیڈ سے لگاتے اُس کے اُوپر مکمل طور پر جھکتے اپنی قید میں لیا تھا.

" یزدان یہ آپ......"

حُرمت نے کچھ بولنا چاہا تھا. جب یزدان نے اُس کے ہونٹوں پر اُنگلی رکھتے اُسے دوبارہ خاموش کروادیا تھا.

" پورے بیس دن دور رہا ہوں تم سے. مجھے کچھ دیر خود کو محسوس کر لینے دو."

یزدان نے خمار آلود لہجے میں کہتے باری باری حُرمت کے دونوں گالوں کو چھوا تھا. پھر ایک ایک کر کے اُس کی پیشانی, ناک, آنکھوں اور ٹھوڑی کو محبت سے چھوتے یزدان جیسے ہی ہونٹوں پر جھکنے لگا حُرمت فوراً اُس کے منہ پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھتی اُسے روک گئی تھی.

" میں سخت ناراض ہوں آپ سے. "

حُرمت نے اُسے یاد دہانی کرواتے خود کو اُس کے جان لیوا وار سے محفوظ رکھا تھا.

" تو منا ہی تو رہا تھا میں تمہیں. "

یزدان ابھی بھی سنجیدہ نہیں تھا.

" ویسے مجھے سچ میں نہیں پتا تھا. میری بیوی کو میرا ڈانٹ کر کام کروانا اتنا اچھا لگتا ہے. اور وہ کیا دعا دے رہی تھی مجھے. بیس شادیاں اور ساری بیویاں فاریہ جیسی ہوں. میری جان تم واقعی بہت کیوٹ ہو. "

یزدان نے حُرمت کی باتیں دوہراتے جاندار قہقہ لگایا تھا. جبکہ اُس کے مذاق اُڑانے پر حُرمت مزید خفا ہوئی تھی.

" یزدان آپ کو زرا سا بھی احساس ہے آپ نے مجھے کتنا رُلایا ہے۔"

حُرمت نروٹھے لہجے میں کہتی یزدان کو اب کی بار سنجیدہ ہونے پر مجبور کر دی تھی۔

" میں جانتا ہوں مگر وعدہ کرتا ہوں آگے کی زندگی میں تمہارے ایک ایک آنسو کا ازالہ کر دوں گا۔ میں نے جو کیا وہ ٹھیک نہیں تھا مگر ہمارے آگے کی خوشحال زندگی کے لیے بہت ضروری تھا۔"

یزدان حرمت کی آنکھوں میں جھانکتا اُسے اُس سب کی ساری حقیقت بتا گیا تھا۔

جسے سن کر حُرمت یزدان کی اِس قدر بے لوث محبت پر کتنی ہی دیر کچھ بول نہیں پائی تھی۔ جس نے ہر بار اپنے آپ سے پہلے اُسے رکھا تھا۔ شاید اتنا ظرف کسی میں نہیں ہو سکتا تھا کہ صرف اپنی محبوب کی خوشی پر اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

" آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے یہ سب. اور اتنے دنوں سے منانے کیوں نہیں آئے مجھے."

حُرمت نے شکوے بھری نظروں سے یزدان کی جانب دیکھا تھا.

" کیونکہ اگر میں پہلے منانے کے لیے آجاتا تو تم اتنے سکون سے اپنے پیپرز نہیں دے پاتی. تم سوچ بھی نہیں سکتی. اتنے دن تم سے دور رہنا کس قدر مشکل تھا میرے لیے.

صرف تمہاری پڑھائی کی خاطر دور رہا ہوں تم سے. اب اِن بیس دنوں کے ایک ایک لمحے کا حساب سود سمیت وصول کروں گا تم سے. اپنے جلاد اور وحشی کو جھیلنے کے لیے تیار ہو جاؤ میری زندگی."

حُرمت جو بہت دھیان سے یزدان کی بات سن رہی تھی. اُس کے آخر میں کہے شوخی بھرے جملوں نے حُرمت کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا.

یزدان حُرمت کی آنکھوں پر لب رکھتے اُس کے اُوپر سے ہٹتا بیڈ سے نیچے اُترا تھا. اور حُرمت کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اُسے بانہوں میں اُٹھا چکا تھا.

" یزدان یہ کیا کر رہے ہیں آپ. نیچے بھابھی بھائی سب موجود ہیں. میں خود چل سکتی ہوں اُتاریں مجھے. "

حُرمت پچھلی بار کی طرح اِس وقت بھی اُسے باز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی. مگر وہ یزدان رحمانی ہی کیا جو اتنی آسانی سے مان جائے.

" ڈونٹ وری میری جان. نیچے کوئی موجود نہیں ہے. سب ہمارے ولیمے کی تیاری کے لیے رحمانی ہاؤس میں موجود ہیں. "

یزدان کی بات پر حُرمت نے حیرت سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" جب ہماری شادی ہوئی تھی. تب تو میں پاگل تھا. زرا سا بھی انجوائے نہیں کر پایا. اِس لیے اب دوبارہ سے اُن لمحوں کو جینا چاہتا ہوں."

یزدان نے آنکھ دبا کر کہتے حُرمت کی جانب دیکھا تھا. جو اُس کی شوخیوں کی وجہ سے اُسے ٹھیک سے گھور بھی نہیں پائی تھی.

یزدان حُرمت کو گاڑی میں بیٹھاتا وہاں سے نکل گیا تھا.

اُن دونوں نے ہی اپنی بے لوث محبت کو ثابت کرتے مشکل وقت میں ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہاتھ تھامے اپنی زندگی سے غموں اور پریشانیوں کو نکال کر ہمیشہ کے لیے خود سے دور پھینک دیا تھا.

اب وہ دونوں اپنی آگے کی زندگی میں خوش تھے. جہاں نہ ہمایوں کا بُرا سایہ تھا اُن پر. نہ دھوکہ, نہ بدلہ. وہ بہت مطمئن اور خوش تھے.

ختم شد